جہادِ بالقلم

''اور جنہوں نے کوشش اور محنت کی ہمارے واسطے ہم ضرور اُن کو اپنی راہوں تک پہنچا دیں گے''۔ سورۃ العنکبوت

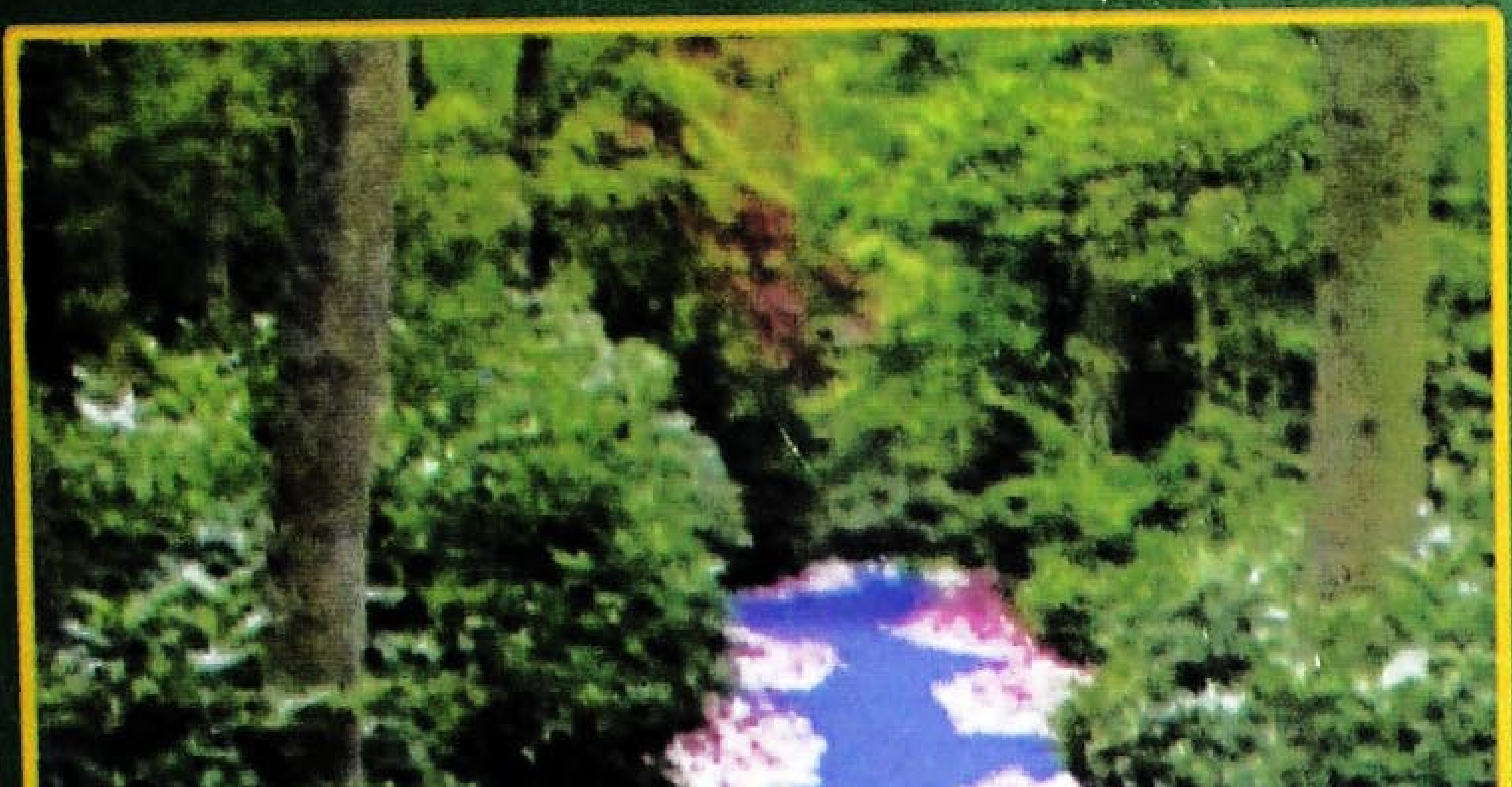

قندیل

Marfat.com

Marfat.com

جہاد بالقلم

قرۃ العین عمیر

قندیل

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

طبع اول: مئی 2013

ناشر: قندیل، اسلام آباد

فون نمبر: 051-231 7092

Marfat.com

یہ کتاب میں اپنے بہت ہی عزیز اور محترم

والدین

کے نام کرتی ہوں

اور ان کی عظمت اور محبت کو دل کی گہرائیوں سے سلام پیش کرتی ہوں

Marfat.com

(ابتدائی دعا)

رَبِّ اشرَح لِی صَدرِی (۲۵) وَیَسِّر لِی اَمرِی (۲۶) وَ احلُل عُقدَۃً مِن لِّسَانِی (۲۷) یَفقَھُوا قَولِی (۲۸)   (سورۃ طٰہٰ ۲۰)

''پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجئے اور میرے لئے میرا کام آسان بنا دیجئے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجئے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں''

(حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔''

(بخاری: کتاب الرقاق)

Marfat.com

خوبصورت دعائیہ کلمات

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی مجلس سے اٹھتے تو یہ دعا مانگتے۔ ''اے اللہ! ہمیں اپنی خشیت کا اس قدر حصہ عطا فرما جو ہمارے درمیان اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے اور ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق دے جو تیری جنت تک پہنچا دے اور ہمیں اس قدر یقین کی دولت سے مالا مال کر دے جو دنیا کے مصائب ہمارے لیے آسان کر دے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی سماعت، بصارت اور قوت سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے جب تک تو ہمیں زندہ رکھے اور ان کو ہمارے وارثوں میں بھی باقی رکھ اور ہمارا انتقام صرف ان تک محدود رہے جو ہمارے اوپر ظلم کریں۔ جو ہمارے ساتھ عداوت کریں ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما اور دین کے معاملے میں ہمیں کسی مصیبت سے دوچار نہ کر اور دنیا کو ہمارا بڑا مقصد نہ بنا اور نہ ہمارے علم کو دنیا تک محدود رکھ اور ہمارے اوپر ایسے حاکم مسلط نہ کر جو ہمارے اوپر رحم نہ کریں۔

(الترمذی : کتاب الدعوات)

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

○	حرفِ آغاز	۱۱
۱	اللہ کے عاشق	۱۳
۲	اسلام سرچشمہ ہدایت ہے	۵۹
۳	قرآن مجید کے فضائل	۶۵
۴	ذکر کے بارے میں قرآن پاک کا ارشاد	۷۶
۵	زکوٰۃ وصدقات	۸۳
۶	صلہ رحمی	۹۴
۷	صبر کرنے کی فضیلت	۱۰۳
۸	دعا کی فضیلت	۱۱۶
۹	قرآن پاک کی سورتوں کا تعارف	۱۲۶
۱۰	سورۃ اخلاص کی ایک خوبصورت تشریح	۱۷۹

Marfat.com

۱۱	ایک عظیم شہادت	۱۸۱
۱۲	لیو سے عبداللہ (دل کو چھو جانے والا ایک خاکہ)	۱۸۶
۱۳	رضا خداوندی حاصل کرنے کے ذرائع	۱۹۱
۱۴	مہکتی کلیاں	۲۱۱
۱۵	دعا کیا ہے؟	۲۳۷
۱۶	آخری بات	۲۴۰

Marfat.com

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

تو جس شخص کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور چاہتا ہے گمراہ کرے اس کا سینہ تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے، گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے۔ اس طرح اللہ ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے عذاب بھیجتا ہے (الانعام 126)

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا پاک سے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ! مجھے مسکینی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی حالت میں موت دینا اور مسکینوں میں میرا حشر فرمانا یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کیوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا مسکین لوگ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے پھر فرمایا اے عائشہؓ! مسکین کو (بغیر کچھ دیئے) واپس نہ کرنا۔ اگر چہ آدھی کھجور ہی ہو (مزید فرمایا کہ) اے عائشہؓ! مسکینوں سے محبت کر اور ان کو قریب کر کیوں کہ (اس وجہ سے) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھے اپنی نزدیکی کا بلند درجہ عطا فرمائے گا۔

(مشکوٰۃ)

Marfat.com

حرف آغاز

اس کتاب میں موجود مختلف موضوعات مختلف کتب اور اخبارات اور قرآن مجید کی تفسیر سے نقل کیے گئے ہیں کتاب لکھنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ شاید میری اتنی سی کوشش سے کسی مسلمان کے دل میں ایمان کی کرنیں جگمگا اٹھیں اور ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کر پاؤں۔ یہ حق ادا کروں جو دین اسلام پر فائز ہونے کی حیثیت سے مجھ پر عائد ہے۔

میری خواہش ہے کہ میں حق کا پرچم سربلند کر پاؤں۔ دعا گو ہوں اپنے رب کریم سے آپ بھی میرے حق میں دعا کریں کہ اللہ پاک مجھے علم سے نوازے اور میری اس کوشش کو قبول و منظور فرمالے (آمین)۔

دین اسلام پر فائز ہونے والوں پر اللہ کا بڑا کرم بڑی عنائت ہے۔ اللہ کا انتہائی شکر ہے کہ اس نے مجھے اور آپ کو ایک بہترین کتاب، نمونہ ہدایت عنائیت کرنے کے لئے چنا۔ یہ اللہ کی امانت ہے اور ہمیں چاہیے کہ اس سے خیانت نہ کریں یعنی اس کے احکامات پر ویسا ہی عمل کریں جیسا پیارے رب نے کہا ہے۔ ہمارے اور آپ کے نصیب کے کیا کہنے کہ اس عظیم کتاب کی رحمتوں اور برکتوں سے ہمیں فیض حاصل کرنے کا موقع ملا۔ قرآن پاک بہترین نمونہ ہدایت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''لوگوں! تمہارے پاس ایک ایسی چیز ہے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک نصیحت ہے اور دلوں کی بیماری کے لئے شفا ہے اور ایمان والوں کے

Marfat.com

لئے یہ ہدایت اور رحمت کا سامان ہے'' (سورۃ یونس ۵۷)

اور وہ لوگ جن کو کتاب ہدایت دی گئی جہاں زندگی گزارنے کے لئے سارے زائچے اور قانون بتا دیئے مگر چند معاملوں کو چھوڑ کر جو قاعدہ یا اصول یا بات ان کے نفس پر گراں گذرے اس پر اللہ کے اصول کے اوپر اپنی مرضی کے مطابق قاعدے اور قانون بنا دیتے ہیں اور انہی کو فوقیت دیتے ہیں یہی لوگ جھٹلانے والوں اور فساد پھیلانے والوں میں شامل ہیں۔ اللہ سورہ یونس میں فرماتا ہے۔

''(اے پیغمبر) اگر یہ تمہیں جھٹلائیں تو (ان سے) کہہ دو کہ میرا عمل میرے لئے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لئے۔ جو کام میں کرتا ہوں اس کی ذمہ داری تم پر نہیں اور جو کام تم کرتے ہو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں''۔ (سورۃ یونس:۴۱)

قرآن مجید میں جن کو گونگے بہرے اندھے کہا گیا ہے وہ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر تالے لگ چکے ہیں جن پر ہدایت کو کوئی اثر نہیں ہوتا، جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے آخرت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس کتاب میں لکھے گئے موضوعات مختلف کتب سے لئے گئے ہیں، وہ یہ ہیں:۔

آسان ترجمہ قرآن از مفتی محمد تقی عثمانیؒ، تحفہ خواتین از مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری، تذکرۃ الاولیاؒ از حضرت فرید الدین عطارؒ۔ اس کے علاوہ چند باتیں مختلف رسائل اور اخبارات سے اکٹھے کئے گئے ہیں۔

طالب دعا: پڑھنے والوں سے التماس ہے کہ اس کے پڑھنے کا ثواب اور اپنی دعاؤں میں میرے والد محترم نصر اللہ خان صاحب اور انکل ظفر احمد صاحب اور میری پیاری نانی جان کلثوم جنت بی بی کو ضرور یاد رکھیں اس کا ثواب بخشیں۔ (شکریہ)

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کا سینہ ہدایت کے لیے کھول دے۔

(آمین)

Marfat.com

اللہ کے عاشق

''خبردار بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے''۔

یہ وہ بزرگ ہستیاں ہیں جنھوں نے اللہ کی راہ میں کٹھن تکلیفیں جھیلیں۔ اللہ نے ان کو بہت علم و حکمت کے ساتھ اپنی کرامات اور معجزات سے بھی نوازا اور بیشتر کو اپنا دیدار بھی نصیب فرمایا۔

اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے (جاہلانہ) خطاب کرتے ہیں تو وہ عاجزی کی بات کہتے ہیں اور جو راتیں اسی طرح گزارتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے آگے (کبھی) سجدے میں ہوتے ہیں اور (کبھی) قیام میں۔ اور جو یہ کہتے ہیں کہ ''ہمارے پروردگار! جہنم کے عذاب کو ہم سے دور رکھئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کا عذاب وہ تباہی ہے جو چمٹ کر رہ جاتی ہے۔ یقیناً وہ کسی کا مستقر اور قیام گاہ بننے کے لئے بدترین جگہ ہے۔ (سورۃ الفرقان ۶۳ تا ۶۶)

تشریح: اللہ کے پیارے بندے بدکلامی اور گالی گفتار کا جواب برے انداز میں دینے کی بجائے شریفانہ انداز میں دیتے ہیں۔ ساری رات عبادت گزاری میں رہتے ہیں اور اللہ کا خوف رکھتے ہیں جہنم کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اس عذاب سے بچنے کے لئے دعا گو رہتے ہیں۔

ا۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ:

روایت ہے کہ آپؒ دعا کرتے تو حضرت حبیب عجمیؒ دامن کو پھیلا دیتے، کیوں کہ وہ

Marfat.com

قبولیت کو دیکھتے تھے۔ایک بزرگ نے کہا کہ ایک دفعہ ہم آپ کے ہمراہ حج کو جا رہے تھے راستے میں پیاس کا غلبہ ہوا جب کنویں پر پہنچے تو ڈول نہیں تھا۔آپؒ نے فرمایا جب میں نماز پڑھنے لگوں تو پانی پی لینا چنانچہ آپؒ نماز پڑھنے لگے تو کنوئیں کا پانی اوپر تک آ گیا ہم نے سیر ہو کر پیا۔ایک آدمی نے کوزہ بھی بھر لیا فوراً پانی نیچے اتر گیا۔

آپ نے فرمایا افسوس تم لوگوں نے توکل خدا نہ کیا پھر وہاں سے روانہ ہو کر آگے راہ میں کھجوریں ملیں جن کی گٹھلیاں سونے کی تھیں۔جن کو فروخت کر کے ہم نے صدقہ دیا،کھانا خریدا۔

ذکر امام جعفر صادقؓ:

ایک دفعہ لوگوں نے آپؒ سے سوال کیا کہ درویش صابر فاضل تر ہے یا شکر گذار دولت مند۔

آپ نے فرمایا،صبر کرنے والا درویش افضل تر ہے کیوں کہ اس کا دل اللہ کے ساتھ ہوتا ہے اور شکر گذار دولت مند کا دل اپنی دولت کے ساتھ ہوتا ہے اور فرمایا عبادت بغیر توبہ کے فضول ہے کیوں کہ اللہ نے عبادت پر توبہ کو مقدم کیا ہے۔

ذکر حضرت مالک بن دینارؒ:

آپؒ دمشق میں رہتے تھے۔جامع دمشق میں جس کو امیر معاویہؓ نے تعمیر کروایا تھا۔اس خیال سے معتکف تھے کہ مسجد کی تولیت ان کو مل جائے چنانچہ ایک سال تک آپ عبادت کرتے رہے جس کسی نے آپ کو دیکھا ہمیشہ نماز میں مصروف پایا۔لیکن آپ اپنے آپ کو دل میں منافق کہتے تھے۔

ایک سال کے بعد ایک رات مسجد سے باہر نکلے تو آواز سنائی دی کہ اے مالک تو کیوں نہیں توبہ کرتا۔آپ نے جب اس آواز کو سنا تو حیران ہو کر واپس مسجد میں آ گئے۔تولیت کے خیال کو دل سے نکال کر عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے اور ایک سال کی عبادت ریائی پر نہایت شرمندہ تھے۔

Marfat.com

صبح کچھ لوگ آپ کی خدمت میں آئے اور کہا ہمیں مسجد کے ایک متولی کی ضرورت ہے۔آپ سے بڑھ کر کوئی شخص ہمیں بہتر نظر نہیں آتا۔حضرت مالکؒ نے دل میں کہا کہ ایک سال کی سخت ریاضت کے باوجود مالک کو کسی نے نہیں پوچھا اب کے میں نے اپنے یقین کو درست کر لیا تو اتنے آدمی بھیج دیئے۔خدا کی قسم اب میں مسجد سے باہر نکلنا نہیں چاہتا یہ کہہ کر ریاضت ومجاہدہ میں مصروف ہو گئے۔

ایک دفعہ آپ ایک دیوار کے سائے میں آرام فرمارہے تھے اور ایک سانپ نرگس کی شاخ منہ میں لے کر آپ کو پنکھا کر رہا تھا۔آپ فرماتے ہیں کہ میں مدت سے جہاد میں شریک ہونے کی خواہش رکھتا تھا لیکن جب جہاد کا موقع آیا تو میں بیمار ہو گیا اور جا نہ سکا ۔اس غم میں نیند آگئی تو کیا دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے یہ تپ تیرے حق میں خدا کی نعمت ہے ، کیوں کہ اگر تو جہاد میں شامل ہوتا تو گرفتار ہو جاتا اور دشمن تجھ کو سُور کا گوشت کھلاتے۔چنانچہ میں خواب سے بیدار ہو کر شکر الٰہی ادا کیا۔

ایک دفعہ آپ نے ایک مکان کرایہ پر لیا۔آپ کا ہمسائیہ یہودی تھا۔آپ کے مکان کی محراب یہودی کے دروازے پر تھی جہاں اس نے اپنا پاخانہ بنایا اور روز نجاست آپ کے مکان میں ڈال دیتا۔کچھ عرصہ یہی حال رہا آپ نے اس بات کا کسی سے تذکرہ بھی نہیں کیا ۔ایک دن یہودی آ کر کہنے لگا آپ کو میرے پاخانے سے کسی قسم کی تکلیف تو نہیں ہوتی ۔آپ نے کہا میں نے ایک برتن اور ایک جھاڑو رکھی ہے کوئی تکلیف نہیں۔روز صاف کر لیا کرتا ہوں۔یہودی یہ کہہ کر گیا کیا پسندیدہ دین ہے ایک خدا دوست دشمن خدا کی تکلیف برداشت کرتا ہے اور شکایت نہیں کرتا پھر اسلام قبول کر لیا۔

ایک دفعہ فرماتے ہیں کہ میں چالیس سال تک بصرہ میں رہا لیکن کھجور نہ کھائی جب ارادہ کرتے تو نفس کو یہ کہہ کر اطمینان دلاتے کہ کھجور کھانے سے میرا پیٹ کم نہیں ہوا اور نہ کھجور کھانے سے اہل بصرہ کا پیٹ بڑا ہوا۔چالس سال کے بعد پھر کھجور کھانے کی خواہش ہوئی لیکن آپ اس خواہش کو دباتے رہے۔ایک دن خواب میں دیکھا۔کسی نے کہا کھجور کھاؤ نفس کو قید سے آزاد کرو۔جب آپ نے یہ خواب دیکھا تو کہا۔اے نفس ایک ہفتہ تک روزہ رکھ پھر تجھ کو کھجور ملیں گے۔چنانچہ ہفتے بھر کے بعد کھجور خریدی لے کر مسجد آئے۔مسجد کے

Marfat.com

متولی نے آپ کو دیکھ کر فرمایا مسجد میں یہودی کا کیا کام یہ کہہ کر لکڑی مارنے کے لئے دوڑے۔ جب آپ یہودی کے نزدیک آئے تو آپ کو پہچان لیا، لکڑی پھینک دی معذرت کرنے لگا اور کہا ہمارے محلے میں سوائے یہودی کے کوئی شخص ان کو نہیں کھاتا۔ آپ نے یہ بات سنی تو تن بدن میں آگ لگ گئی اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ کھجور کھائے کے بغیر ہی میرا نام یہودی رکھ دیا اگر کھالیتا تو کافر ہو جاتا۔ تیری عزت کی قسم! اب میں ہرگز کھجور نہ کھاؤں گا۔

حالات حضرت ابو حازم مکیؒ:

آپ تابعین میں سے تھے۔ اکثر صحابہ کرامؓ مثلاً حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے آپ کی زیارت کی۔ ایک مرتبہ ہشام بن عبدالملک نے آپ سے دریافت کیا کہ وہ کون سی چیز ہے جس پر عمل کرنے سے ہم نجات پائیں۔ فرمایا کہ جو درم بھی تم لو ایسی جگہ سے لو کہ حلال ہو اور ایسی جگہ خرچ کرو کہ حلال و مستحق ہو عرض کیا کہ یہ کون کر سکتا ہے، فرمایا وہ جو دوزخ سے بھاگے اور بہشت کا طالب ہو۔ ایک دفعہ فرمایا کہ لوگوں تم ایسے عالم میں مبتلا ہو گئے ہو کہ فعل کو چھوڑ کر قول پر راضی اور عمل کو چھوڑ کر علم پر خوش ہوتے ہو۔ پس تم بد ترین آدمیوں میں سے ہو۔ فرمایا جو شخص خدا کی رضا پر راضی ہو وہ خلقت سے بے نیاز ہو جائے گا۔ چنانچہ اہل دنیا سے آپ اس قدر بے نیاز ہو گئے کہ ایک دن قصاب کی دکان پر سے جس کے پاس نہایت عمدہ گوشت تھا آپ کا گذر ہوا قصاب نے کہا لے لیجئے بہت عمدہ ہے۔ فرمایا میرے پاس دام نہیں۔ قصاب نے کہا میں تم کو قرض دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میں اپنے آپ کو قرض دیتا ہوں۔ قصاب نے کہا تبھی آپ کی ہڈیاں نکل آئی ہیں۔ فرمایا پھر بھی قبر کے کیڑوں کے لئے کافی ہیں۔

ایک بزرگ روایت کرتے ہیں میں نے حج کا ارادہ کیا بغداد پہنچ کر حضرت ابو حازمؒ مکی کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن آپ کو محو استراحت دیکھ کر ٹھہر گیا۔ جب بیدار ہوئے تو فرمایا میں نے خواب میں جناب رسالت مآب ﷺ کی زیارت کی ہے۔ آپ ﷺ نے آپ کو ایک پیغام پہنچانے کا حکم دیا ہے۔ وہ یہ کہ تم اپنی ماں کی رضا کے طالب رہو چنانچہ میں

Marfat.com

واپس چلا گیا اور حج کا ارادہ ترک کر دیا۔

ذکر حضرت رابعہ بصریؒ:

نقل ہے کہ جس رات آپ پیدا ہوئیں اس رات آپ کے والد کے پاس اتنا کپڑا بھی نہ تھا جس میں آپ کو لپیٹا جا سکے۔ اتنا روغن نہ تھا کہ آپ کی ناف پر چپڑ دیا جاتا۔ گھر میں بالکل اندھیرا تھا۔ آپ کے والد کے ہاں چوتھی لڑکی پیدا ہوئی اس لئے آپ کا نام رابعہ رکھا گیا۔ آپ کے والد نے وعدہ کیا ہوا تھا کہ وہ کسی سے کچھ نہ مانگیں گے اس لئے گھر والوں کے مجبور کرنے پر پڑوسیوں کے گھر گئے مگر دروازے پر ہاتھ رکھ کر واپس آ گئے۔ رات کو خواب میں جناب رسول کریم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ کو خواب میں بشارت اور تسلی دی اور فرمایا اسی شہر میں عیسیٰ زادان کو ایک کاغذ میں لکھ کر میرا پیغام دو کہ تو ہر شب سو مرتبہ درّود پڑھتا تھا اور جمعہ کو چار سو مرتبہ مگر گذشتہ جمعہ کو درود بھیجنا بھول گیا۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ حلال کمائی کے چار سو دینار اس شخص کو دے دو جو پیغام پہنچا رہا ہے۔ صبح اٹھ کر آپ کے والد رونے لگے اور خط لکھ کر ایک شخص کے ہاتھ بھیج دیا۔ امیر عیسیٰ زادان نے وہ خط دیکھا تو کہا دس ہزار درم شکرانے کے جو رسول ﷺ نے مجھے فرمایا۔ چار سو دینار میری طرف سے اور چار سو دینار ارشاد نبوی ﷺ کی تعمیل میں اس شخص کو بھیج دو۔ چنانچہ آپ کے والد نے وہ روپیہ لے لیا اور ضرورت کے مطابق سب کچھ خرید لیا۔

نقل ہے کہ آپ دوسری مرتبہ حج کو جا رہی تھیں کہ جنگل میں کیا دیکھتی ہیں کہ کعبہ مکہ مکرمہ آپ کے استقبال کو آ رہا ہے رابعہ نے کہا مجھ کو مکان نہیں صاحب مکان درکار ہے۔ کعبہ کے جمال کو دیکھ کر کیا کروں گی مجھے اس کی استطاعت نہیں ہے۔ روایت ہے کہ حضرت ابراہیم ادھمؒ چودہ سال سفر کے بعد مکہ پہنچے میں آنکھوں کے بل یعنی آپ ہر قدم پر دو رکعت نماز ادا کرتے۔ اس طرح چودہ سال کی مدت میں جب مکہ پہنچے تو خانہ کعبہ کو نہ پایا۔ سوچا شاید میری آنکھ کو دھوکہ ہوا ہے مگر ہاتف سے آواز آئی کعبہ ایک ضعیف عورت کے استقبال کے لئے گیا ہوا ہے جو کہ اس طرف کو آ رہی ہے عصا کے سہارے، وہ رابعہ بصری تھیں۔

Marfat.com

نقل ہے کہ ایک دفعہ سات دن رات تک آپ نے روزہ افطار نہ کیا نہ ہی سوئیں۔ ساتویں دن بھوک نے غلبہ کیا نفس نے کہا مجھ کو کب تک تکلیف دیتی رہے گی۔ اتنے میں کسی نے آواز دی اور کھانا رکھ گیا۔ اتنے میں بلی نے آ کر کھانا گرا دیا۔ پھر پانی کا کوزہ لا کر افطار کرنے لگیں کہ کوزہ گر کر ٹوٹ گیا۔ آپ نے افسردہ ہو کر کہا خداوند یہ کیا اسرار ہے۔ معاً آپ نے غیب سے آواز سنی رابعہ اگر تو چاہتی ہے کہ دنیا کی لذت تم پر وقف کر دوں لیکن اپنا غم تیرے دل سے واپس لے لوں گا کیوں کہ میرا غم اور دنیا کی نعمت کا ایک دل میں جمع ہونا ناممکن ہے۔ رابعہ تیری بھی مراد ہے میری بھی مراد ہے۔ دونوں مرادیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں میں نے جب یہ آواز سنی تو دل کو دنیا سے بالکل قطع کر لیا اور امید کو مختصر کر دیا۔ خلقت سے اس طرح قطع تعلق کر لیا کہ جب دن ہوتا تو مبادا اس خوف سے کہ دنیا مجھ کو اپنے سے مشغول نہ کر لے دعا کرتی ''خدا مجھے اپنے ذکر میں مشغول رکھ تا کہ کوئی مجھ کو تیرے شغل سے باز نہ رکھ سکے۔

حالات حضرت فضیل بن عیاضؒ:

آپ فقیرانہ لباس پہنے جنگل میں خیمہ ڈالے رہتے۔ آپ کے دوست جو سب کے سب ڈاکو تھے لوٹ مار کر سارا مال آپ کے سامنے لا کر رکھ دیتے۔ ایک دن ایک مال دار قافلہ ادھر سے گذرا۔ جب اہل علاقہ نے ڈاکوؤں کو دیکھا تو ان میں ایک شخص نے جس کے پاس کچھ نقدی تھی، نقدی کو بچانے کی غرض سے قافلے سے علیحدہ ہوا تا کہ کسی جگہ دفن کر دے۔ تو اس نے آپ کو زاہد سمجھ کر تمام حال بیان کر دیا اور روپیہ امانت رکھ دیا اور قافلے سے جا ملا۔ ڈاکوؤں نے قافلے کو لوٹ لیا تو وہ شخص آپ کے خیمے کی طرف امانت لینے واپس آیا تو دیکھا ڈاکو آپ کو لوٹ کا مال تقسیم کر رہے تھے۔ اس نے کہا افسوس میں نے اپنا روپیہ خود ایک ڈاکو کے حوالے کر دیا لیکن آپ نے اس شخص کو ہاتھ کے اشارے سے بلایا اور کہا کیا چاہتا ہے اس نے کہا اگر امانت واپس مل جائے آپ نے کہا جہاں رکھی تھی وہیں سے جا کر اٹھا لے۔ چنانچہ اس نے روپیہ لے کر قافلے کی طرف رُخ کیا۔ آپ کے دوستوں نے کہا آپ نے روپیہ کیوں واپس کیا، فرمایا! اس شخص نے مجھ پر نیک گمان کیا تھا اور میں بھی اللہ پر نیک

Marfat.com

گمان رکھتا ہوں۔آپ کے توبہ کرنے کا قصہ یوں ہے کہ ایک رات قافلہ لوٹنے کی غرض سے آپ کے ساتھی گئے ہوئے تھے جب وہ قافلہ آپ کے نزدیک سے گزرا تو ایک شخص قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہوا جا رہا تھا اور یہ آیت شریف اس کے اس کی زبان پر تھی۔

"الم یان اللذین امنوا ان تخشع قلوبھم الذکر اللہ و ما نزل من الحق"۔

جو آپ کے کانوں تک پہنچی معاً سنتے ہی آپ کے دل پر سخت چوٹ لگی تو کہنے لگے فضیل تو کب تک راہ زنی کرتا رہے گا۔فریاد کرتے ہوئے کہا اب توبہ کا وقت آ گیا ہے چنانچہ اسی وقت سچی توبہ کی اور دوڑ کر قافلے کے قریب پہنچ گئے اور کہا تم سب کو بشارت دیتا ہوں کہ بے خوف و خطر چلے جاؤ فضیل ڈاکو نے آج توبہ کر لی ہے۔بعد میں ہر اس شخص کے پاس گئے جس کو آپ سے کچھ رنج پہنچا تھا اور اس سے معافی مانگی۔ایک یہودی نے معافی نہ دی اور کہا میں تم کو اس وقت معاف کر دوں گا اگر اس ریت کے ٹیلے کو اٹھا دے۔چنانچہ اللہ کا نام لے کر آپ سارا دن ریت دریا میں ڈالتے رہے۔رات کو قدرت خداوندی سے ایسی ہوا چلی کہ جس نے ساری ریت اڑا کر دریا میں بہا دی پھر یہودی نے کہا کہ اب جب تک میرا مال نہ دے میں معاف نہیں کروں گا۔لیکن چونکہ تو نے شرط پوری کر دی ہے اس لئے یہ شرط بھی پوری کرنے کے لئے میرے سرہانے کے نیچے زر کی تھیلی اٹھا کر مجھے دے دے۔چنانچہ ایسا ہی کیا تھیلی اٹھا کر دے دی۔پھر یہودی نے کہا پہلے مجھے مسلمان کرو پھر تجھ کو معاف کروں گا۔چنانچہ آپ نے اس کو کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان کیا۔اس نے بھی آپ کو معاف کر دیا۔یہودی نے کہا میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے۔وہ اگر مٹی پر ہاتھ ڈالتا ہے تو وہ بھی سونا بن جاتی ہے۔خدا کی قسم میرے سرہانے کے نیچے مٹی کی تھیلی تھی جب تم نے ہاتھ لگایا تو وہ سونے میں بدل گئی میں نے آزمائش کے لئے ایسا کیا، مجھ کو معلوم ہو گیا کہ تمہارا مذہب حق ہے۔

حالات حضرت ابراھیم ادھمؒ:

ایک دفعہ سخت سردی کے دوران آپ کے وضو کا پانی جم گیا لیکن آپ نے اسی پانی کو

Marfat.com

توڑ کر وضو کیا۔صبح کے وقت سردی نے ذرا زیادہ ستانا شروع کیا۔آپ کے دل میں آگ تاپنے کا خیال پیدا ہوا۔آپ نماز میں مشغول تھے کہ آپ کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا کسی نے پوستین پہنا دی ہے اور گرم ہو گئے اور اسی حالت میں نماز پڑھ کر وظائف میں مشغول ہو گئے جب آپ فارغ ہوئے تو دیکھا ایک اژدھا ہے جس نے آپ کو گرم کر رکھا ہے۔آپ کے دل میں خوف ہوا اور فرمایا الٰہی تو نے صورت لطف میں اس کو بھیجا تھا مگر میں اس کو قہر کی صورت میں دیکھ رہا ہوں۔اسی وقت اژدھا نے اپنا چہرہ زمین پر مارا اور غائب ہو گیا۔

فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک غلام خریدا اور اس کا نام پوچھا غلام نے کہا میرا نام وہی ہے جس نام سے آپ مجھے پکار دیں گے پھر میں پوچھا کیا کھایا کرتے ہو اس نے جواب دیا جو کچھ آپ کھلائیں گے۔پھر پوچھا کیا پہنتے ہو۔جواب ملا جو آپ پہنائیں گے۔پھر پوچھا تمہاری کیا خواہش ہے ،جواب ملا غلام کو خواہش سے کیا مطلب اور اس کی کیا خواہش۔فرماتے ہیں اس کی یہ باتیں سن کر اپنے آپ سے کہا کہ تمام عمر خدا کی ایسی عبادت نصیب نہ ہوئی اب مجھ کو عبادت کا ڈھنگ اس غلام سے سیکھنا چاہیے۔اس کے بعد آپ روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔

لوگوں نے آپ سے پوچھا جب آپ نے اس راہ میں قدم رکھا کبھی آپ کو خوشی بھی نصیب ہوئی فرمایا کئی بار۔ایک دفعہ میں کشتی میں سوار تھا میرا لباس خراب اور بال لمبے لمبے تھے۔کشتی والے مجھ سے واقف نہ تھے۔ایک مسخرہ گھڑی گھڑی آ کر مجھ کو مارتا ،بال نوچتا، چٹکیاں لیتا تھا۔میں اپنے نفس کی ذلت پر خوش ہو رہا تھا۔اتنے میں دریا کی ایک لہر اٹھی، کشتی کے غرق ہونے کا اندیشہ ہوا۔ملاح نے کہا کسی کو دریا میں پھینک دینا چاہیے تا کہ لہریں رک جائیں۔چنانچہ انہوں نے مجھ کو کان سے پکڑا تا کہ لہریں رک جائیں۔ابھی کان سے پکڑا ہی تھا کہ لہریں رک گئیں۔میں اس وقت اپنے نفس کی خواری سے بہت خوش ہوا جب کہ میرا کان پکڑا گیا۔ایک دفعہ ایک مسجد میں سونے کی غرض سے گیا لیکن وہاں لوگوں نے مجھے سونے نہ دیا اور مار مار کر مجھے گھسیٹتے ہوئے مسجد سے باہر نکال کر سیڑھیوں سے لڑھکا دیا جوں جوں میں پھسلتا جاتا تھا اور میرے کو خوب ضرب لگتی تھی ہر سیڑھی پر خاص اسرار الٰہی مجھ پر منکشف ہوتے جاتے تھے۔اس وقت میں نے کہا کاش سیڑھیاں زیادہ ہوتی تا کہ

Marfat.com

زیادہ اسرار کھل جاتے۔ایک دفعہ کپڑوں میں جوئیں پڑ گئیں۔جنہوں نے مجھے ستانا شروع کیا ایک دفعہ میں ایک جگہ پھنس گیا ایک مسخرہ مجھ پر پیشاب ڈالتا۔دفعتہً مجھ کو اپنی بادشاہی کا زمانہ یاد آیا اور میرا نفس فریاد کرنے لگا کہ یہ کیا مصیبت ہے لیکن میں اپنے نفس کو حسب منشا خوار اور ذلیل دیکھ کر خوش ہوا۔لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ دلوں پر خدا کی طرف سے حجاب کیوں ہے۔فرمایا لوگ ان چیزوں کو دوست رکھتے ہیں جن کو اللہ ناپسند فرماتا ہے اور اس دنیا کی دوستی میں مشغول ہیں اور ابدی زندگی کے خیال کو ترک کر دیا ہے۔نقل ہے کہ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ کیا وجہ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول نہ کرتا ہے۔فرمایا تم خدا کو جانتے ہو مگر اس کی اطاعت نہیں کرتے۔رسول اکرم ﷺ کو پہچانتے ہو مگر ان کی پیروی نہیں کرتے،قرآن پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔اللہ کی نعمت کھاتے ہو مگر شکر نہیں کرتے،یہ جانتے ہو بہشت تابع داروں کے لئے ہے مگر اس کی اطاعت طلب نہیں کرتے،جانتے ہو دوزخ گناہ گاروں کے لئے ہے مگر اس سے نہیں ڈرتے،شیطان کو دشمن سمجھتے ہو مگر کوئی سامان نہیں کرتے،خویش اور اقارب کو اپنے ہاتھوں سے دفن کرتے ہو مگر عبرت نہیں پکڑتے اور برائیوں کو ترک نہیں کرتے،دوسروں کے عیب دیکھتے ہو بھلا اس شخص کی دعا کس طرح قبول ہو۔

فرماتے ہیں ایک دفعہ جبرائیلؑ کو دیکھا ان کے ہاتھ میں کتاب تھی پوچھا کیا کرتے ہو کہا اللہ کے دوستوں کے نام لکھتا ہوں میں نے پوچھا میرا نام بھی لکھو گے،فرمایا تمہارا نام خدا کے دوستوں میں نہیں ہے میں نے کہا آخر اس کے دوستوں کا دوست ہوں اس کے بعد اس نے ایک گھڑی تک غور کیا اور کہا درگاہ الٰہی سے حکم آیا کہ تمہارا نام سب سے پہلے لکھوں کیوں کہ اس راہ میں ناامید سے امید پیدا ہوا کرتی ہے۔

ایک دفعہ آپ کا ایک مست کے پاس سے گذر ہوا۔آپ نے فوراً پانی لا کر اس کے منہ کو دھویا اور فرمایا جس منہ سے خدا کا ذکر کیا جائے اس کو آلودہ رہنا واجب نہیں،بے ادبی میں داخل ہے۔جب وہ مست ہوش میں آیا تو اس نے سنا کہ ابراھیمؒ نے اس کا منہ دھویا تھا اس مست نے اللہ کے حضور توبہ کی۔حضرت ابراھیمؒ نے خواب میں دیکھا کہ خداوند کریم ارشاد فرماتے ہیں کہ تو نے محض میرے لئے ایک مست کا منہ دھویا ہم نے تمہارے دل کو دھو

Marfat.com

دیا۔

حالات حضرت ذوالنون مصریؒ:

ایک بزرگ ایک عبادت خانہ بنا کر اسی میں رہتا تھا۔ایک دفعہ ایک شخص نے اس سے جھگڑا کیا۔انسان کو روزی محنت ومشقت اور کسب سے حاصل ہوتی ہے۔یہ سن کر اس بزرگ نے کہا میں آئندہ کوئی ایسی چیز نہ کھاؤں گا جس میں کسی مخلوق کے کسب کا دخل ہو۔غرض چند دن گذر گئے نہ کچھ کھایا۔اللہ نے شہد کی مکھیوں کو اس کے پاس بھیجا تا کہ اس کو شہد دے۔آپ نے فرمایا ان باتوں کو سن کر میرے دل میں ایک درد، خلش سی پیدا ہوئی اور میں نے سمجھ لیا جو شخص اللہ پر توکل کر لیتا ہے خداوند کریم اس کا خود کارساز بن جاتا ہے۔اس کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔اسی اثنا میں جب میں واپس آرہا تھا تو دیکھا ایک اندھا پرندہ ایک درخت پر بیٹھا ہے وہ درخت سے نیچے اترا میں نے سوچا یہ اندھا پرندہ کہاں سے کھاتا ہوگا۔میں اسی خیال میں تھا کہ پرندے نے اپنی چونچ سے زمین کھودا۔فوراً ہی دو پیالیاں نظر آئیں جن میں دانہ اور پانی تھا۔اندھے پرندے نے سیر ہو کر کھایا پیا۔یہ ماجرا دیکھتے ہی آپ کا دل ہاتھ سے نکل گیا۔خداوند کریم پر پورا پورا بھروسہ ہو گیا اور آپ کی توبہ محقق ہو گئی۔ایک جگہ آپ نے سونے کی ایک تھیلی پائی جس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا۔آپ کے ہمراہیوں نے زر باہم تقسیم کر لیا۔آپ نے فرمایا یہ تھیلی جس پر میرے دوست (اللہ) کا نام لکھا ہے مجھے دے دو چنانچہ آپ نے تھیلی لے کر زیادہ ادب کے ساتھ بوسہ دیا جس کی برکت سے آپ کا مرتبہ درگاہ الٰہی میں بلند ہو گیا۔

ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ ذوالنون ہر شخص نے زر کی طرف توجہ کی مگر تو نے اس سے اعلیٰ شے کی رغبت کی یعنی میرے نام کی۔چنانچہ ہم نے اس فعل کی برکت سے علم وحکمت کے دروازے تجھ پر کھول دیئے۔فرماتے ہیں ایک دن نہر کے کنارے پر گیا وہاں میں نے ایک محل دیکھا اور وضو کرنے کے بعد جب میں اوپر کی طرف نظر کی تو وہاں ایک صاحب جمال عورت نظر آئی۔میں اس کو آزمائش کی غرض سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا ذوالنون جب میں نے تم کو دور سے دیکھا تو دیوانہ سمجھا جب تو نزدیک آیا تو عالم

۱۱۶۵۳۰

Marfat.com

خیال کیا لیکن جب اس بھی زیادہ نزدیک آیا تو میں نے عارف خیال کیا لیکن جب زیادہ غور سے دیکھا تو نہ دیوانہ نہ عالم نہ عارف پایا۔ میں پوچھا کس طرح تو اس نے کہا اگر تو دیوانہ ہوتا تو طہارت نہ کرتا اگر عالم ہوتا نامحرم کی طرف نہ دیکھتا اگر عارف ہوتا تو ماسوئی پر آپ کی آنکھ نہ کھلتی۔ یہ کہ وہ عورت غائب ہوگئی۔ میں نے سمجھا مجھے تنبیہ کی گئی ہے جس کی وجہ سے میرے دل میں خدا کا خوف غالب ہو گیا۔ پھر میں دریا کی طرف گیا وہاں کشتی پر لوگ بیٹھے تھے میں بھی کشتی پر سوار ہو گیا۔ اتفاقاً ایک سوداگر کا موتی کشتی میں گم ہو گیا۔ چنانچہ سب لوگوں نے مجھ پر شک کیا۔ باوجود یہ کہ انہوں نے مجھے سخت تکلیف دی لیکن میں خاموش رہا۔ جب انہوں نے حد سے زیادہ تکلیف دی تو میں نے کہا الٰہی تو سارا حال جانتا ہے۔ ابھی یہ الفاظ کہے تھے کہ ہزاروں مچھلیاں سطح آب پر آ گئیں اور ہر ایک کے منہ میں ایک ایک موتی تھا آپ نے فوراً ایک موتی لے کر ان لوگوں کو دے دیا۔ کشتی کے لوگ یہ ماجرا دیکھ کر شرمندہ ہوئے اور معذرت کرنے لگے اسی دن سے آپ کا نام ذوالنون (مچھلیوں کا صاحب) مشہور ہوا۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ آپ کے ساتھیوں نے آپ کو روتے دیکھ کر پوچھا۔ فرمایا کل سجدہ کی حالت میں مجھے نیند آ گئی اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا جو مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرما رہے تھے کہ میں نے دنیا کو پیدا کر کے مخلوق کو پیش کیا تو نو حصہ مخلوق نے دنیا کو قبول کر لیا مگر ایک حصہ نے پرواہ نہ کی پھر ترک کرنے والے حصے کے دس حصے ہو گئے۔ ان پر بہشت کو پیش کیا تو نو حصوں نے بہشت کو قبول کر لیا مگر ایک حصے نے پروانہ کی۔ پھر پرواہ نہ کرنے والے حصے کے دس حصے کیے گئے تو ان پر دوزخ پیش کی تو نو حصے ڈر کر بھاگے مگر ایک حصے نے پرواہ نہ کی آخر میں نے اس حصے سے پوچھا کہ بندو آخر تم کیا چاہتے ہو تو یہ سن کر سب نے سر جھکا لیا اور کہا ''خداوند جو چاہتے ہیں تو بہتر جانتا ہے''۔

(اولیا اللہ یعنی اللہ کے سچے عاشق بندے ہوتے ہیں جن کے دل میں اللہ کی محبت کے علاوہ کسی کے اور کے خیال کے بھی سما جانے کی کوئی جگہ نہیں ہوتی اور یہ اللہ کا دیدار چاہتے ہیں۔)

ابو جعفر اعوذؒ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا چند ایک

Marfat.com

آپ کے دوست بھی موجود تھے اور جمادات یعنی پتھروں کی اطاعت کے متعلق ذکر ہو رہا تھا۔ ذوالنونؒ نے فرمایا! پتھروں کا اولیا اللہ کے مطیع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں اس تخت کو کہوں کہ وہ اس مکان کے گرد طواف کرے تو فوراً طواف کرنے لگے۔ آپ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ تخت حرکت میں آ گیا، مکان کے گرد طواف کر کے اپنی جگہ ٹھہر گیا۔ ایک نوجوان یہ منظر دیکھ کر رونے لگا اور اس قدر رویا کہ اس حالت میں مر گیا۔ اس کو اسی وقت اس تخت پر غسل دے کر دفن کیا گیا۔

آپ کے اقوال بے شمار ہیں۔ فرماتے ہیں وہ ذات اقدس پاک و برتر ہے جس نے حجاب آخرت میں اپنے عارفوں کو چھپا لیا اور اصحاب آخرت کو حجاب دنیا سے پردہ پوش کیا۔

☆ فرماتے ہیں بدترین حجاب نفس پسندی کا ہے۔

☆ فرماتے ہیں جو معدہ کھانے سے بھرا ہوا اس میں حکمت نہیں آ سکتی۔

☆ فرماتے ہیں گناہ سے باز رکھنے کے بغیر استغفار پڑھنا جھوٹے لوگوں کا کام ہے۔

☆ وہ شخص نہایت بہتر ہے جس کے دل کا خاص شغل تقویٰ ہے۔

☆ صحت تھوڑا کھانے میں ہے۔

☆ روح کی صحت تھوڑا گناہ کرنے میں ہے۔

☆ کوئی شخص بلا میں مبتلا ہو اور صبر کرے تو تعجب کی بات نہیں بلکہ کی تعجب کی بات یہ ہے کہ بلا میں مبتلا اور راضی ہو۔

☆ جب لوگ اللہ سے ڈریں گے راہ راست پر رہیں گے اور جب خوف خدا دل سے جاتا رہے گا گمراہ ہو جائیں گے۔

☆ آدمی پر مصیبت چھ وجہ سے آتی ہے۔

۱۔ اول اس کی نیت میں آخرت کے عمل کے متعلق کمزوری ہو۔

۲۔ تنہائی کا وقت شیطانی کاموں میں صرف ہوتا ہو۔

۳۔ موت کو نزدیک جاننے کے باوجود بھی امیدیں غالب رہتی ہوں۔

۴۔ مخلوق کی رضا مندی کو خالق کی رضا مندی پر مقدم سمجھا جاتا ہے۔

Marfat.com

۵۔ حرص ولالچ کی تابعداری کی جاتی ہے اور رسول کریم ﷺ کی پیروی کو ترک کیا جاتا ہے۔

۶۔ بزرگوں کی ہڈیاں فروخت کرتے ہیں یعنی بزرگوں کے کاموں پر فخر کرتے ہیں مگر خود کچھ نہیں کرتے۔

☆ فرماتے ہیں معرفت تین قسم کی ہوتی ہے۔ اول معرفت توحید، جو کہ عام مومنین کو حاصل ہوتی ہے، دوسری معرفت ،صحبت و بیان جو کہ حکماء اور علماء کے لئے مخصوص ہے۔ تیسری معرفت صفات اور وحدانیت کی جو اولیاء اللہ کو حاصل ہوتی ہے۔ جو کہ دیدہ باطن سے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرتے ہیں اور اللہ کے ایسے اسرار ان کو نظر آتے ہیں جس کی وجہ سے لطائف انوار نظر آتے ہیں۔

☆ فرماتے ہیں گوشہ خلوت میں اخلاص سے زیادہ مشکل اور کوئی چیز مجھے نظر نہ آئی۔

☆ جو لوگ آنکھوں سے دیکھتے ہیں وہ دیکھنا علم کے ساتھ نسبت رکھتا ہے اور جو لوگ دل سے دیکھتے ہیں وہ یقین کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں۔

☆ یقین کی تین علامات ہیں ا۔ ہر حال میں اور ہر بات میں محض خدا کی طرف نظر رکھنا ۔۲۔ ہر کام میں اسی کی طرف رجوع کرنا ۔۳۔ ہر حال میں اسی سے ہی مدد کا طالب ہونا۔

☆ زہد سے حکمت پیدا ہوتی ہے اور حکمت سے آخرت کی کھیتی کے پھل و پھول پیدا ہوتے ہوں۔

☆ لوگوں نے پوچھا، دنیا کیا ہے؟ فرمایا! جو چیز حق تعالیٰ سے غافل کر دے وہ دنیا ہے۔

☆ نفس کی دشمنی میں خدا کا دوست بن جا کسی کو اپنے سے حقیر نہ سمجھ خواہ کتنا ہی تجھ سے کم تر درجے کا ہو۔

☆ پوچھا گیا صوفی کون ہے فرمایا وہ شخص صوفی ہے جس نے تمام کائنات میں صرف اللہ کو پسند کیا۔

مرض الموت میں آپ سے سوال کیا گیا، آپ کی خواہش کیا ہے؟ آپ نے ایک

Marfat.com

شعر پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ خوف نے مجھے بیمار بنا دیا اور شوق نے جلا دیا۔ محبت نے دبلا کر دیا اور حق تعالیٰ نے زندہ کر دیا۔ شعر پڑھ کر ایک دن تک بے ہوش رہے پھر ہوش میں آئے تو یوسف بن حسینؒ نے وصیت چاہی۔ فرمایا اس وقت مجھے کسی طرف مشغول نہ کرو اللہ کے احسانات دیکھ کر متعجب ہو رہا ہوں۔ اس کے بعد انتقال فرمایا۔ جب آپ کی وفات ہوئی تو ستر آدمیوں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ اللہ کا محبوب دوست ذوالنون اللہ کے پاس پہنچ گیا ہے ہم اس کے استقبال کو آئے ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کی پیشانی پر بخط سبز لکھا ہوا دیکھا ''یہ اللہ کے حبیب ہیں اس کی محبت میں فوت ہوئے ہیں۔ اللہ کے خلیل ہیں عشق الٰہی کی تلوار سے فوت ہوئے ہیں۔'' جب آپ کا جنازہ اٹھا تو سورج نہایت تیزی سے چمک رہا تھا۔ پرندوں کا ہجوم آ گیا جس نے پروں سے پر ملا کر جنازے پر سایہ کیا۔ جب آپ کا جنازہ لے جا رہے تھے۔ موذن کی آذان سنائی دی اور کلمہ شہادت پر آپ نے انگلی اٹھائی لوگوں نے یہ حالت دیکھ کر شور کیا کہ شاید آپ زندہ ہیں۔ چنانچہ جنازہ رکھ دیا گیا لیکن آپ کی انگلی اسی طرح تھی کوشش کی کہ انگلی نیچی کی جائے مگر نہ ہوئی۔ مصر کے لوگوں نے جب یہ حالت دیکھی تو اپنی ان ناروا حرکات پر جو انہوں نے آپ کے ساتھ کی تھیں نہایت پشیمان ہوئے اور توبہ کی۔

ذکر حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ:

فرماتے ہیں کہ جس کام کو میں سب کاموں سے بعد جانتا تھا وہ مقدم تھا یعنی والدہ کی رضامندی پھر فرمایا کہ جس چیز کو میں مجاہدات و ریاضات شاقہ میں تلاش کرتا پھرتا تھا وہ میں نے گھر میں آسانی سے حاصل کر لی۔ ایک رات والدہ نے پانی طلب کیا میں کوزہ میں سے پانی لینے گیا مگر نہ ملا پھر صراحی کو دیکھا مگر وہاں بھی پانی نہ تھا۔ چنانچہ میں نہر پر جا کر پانی لایا۔ مگر میری واپسی تک والدہ پھر سو گئی تھیں میں اسی طرح پانی کا کوزہ لئے کھڑا رہا۔ سخت سردی کے باعث کوزہ میں پانی جم گیا جب والدہ بیدار ہوئیں تو انہوں نے مجھے یوں کھڑا دیکھ کر سبب دریافت کیا میں نے عرض کی کہ شاید آپ بیدار ہوں اور پانی طلب کریں لیکن میں حاضر نہ ہوں۔ اس ڈر کی وجہ سے کھڑا رہا یہ سن کر والدہ نے پانی پیا اور میرے حق میں دعا

Marfat.com

کی۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں بارہ سال اپنے نفس کے حق میں لوہار بنا رہا اور نفس کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال کر مجاہدہ کی آگ میں گرم کر کے ملامت کے ہتھوڑے سے کوٹتا رہا اور آخر کار میں نے اپنے نفس کو آئینہ بنا لیا۔ پانچ سال کا عرصہ آئینہ بنانے میں صرف ہو گیا۔ طرح طرح کی عبادت و ریاضت سے اس آئینے کو صیقل کیا پھر ایک سال اس کو اغیار کی نظر دیکھا لیکن پھر بھی اس کو غرور، اطاعت کا بھروسہ اور عمل کی خود پسندی میں مبتلا دیکھا۔ چنانچہ پانچ سال اور کوشش کی پھر جب دیکھا تو مردہ پایا چنانچہ چار تکبیریں جنازہ کی پڑھ کر فارغ ہوا۔ نقل ہے کہ ایک دفعہ آپ کو عبادت میں کچھ لطف نہ آیا آپ نے خادم کو فرمایا کہ دیکھ گھر میں کیا چیز ہے اس نے دیکھا تو ایک انگور کا خوشہ نظر آیا۔ فرمایا یہ کسی کو دے دو ہمارا گھر بنئے کی دکان نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ کو عبادت میں مزہ آنے لگا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حیاء کے متعلق سوال کیا آپ نے ایسا جواب دیا کہ وہ شخص قدرت خداوندی سے شرم کے مارے فی الحقیقت پانی بن گیا اس کے بعد ایک مرید آیا اس نے پانی دیکھ کر پوچھا یہ پانی کیسا ہے آپ نے فرمایا ایک شخص نے حیا کے متعلق سوال کیا تھا جواب کی طاقت نہ رکھنے کے باعث وہ پانی ہو گیا۔

فرماتے ہیں کہ جب پہلی مرتبہ میں حج کو گیا تو خانہ کعبہ کو دیکھا دوسری بار گیا تو صاحب خانہ کو دیکھا تیسری بار گیا تو نہ خانہ کعبہ نظر آیا نہ صاحب خانہ مطلب کہ ذات حق میں اس درجہ گم ہو گئے تھے کہ سوائے حق کے اور کچھ دکھائی ہی نہ دیتا تھا۔ ایک دفعہ کسی نے آپ کے دولت خانہ میں جا کر آواز دی، آپ نے پوچھا کس کو بلاتے ہیں اس نے کہا بایزیدؒ کو فرمایا۔ تیس سال ہونے کو آئے ہیں میں خود بایزید کی تلاش میں ہوں مگر اس کا کچھ بھی کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ یہ بات کسی نے ذوالنون مصریؒ سے بیان کی انہوں نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ میرے بھائی بایزید کو بخشے۔ ایک ذات ایسی ہے جو حق تعالیٰ ذات میں گم ہو گئی ہے وہ بھی انہیں میں سے ایک ہیں۔

روایت ہے کہ آپ شروع میں اللہ اللہ بہت کیا کرتے تھے حالتِ نزاع میں بھی اللہ اللہ کرتے رہے اور عرض کی خداوند میں نے تجھ کو ہرگز یاد نہیں کیا لیکن غفلت سے اب بھی

Marfat.com

جب کہ جسم سے جان رخصت ہورہی ہے تیری یاد سے غافل ہوں ۔نہیں معلوم کب تیری حضوری حاصل ہوگی اسی حالت میں آپ کی روح پرواز کرگئی ۔جس رات آپ نے انتقال فرمایا اسی رات ابوموسیٰؒ غائب تھے وہ فرماتے ہیں ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں عرش کو سر پر اٹھائے لا رہا ہوں اس خواب سے بہت حیران ہوا۔صبح اس خیال سے کہ خواب کا ذکر شیخ صاحب سے کروں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن آپ انتقال فرما چکے تھے بہت سے لوگوں نے آپ کے جنازے کو اٹھایا تو میں کوشش کی کسی طرح مجھ کو ایک گوشہ مل جائے مگر موقع نہ ملا آخر جنازے کے نیچے ہوگیا۔خواب مجھے بھول چکا تھا میں نے دیکھا کہ شیخ صاحب نے فرمایا یہ تمھارے رات کے خواب کی تعبیر ہے۔

نقل ہے کہ جب آپ کو دفن کیا گیا تو احمد خضریہ کی بیوی آپ کی زیارت کے لئے آئیں اور زیارت سے فارغ ہو کر پوچھا کیا تم جانتے ہو بایزیدؒ کون تھا۔لوگوں نے کہا آپ کو بہتر معلوم ہے فرمایا ایک رات خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھی ،ایک گھڑی آرام کے بعد آنکھ لگ گئی تو دیکھا مجھ کو آسمان پر لے گئے ہیں عرش کے نیچے ایک بے پایاں جنگل دیکھا اس میں ہر درخت کے پتے پر بایزید ولی اللہ لکھا ہوا دیکھا۔

حالات حضرت عبداللہ بن مبارکؒ:

نقل ہے کہ ایک دفعہ حج سے فارغ ہو کر آپ حرم میں سو گئے ۔خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے آئے اور ایک نے دوسرے سے پوچھا اس سال کتنی خلقت حج کے لئے آئی دوسرے نے کہا چھ لاکھ۔ پھر پوچھا کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا دوسرے نے کہا کسی کا بھی حج قبول نہیں ہوا ۔یہ سن کر آپ گھبرائے کہ اس قدر خلقت کی تمام سفر کی تکلیفات اور اخراجات اکارت گئے ۔اس کے بعد دوسرے فرشتے نے کہا کہ دمشق میں ایک شخص علی بن موفق نامی ایک موچی رہتا ہے اگر چہ وہ حج کو نہیں آیا لیکن اس کا حج قبول ہوگیا۔اور یہ ساری خلقت محض اس کے طفیل بخشی گئی ۔یہ خواب دیکھ کر آپ جاگے اور دمشق میں جا کر علی بن موفق موچی کی طرف کا ارادہ کر کے چل پڑے وہاں پہنچ کر اس کے گھر جا کر پکارا۔علیک سلیک کے بعد کہا مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے ۔اس نے کہا فرمائیں ،تب آپ نے

Marfat.com

سارے خواب کا واقعہ بیان فرمایا۔علی نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے۔آپ نے کہا عبداللہ بن مبارک۔نام سن کر وہ شخص نعرہ کر کے بے ہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو کہا میں نے حج کے ارادے سے ساری عمر چمڑہ سی کر تیس ہزار درھم جمع کیے۔میں حج کے لئے بالکل تیار تھا کہ ایک دن میری بیوی نے کہا ہمسائے کے گھر سے گوشت پکنے کی خوشبو آرہی ہے میں نے جا کر تھوڑا سا طلب کیا تو اس نے کہا یہ تم پر حلال نہیں کیوں کہ سات دن کے فاقہ کے بعد بچوں کی بھوک سے بے تاب ہو کر آج مردار پکایا ہے۔یہ سن کر میرے تن بدن میں آگ لگ گئی فوراً تیس ہزار درھم لئے اور ہمسائے کو دے دیئے تا کہ وہ اپنے بال بچوں پر صرف کرے۔یہ سن کر آپ نے کہا واقعی فرشتوں نے سچ کہا تھا۔

ایک دفعہ کہیں جارہے تھے ایک اندھے کو دیکھ کر فرمایا عبداللہ بن مبارک آرہے ہیں جو چاہتا ہے مانگ لو اس نے کہا دعا کرو اللہ مجھے بصارت عطا کرے،آپ نے دعا کی فوراً اس کو بصارت نصیب ہو گئی۔

حالات سفیان ثوریؒ:

آپ کی توبہ کا قصہ یوں ہے کہ ایک دن جب کہ مسجد میں داخل ہوئے تو مسجد کے اندر غلطی سے پہلے بایاں پاؤں رکھا اسی وقت غیب سے آواز آئی اے ثور،ثور(بیل) نہ بن۔یہ بات سن کر آپ بے ہوش ہو گئے۔ہوش آنے پر آپنی داڑھی کو پکڑ کر منہ پر طماچے لگائے اور کہا بے ادب تو نے ادب کے ساتھ مسجد میں پاؤں کیوں نہیں رکھا اس لئے انسانوں کے دفتر سے تیرا نام مٹ گیا اور جانوروں کے زمرے میں لکھا گیا۔(اسی وجہ سے آپ کو ثوری کہتے ہیں)۔نقل ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ وقت نماز پڑھ رہا تھا آپ پیچھے کھڑے تھے نماز کے دوران میں خلیفہ بار بار اپنی داڑھی کو سنوارتا تھا آپ نے فرمایا ایسی نماز قبول نہیں ہوتی۔قیامت کے دن اس نماز کو تمھارے منہ پر دے ماریں گے۔خلیفہ نے کہا آہستہ بولو،میں حق بات کہنے میں بزدلی نہیں کرتا۔خلیفہ کو اس بات سے بہت رنج پہنچا اس نے حکم دیا کہ اس شخص کو سولی پر چڑھا دیا جائے۔جس روز آپ کو دار پر چڑھایا جانا تھا آپ اس دن ایک بزرگ کی بغل میں سر رکھے ہوئے تھے۔سفیان بن عینیہ ساتھ بیٹھے تھے۔جب ان

Marfat.com

دونوں بزرگوں کو آپ کو سولی پر چڑھانے کی خبر ہوئی تو انہوں نے آپ کو جگا کر حالات سے خبردار کرنا چاہا لیکن آپ اس وقت جاگ رہے تھے پوچھا کیا معاملہ ہے۔انہوں نے ماجرا بیان کرتے ہوئے خلیفہ پر اپنی ناراضگی ظاہر کی۔آپ نے کہا مجھ کو جان عزیز نہیں لیکن احکام شریعت کا بجالانا فرض ہے۔پھر درگاہ الٰہی میں دعا کی کہ خداوندان کو بری طرح گھیر چنانچہ اسی وقت خلیفہ معہ اپنے اخالی موالیوں کے ایک چھت کے نیچے دب کر مر گیا۔

ان دونوں بزرگوں نے کہا مستجاب الدعوۃ تم جیسا ہو ایسے جلدی کوئی دعا قبول ہوتے ہوئے ہم نے نہیں دیکھی۔آپ نے کہا میں نے اپنی آبرو درگاہ الٰہی میں نہیں کھوئی ہے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ ایک نوجوان حج نہ کر سکا تو اس نے سرد آہ بھری آپ نے کہا اے نوجوان میں اپنے چار حج کا ثواب تم کو دیتا ہوں اس کے عوض مجھ کو یہ آہ دے دے۔اسی رات خواب میں دیکھا کہ سفیان تم نے اچھا سودا کیا ہے اگر سارے عرفات میں تقسیم کیا جائے تو سب کے سب دولت مند ہو جائیں۔

ذکر حضرت شفیق بلخیؒ:

نقل ہے کہ ایک دفعہ ایک بوڑھا آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں نے بہت گناہ کیے ہیں توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا تو دیر سے آیا ہے اس نے کہا میں جلدی آیا ہوں کیوں کہ جو شخص موت سے پہلے آجائے اسے جلدی آیا سمجھو آپ نے فرمایا تو نے خوب کہا اور خوب آیا۔

فرماتے ہیں کہ میں مہمان سے بڑھ کر کسی چیز کو زیادہ پسند نہیں کرتا کیوں کہ اس کی روزی اور اجرت خدا کے ذمہ ہے اور میرا درمیان میں کوئی تعلق نہیں رہتا۔

فرماتے ہیں آدمی کی ہلاکتیں تین باتوں میں ہیں۔ا۔توبہ کی امید پر گناہ کرنا۔۲۔زندگی کی امید پر توبہ نہ کرنا۔۳۔رحمت کی امید بغیر توبہ کے رکھنا۔

حالات حضرت امام شافعیؒ:

Marfat.com

نقل ہے کہ ایک دفعہ آپ دوران درس دس دفعہ کھڑے ہوئے۔ شاگردوں نے پوچھا کیا معاملہ ہے فرمایا کہ باہر ایک سیدزادہ کھیل رہا ہے جب وہ سامنے آتا تو تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ کیوں کہ فرزند رسول ﷺ آئے اور میں کھڑا نہ ہوں تو یہ ادب و تعظیم کے خلاف ہے۔

نقل ہے کہ خلیفہ کے دربار میں روم سے ہر سال خراج آتا۔ ایک دفعہ قیصر روم نے مال کے ساتھ کچھ مذہبی عالموں کو بھیجا کہ تم مسلمانوں سے بحث کرو اگر مسلمان غالب آئے تو خراج بھیج دیا جائے گا اور اگر تم غالب آئے تو خراج بند کر دیا جائے گا۔ خلیفہ نے تمام علماء کو جمع کیا سب سے اتفاق کیا کہ مسلمانوں کی طرف سے امام شافعیؒ بحث کریں گے۔ پھر سب لوگ خلیفہ کے حکم سے دجلہ کے کنارے جمع ہوئے۔ امام شافعیؒ نے اپنا جائے نماز پانی پر دریا کے درمیان بچھا دیا اور کہا کہ جس کسی کو بحث کرنی ہے وہ میرے پاس آ جائے یہ حال دیکھ کر سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ جب قیصر کو اس بات کا علم ہوا تو کہنے لگا شکر ہے وہ شخص روم میں نہیں آیا ورنہ سب مسلمان ہو جاتے۔

حالات ابوسفیان داؤدؒ:

فرماتے ہیں کہ ایک رات میں مسجد میں تھا سخت سردی تھی دعا کے وقت میں نے ایک ہاتھ بغل میں دے دیا جس سے کچھ گرمی محسوس ہوئی اور آنکھ لگ گئی۔ اسی وقت ہاتف سے آواز آئی ابوسلیمان جو ہاتھ تمھارا باہر تھا صرف اسی ہاتھ کی روزی تم کو دی جائے گی اگر دوسرا ہاتھ بھی باہر ہوتا تو دونوں کا رزق تم کو ملتا۔ میں نے قسم کھائی خواہ کوئی بھی موسم ہو دعا کے وقت دونوں ہاتھ باہر رکھوں گا۔

فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نیند نے غلبہ کیا اور میرو ورد قضا ہو گیا۔ خواب میں ایک حور کو دیکھا جس نے کہا پانچ سو سال سے مجھ کو تمہارے لئے آراستہ کر رہے ہیں لیکن تم سو رہے ہو۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ایک حور کو ہنستے ہوئے دیکھا اور میں نے اس سے پوچھا کہ یہ جمال و کمال تجھ کو کہاں سے ملا۔ حور نے جواب دیا کہ ایک رات تم نے محبت خدا میں چند آنسو بہائے تھے ان آنسوؤں سے میرا منہ دھویا گیا اور مجھ کو یہ حسن عطا ہوا۔

Marfat.com

حالات حضرت محمد سماکؒ:

احمد حواریؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار آپ بیمار ہو گئے تو میں آپ کا قارورہ ایک مجوسی طبیب کے پاس لے جا رہا تھا راہ میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جس نے ارادہ کا استفسار کیا میں نے ماجرا سنایا تو کہا۔ سبحان اللہ خدا کا دوست دشمن خدا سے مدد کا طالب۔ میں واپس آ گیا سارا ماجرا آپ کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ نے پوچھا کیا اس بزرگ نے کچھ اور فرمایا میں نے کہا ہاں انہوں نے فرمایا جس مقام پر تکلیف ہو وہاں ہاتھ رکھ کر ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ'' پڑھو۔ چنانچہ شیخ نے ایسا ہی کیا اور اسی وقت شفا پائی پھر فرمایا جانتے ہو وہ بزرگ کون تھے۔ وہ خضر علیہ السلام تھے۔

حالات حضرت احمد حرب رحمتہ اللہ علیہ:۔

آپ کے ہمسائے میں بہرام نامی ایک آتش پرست رہتا تھا۔ ایک دفعہ اس کے گھر چوری ہو گئی آپ چند مریدوں کے ہمراہ اس کی غم خواری کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ چونکہ اس وقت قحط کا زمانہ تھا۔ آتش پرست نے سوچا شاید کچھ کھانے کے لئے آئے ہیں اسی خیال میں تھا کہ آپ کے سامنے کیا پیش کرے، تو آپ نے فرمایا ہم کھانے نہیں تمھاری غم خواری کے لئے آئے ہیں۔ بہرام نے کہا فی الحقیقت میرے ہاں چوری ہو گئی ہے۔ لیکن پھر بھی تین شکر واجب ہیں۔ اول یہ کہ کسی نے میرا مال چرایا میں نے کسی کی چوری نہیں کی۔ دوسرا یہ کہ آدھا مال چوری ہوا ہے۔ تیسرا یہ کہ دنیا چوری ہوئی ہے میرا دین میرے پاس ہے۔ آپ کو اس کی بات پسند آئی فرمایا لکھ لو اس سے محبت اور دوستی کی خوشبو آتی ہے۔ آپ نے پوچھا تم آتش کیوں پوجتے ہو۔ اس نے کہا کل قیامت کے دن مجھ کو عذاب نہ کرے۔ آپ نے فرمایا جو چیز اس قدر ضعیف ہو کہ اگر ایک لڑکا پانی ڈال دے تو بجھ جائے تو کل وہ کیسے عذاب سے نجات دلا سکتی ہے۔ وہ ادنیٰ اعلیٰ سب کو جلا دیتی ہے۔ اگر چہ تم نے ستر سال اس کی پوجا کی میں نے نہیں کی آؤ ہم دونوں آگ میں ہاتھ رکھیں دیکھیں وہ تمھارا

Marfat.com

کس طرح خیال رکھتی ہے۔ اس بات نے بہرام کے دل پر اثر کیا اور اس نے کہا چار باتوں کا جواب دیں۔ اول یہ کہ اللہ نے خلقت کیوں پیدا کی اور اگر پیدا کی تو رزق کیوں دیا۔ اگر رزق دیا تو موت کیوں دی اور اگر موت دی تو قیامت کے دن کس لئے زندہ کرے گا۔ آپ نے فرمایا اس نے خالقیت سے کام لے کر خلق کو پیدا کیا تا کہ اس کو جانیں۔ رزاقیت سے رزق دیا تا کہ اس کو پہچانیں۔ موت دی کہ قہر کو سمجھیں دوبارہ زندہ کیا کہ اس کی قدرت کو جانیں۔ یہ سن کر بہرام نے کہا کہ آگ لائیں اور تجربہ کریں۔ چنانچہ آپ نے کتنا ہی عرصہ اپنا ہاتھ آگ میں ڈالے رکھا لیکن اس نے کچھ اثر نہ کیا۔ بہرام نے یہ حالت دیکھ کر کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ آپ نے نعرہ مارا اور بے ہوش کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو لوگوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا، بہرام ستر سال بعد ایمان لے کر خدا کے ہاں جائے گا اور میں ستر سال سے مسلمان ہوں اللہ کے ہاں کیا لے کر جاؤں گا۔

فرماتے ہیں کہ کاش مجھ کو معلوم ہوتا کہ میرا کون سا دشمن ہے جو میری غیبت کرتا ہے تا کہ میں اس کو مال و متاع بخش دیتا کیوں کہ وہ مجھے فائدہ پہنچا رہا ہے تو میرا مال کیوں نہ خرچ کرے۔

حالات حضرت حاتم اصمؒ:

ایک دفعہ کسی شخص نے آپ کی ضیافت کی مگر قبول نہ کی جب اس نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا میں شرطوں کے ساتھ قبول کرتا ہوں اول یہ کہ جہاں جی چاہے گا بیٹھوں گا۔ دوم یہ کہ جو کچھ چاہوں گا کھاؤں گا۔ سوم یہ کہ جو کچھ میں کہوں وہ کرنا۔ چنانچہ اس شخص نے یہ شرطیں منظور کر لیں۔ کھانے کے وقت جب اس کے ہاں تشریف لے گئے تو آپ جوتیوں میں بیٹھے۔ لوگوں نے کہا بیٹھنے کی یہ کون سی جگہ ہے آپ نے فرمایا میں نے شرط کر لی تھی۔ جب دستر خوان سامنے رکھا تو آپ نے اپنی جیب سے سوکھی روٹیاں نکال کر کھانی شروع کر دیں۔ لوگوں نے کہا اس میں سے کھائیں۔ آپ نے فرمایا شرط کر چکا ہوں۔ دستر خوان کے اٹھ جانے کے بعد آپ نے میزبان سے کہا لوہے کا توا گرم کر کے لاؤ۔ آپ نے پاؤں رکھ کر کہا میں نے ایک روٹی کھائی تھی یہ کہا اور علیحدہ ہو گئے۔ پھر فرمایا تم یقین رکھتے ہو

Marfat.com

کہ حق تعالیٰ قیامت کے دن تم سے حساب کتاب لے گا۔لوگوں نے کہا ہاں ۔آپ نے فرمایا تو یقین کرلو کہ یہ میدان قیامت ہے۔ایک ایک آدمی اس توے پر پاؤں رکھ کر صرف آج ہی جو کھایا ہے اس کا حساب دے۔لوگوں نے کہا ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔آپ نے فرمایا کل قیامت کے دن کیا کرو گے۔یہ سن کر سب لوگ زار زار روئے۔دعوت خانہ ماتم خانہ بن گیا۔

فرماتے ہیں کہ ہر روز ابلیس مجھ کو وسوسہ ڈالتا ہے اور پوچھتا ہے کیا پہنو گے۔جواب دیتا ہوں کہ کفن۔پھر سوال کرتا ہے کہاں رہو گے میں کہتا ہوں قبر میں۔پھر وہ یہ کہہ کر کہ تم بہت بُرے شخص ہو مجھ کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ نماز کس طرح ادا کرتے ہیں۔فرمایا جب نماز کا وقت آتا ہے تو پانی سے ظاہر اور توبہ سے باطن کا وضو کرتا ہوں۔پھر مسجد میں جا کر مسجد حرام کا مشاہدہ کرتا ہوں اور مقام ابراھیم کو دونوں ابروں کے درمیان تصور کرتا ہوں۔بہشت کو دائیں ہاتھ اور دوزخ کو بائیں ہاتھ دیکھتا ہوں اور پھر پل صراط کو زیر قدم سمجھتا ہوں اور مالک الموت کو پشت پر۔پھر دل خدا کے سپرد کر کے تعظیم کے ساتھ تکبیر،حرمت سے قیام،ہیبت سے قرأت،تواضع سے رکوع اور تضرع سے سجدہ حلم سے قعود اور شکر سے سلام کرتا ہوں۔

حالات حضرت سہل بن مد داللہ تستریؒ:

فرماتے ہیں کوئی دن نہیں گذرتا کہ حق تعالیٰ ندا نہ کرتا ہو اے میرے بندے تو انصاف نہیں کرتا سو میں تجھ کو یاد کرتا ہوں،لیکن تو مجھ کو فراموش کرتا ہے،میں تجھ کو اپنی طرف بلاتا ہوں لیکن تو دوسروں کی طرف جاتا ہے۔میں آفتوں سے تجھ کو علیحدہ کرتا ہوں لیکن تو آفتوں کی طرف جاتا ہے۔جب قیامت کے دن حاضر ہوگا تو کیا عذر کرے گا۔

آپ عالم و واعظ بھی تھے۔بہت سے لوگ آپ کے وعظ سے راہ راست پر آگئے۔وفات کے وقت آپ کے چار سو مرید تھے جو آپ کے سرہانے بیٹھے تھے۔انہوں نے عرض کی اے شیخ آپ کی جگہ کون بیٹھا کرے گا۔منبر پر اب کون وعظ کیا کرے گا۔آپ نے ایک گبر جس کا نام شاد دل تھا لیا۔لوگوں نے سوچا شاید عالم نزع میں

Marfat.com

عقل میں فتور آ گیا ہے جو آتش پرست کا نام لے رہے ہیں۔ شیخ نے فرمایا چپ رہو، اس کو بلا لاؤ۔ چنانچہ لوگ لے آئے منبر پر جا کر نصیحت کی۔ یہ کہہ کر آپ نے وفات پائی۔ دوسرے دن لوگ نماز کے بعد جمع ہوئے اس وقت شاد دل آیا۔ آتش پرستوں والی ٹوپی سر پر تھی اور زنار کمر میں ڈالے منبر پر گیا اور کہا تمہارے سردار نے مجھ کو تمہارے پاس قاصد بنا کر بھیجا ہے اور کہا ہے اے شاد دل زنار توڑنے کا وقت آ گیا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے سب کے سامنے زنار توڑ ڈالی۔ ٹوپی اتار کر پھینک ڈالی اور " اشھد ان لااله الا الله و اشهدان محمد عبده و رسوله " کہا۔ پھر کہا شیخ نے فرمایا ہے کہ استاد کی نصیحت کو بھول نہ جانا میں نے ظاہر کی زنار توڑ ڈالی اگر تم قیامت کے دن مجھ کو دیکھنا چاہتے ہو تو باطن کی زنار توڑ ڈالو۔ یہ سنتے ہی سب لوگوں میں ایک کہرام مچ گیا جس دن شیخ کا جنازہ اٹھا بہت شور سن کر ایک ستر سالہ یہودی تحقیقِ حال کے لئے باہر گیا جنازے کے پاس پہنچ کر لوگوں سے یہ کہتے سنا کہ میں نے فرشتوں کو آسمان سے اترتے اور جنازے پر اپنے سر ملتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ یہ سنتے ہی اس یہودی نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

ذکر حضرت معروف کرخیؒ:

حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عید کے دن معروف کو خرما کی گٹھلیاں اکٹھے کرتے دیکھ کر پوچھا کیا کرو گے۔ فرمایا اس بچے کو روتا دیکھ کر میں نے پوچھا تو اس نے کہا میں یتیم ہوں۔ لڑکوں کے پاس نئے کپڑے ہیں اور میرے پاس نہیں میں نے سوچا یہ دانے اکٹھے کر کے فروخت کروں اور اس کو اخروٹ خرید کر دوں تا کہ کھیلے اور نہ روئے۔ چنانچہ آپ نے لڑکے کو نئے کپڑے پہنچائے اور اخروٹ کھیلنے کو دیئے۔ اسی دن سے میرے دل میں نور خدا جلوہ گر ہو گیا ہے۔

حضرت سیری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ نے مجھ سے فرمایا۔ جب تم کو خدا تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو تو کہا کرو۔ یارب بحق معروف کرخیؒ میری حاجت کو پورا کر اسی وقت پوری ہو جایا کرے گی۔

Marfat.com

حالات حضرت سری سقطیؒ:

ایک دفعہ بغداد کا بازار جل گیا۔خدا کی قدرت آپ نے دکان کے علاوہ ساری دکانیں جل گئیں ۔ یہ حال دیکھ کر آپ نے سب مال خدا کی راہ میں لٹا کر تصوف اختیار کر لیا۔

نقل ہے کہ اگر کوئی آپ کو سلام کرتا تو آپ خندہ پیشانی سے جواب نہ دیتے۔لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا، رسالت مآب ﷺ نے فرمایا جو کوئی سلام کرے نوے رحمتیں اس پر اور دس رحمتیں جس پر سلام کیا جائے ،اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہیں۔اس لئے مجھے رشک ہوتا ہے اور ترش رو ہو جاتا ہوں۔

نقل ہے کہ آپ نے حضرت یعقوبؑ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حضرت آپ نے یہ کیا شور جہان میں ڈال رکھا ہے اگر آپ کو ذات باری سے کامل محبت ہے تو یوسفؑ کا ذکر چھوڑ دیں۔اسی وقت آپ کو ندا آئی سری ذرا دل کو سنبھال لو۔اس کے ساتھ ہی حضرت یوسفؑ کا جلوہ دکھایا گیا۔آپ نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے اور تیرہ دن تک بے ہوش رہے۔پھر ہوش میں آنے پر ندا آئی یہ اس شخص کی سزا ہے جو ہماری درگاہ کے عاشقوں پر نقطہ چینی کرتا ہے۔

ایک دفعہ آپ کی مجلس گرم تھی اتنے میں خلیفہ وقت کا ایک مصاحب احمد نام بڑی شان وشوکت کے ساتھ گذرا اس وقت آپ فرما رہے تھے تمام کائنات میں انسان سے زیادہ ضعیف اور کمزور کوئی شے نہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی گناہ گار بھی نہیں۔یہ بات تیر کی طرح احمد مصاحب کے دل وجگر پر لگی اور روتا ہوا گھر گیا۔دوسرے دن وہ شان وشوکت نہ تھی اور تیسرے دن درویشوں کا لباس پہنے آیا اور کہا آپ کی بات نے میرے دل پر نشتر کا کام کیا میں نے دنیا کو سرد کر دیا اور خدا کی طرف جانا چاہتا ہوں۔آپ نے فرمایا دو راستے ہیں ایک عام اور دوسرا خاص۔عام راہ شریعت کی ہے اور خاص راہ طریقت کی ہے۔پابندی شریعت کے علاوہ دنیا کو بھی ترک کر دو یہ سن کر وہ شخص جنگل کو نکل گیا۔تھوڑے دنوں پر ایک بوڑھی غم زدہ عورت جو احمد کی ماں تھی آپ کے پاس آئی اور کہا میرا نوجوان خوبصورت بیٹا غائب

Marfat.com

ہے۔آپ نے کہا سوائے خیر کے اور کچھ نہیں جب آئے گا اطلاع کر دوں گا۔کچھ عرصے بعد درویشانہ حالت میں آپ کے پاس آیا۔آپ نے اس کی والدہ کو اطلاع کر دی اور تھوڑی دیر بعد والدہ اور بیوی بچے بھی آ گئے۔احمد نے کہا یا شیخ آپ نے اطلاع کیوں کی۔آپ نے فرمایا میں وعدہ کر چکا تھا۔احمد ان کو روتا چھوڑ کر جنگل کی طرف چلا گیا۔چند سال کے بعد عشاء کی نماز کے بعد ایک شخص بلانے آیا، آپ گئے تو دیکھا، احمد کا آخیر وقت ہے احمد نے آنکھیں کھول کر کہا، شیخ آپ وقت پر آئے پھر انتقال ہو گیا۔آپ روتے ہوئے جنگل سے آئے تا کہ کفن کا سامان کریں۔شہر میں آواز آئی جو شخص خدا کے خاص ولی کی نماز جنازہ پڑھنا چاہے وہ قبرستان شونیزیہ کی طرف جائے۔

فرماتے ہیں کہ عارف آفتاب کی طرح ہے سب پر روشنی ڈالتا ہے اور زمین کی مانند ہے تمام موجودات کا بوجھ اٹھاتا ہے۔پانی کی طرح ہے اس سے دلوں کو زندگی ملتی ہے۔

ایک دن صبر کے متعلق وعظ فرما رہے تھے اسی اثنا میں ایک بچھو آپ کے کپڑوں میں آ گیا کئی بار ڈنگ لگایا۔لوگوں نے پوچھا آپ نے بچھو ہٹایا کیوں نہیں۔فرمایا مجھ کو شرم آ گئی کہ صبر کے متعلق بیان کر رہا ہوں اور عمل اس کے خلاف کروں۔

حضرت احمد خضرویہؒ:

فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ چند نوجوانوں کو جہاد پر جاتے ہوئے میرے دل میں بھی جہاد پر جانے کی خواہش ہوئی اور نفس نے وہ تمام احادیث جو جہاد کی فضیلت میں ہیں میرے سامنے پیش کر دیں۔میں نے کہا نفس کا اطاعت الٰہی سے کیا واسطہ اس میں ضرور مکر ہے۔چنانچہ میں خیال کیا ہمیشہ روزے رکھنے کی وجہ سے نفس چاہتا ہے کہ سفر کرے تا کہ روزہ کھولے۔میں نے کہا سفر میں بھی روزہ رکھوں گا۔نفس نے کہا منظور۔پھر میں نے تعجب کے ساتھ کہا شاید تنہائی سے گھبرا گیا ہو لوگوں کو دیکھنا چاہتا ہو۔میں نے کہا اے نفس میں جنگل میں قیام کروں گا۔نفس نے کہا منظور مجھے اور تعجب ہوا میں نے خیال کیا شاید شب بیداری کی وجہ سے نفس چاہتا ہے کہ جہاد پر جاؤں تا کہ رات کو آرام سے سوؤں۔میں کہا رات کو شب بیداری کروں گا۔نفس نے کہا منظور ہے۔مجھے سخت تعجب ہوا اللہ سے

Marfat.com

درخواست کی کہ مجھے نفس کے مکر سے آگاہ کر۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا کہ نفس نام و نمود کا خواہشمند ہے کہ جب وہاں احمد مارا جائے گا تو لوگ کہیں گے احمد نے شہیدوں کا درجہ حاصل کیا۔ چنانچہ میں نے اس کے خلاف عمل کیا۔

ایک دفعہ ایک چور آپ کے گھر آیا۔ ہر چند تلاش کیا مگر کچھ نہ ملا۔ جب جانے لگا تو آپ نے فرمایا ڈول لے کر پانی بھرو اور وضو کر کے نماز میں مشغول ہو جاؤ جو کچھ ملے گا وہ تجھ کو بخش دیا جائے گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا صبح ایک شخص سو دینار لے کر آیا۔ آپ نے وہ دینار چور کو دیتے ہوئے فرمایا یہ تمھاری ایک رات کی نماز کا بدلہ ہے۔ یہ سن کر اس پر ایک حالت طاری ہوگئی۔ توبہ کر کے آپ کا مرید بن گیا، دینار واپس کر دیئے۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ستر ہزار دینار آپ کے ذمہ قرض تھا۔ آپ نے مختلف اوقات پر غریبوں کی مدد کے لئے خرچ کیا تھا۔ موت کے وقت تمام قرض خواہ آپ کے پاس آئے۔ اس وقت آپ نے درگاہ الٰہی میں مناجات کی کہ الٰہی تو مجھ کو اپنی طرف بلاتا ہے لیکن ان لوگوں کا حق میری طرف ہے۔ جب تک ان کا حق ادا نہ ہو میری روح قبض نہ کرنا۔ اسی اثناء میں کسی نے دروازے پر دستک دی۔ شیخ کے قرض خواہ باہر آجائیں چنانچہ سب نے اپنا اپنا روپیہ لے لیا اس کے بعد آپ جاں بحق تسلیم ہوئے۔

انا لله و انا اليه راجعون ۔

حالات حضرت یوسف بن الحسینؒ:

ابتدا میں آپ چند رفیقوں کے ساتھ عرب کے ایک قبیلے میں پہنچے۔ وہاں امیر عرب کی لڑکی آپ پر عاشق ہوگئی۔ چنانچہ موقع پر پا کر لڑکی آپ کے پاس تنہائی میں پہنچی جس کو دیکھتے ہی آپ کانپنے لگے لڑکی کو اس جگہ چھوڑ کر بہت دور بھاگ گئے۔ ساری رات نہ سوئے دوسرے دن بھی یہی حال رہا۔ تیسرے دن نیند آئی تو حضرت یوسفؑ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے پوچھا تو یوسف صدیقؑ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو ان فرشتوں کے ہمراہ تمہاری ملاقات کے لئے بھیجا ہے اور تم کو بشارت دی ہے۔ پھر فرمایا کہ تم مصر جاؤ اور ذوالنون مصری کے پاس پہنچو۔ چنانچہ خواب سے بیدار ہو کر آپ نے مصر کا عزم کیا اور

Marfat.com

ذوالنون کی مسجد میں جا کر ایک سال تک رہے مگر اتنی جرأت نہ ہوئی کہ ان سے کچھ پوچھیں۔ ایک سال کے بعد ذوالنون نے آپ سے پوچھا کہ تمہارا وطن کہاں ہے۔ آپ نے کہا علاقہ ...... میں رہتا ہوں اس طرح ایک سال اور گذر گیا اور کوئی بات نہ ہوئی۔ سال کے بعد ذوالنون نے پوچھا کیسے آئے ہو عرض کیا یوسف صدیق کی بشارت کے مطابق اسم اعظم سیکھنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ ایک سال کے بعد ذوالنون نے ایک پیالہ ڈھکا ہوا آپ کے حوالے کر کے کہا دریا کے فلاں طرف فلاں شخص کو دے آؤ اور جو کچھ وہ کہے یاد رکھو۔ چنانچہ آپ پیالہ لے کر چلے مگر راہ میں خیال پیدا ہوا کہ نہیں معلوم پیالے میں کیا ہے۔ کھول کر دیکھا کہ اس میں ایک چوہا تھا جو کھلتے ہی بھاگ گیا۔ آپ بہت حیران ہوئے اور سوچنے لگے اب کیا کروں، واپس ذوالنون کی خدمت میں جاؤں یا مطلوبہ شخص کے پاس پہنچوں۔ وہ بزرگ آپ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا شاید ذوالنون نے تمہاری بے صبری دیکھ کر چوہا دیا تھا۔ ایک چوہے کی حفاظت نہ کی اسم اعظم کی حفاظت کیسے کر سکو گے۔ یہ سن کر آپ شرمندہ ہو کر واپس ذوالنون کی خدمت میں پہنچے تو ذوالنون نے فرمایا ابھی وقت نہیں آیا۔ پھر آپ نے عرض کیا کچھ نصیحت فرمائیں۔ ذوالنون نے فرمایا میں تم کو تین باتیں بتاتا ہوں۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ جو کچھ تم نے لکھا پڑھا ہے سب کچھ بھلا دو۔ دوم یہ کہ میرا نام کسی نے نہ لو بلکہ مجھے بھول جاؤ۔ تیسری یہ کہ خلقت کو خدا کی طرف بلاؤ اور اپنے آپ کو درمیان میں نہ سمجھنا۔ چنانچہ آپ وعدہ کر کے واپس آئے۔ خلقت کو خدا کی طرف بلانے لگے۔ اکثر لوگ جو اہل ظاہر تھے آپ کے مقابلے میں آ کھڑے ہوئے۔ آخر نوبت یہ پہنچی کہ کوئی شخص آپ کی مجلس میں نہ آتا تھا۔

ایک دن مجلس میں پہنچے کچھ بیان کرنا چاہتے تھے کہ لوگ چلے گئے لوٹ کر واپس جانا چاہا تو ایک طرف ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جو کہہ رہی تھی کہ تو نے ذوالنون سے عہد نہ کیا تھا کہ خلق کو خدا کے طرف بلاؤں گا اور اپنے آپ کو درمیان نہ سمجھوں گا۔ اب کیوں واپس جا رہے ہو۔ اس کے بعد آپ نے دستور بنا لیا کہ کوئی سنے یا نہ سنے آپ بیان کرتے جاتے تھے اور اس طرح پچاس سال گذر گئے۔

نقل ہے کہ ایک شریر لڑکا عبدالواحد زید جس کے ماں باپ اس کی شرارتوں سے تنگ

Marfat.com

آ گئے تھے۔ایک دفعہ آپ کی مجلس میں گیا۔اس وقت آپ فرما رہے تھے کہ اللہ اپنے لطف و کرم سے یوں عامیوں کو اپنی طرف بلا لیتے ہیں جیسے کوئی حاجت مند ہوتا ہے۔جب لڑکے کے کانوں میں یہ لفظ پہنچے تو ایک حالت طاری ہوگئی فوراً کپڑے پھاڑ ڈالے۔نعرہ مار کر گورستان کی طرف نکل گیا تین دن تک کچھ پتہ نہ چلا۔آپ نے لڑکے کو خواب میں دیکھا اور سنا کہ اللہ کا حکم ہے تائب نوجوان کے پاس پہنچو۔چنانچہ آپ نے تلاش کیا اور گود میں اٹھالیا اس وقت اس نے آنکھ کھولی اور کہا تین دن رات گذر گئے مگر تم اب آئے ہو۔

حالات حضرت ابوحفص حدادؒ:

آپ کی توبہ کا قصہ یوں ہے کہ ایک دفعہ آپ ایک کنیز پر عاشق ہو کر صبر و قرار کھو بیٹھے۔لوگوں نے کہا کہ ایک یہودی شازستان میں رہتا ہے۔اس کے پاس جاؤ وہ تم کو تمہاری مطلوبہ سے ملا دے گا کیوں کہ وہ جادوگر ہے۔چنانچہ آپ یہودی کے پاس گئے اور حال بیان کیا۔یہودی نے کہا چالیس دن تک خدا کا نام نہ لو اور نہ عبادت کرو اور نہ ہی کوئی نیک خیال دل میں لاؤ۔چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔چالیس دن کے بعد پھر یہودی کے پاس گئے اور کہا۔یہودی نے جادو کر کے دیکھا کوئی اثر نہ ہوا۔آخر یہودی نے کہا ان چالیس دنوں میں تم سے نادانستہ ضرور کوئی نیک کام ہوا ہے،غور کرو۔آپ نے کہا میں کوئی نیک عمل نہیں کیا۔لیکن ایک دن رستے میں پڑا ایک پتھر اٹھا کر علیحدہ کر دیا۔یہودی نے کہا اس خدا کو ناراض نہ کر کے چالیس دن کا کام تو نے ضائع کیا ہے،اس بات سے ابوالحفص کے دل میں آگ سی لگ گئی اور فوراً توبہ کر لی لیکن اس واقعہ کو پوشیدہ رکھا۔ہر روز جو کچھ مزدوری کا ملتا وہ رات کو چپکے سے فقیروں میں بانٹ دیتے اور عشاء کے وقت روزہ افطار کرتے۔مدت تک یہی حال رہا۔

نقل ہے آپ کے ہمسایہ میں احادیث کی سماعت ہوا کرتی تھی لوگوں نے پوچھا آپ کیوں شامل نہیں ہوتے۔فرمایا میں تیس سال سے ایک حدیث شریف کی داد دے رہا ہوں مگر پوری نہیں ہوتی۔اس حالت میں دوسری حدیث کیسے سن سکتا ہوں۔پوچھا وہ کون سی حدیث ہے فرمایا اس میں حسن اسلام المرء ترک مالا یغنیہ (آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ

Marfat.com

بے کار باتوں کو ترک کردے)

حضرت شبلیؒ نے چار ماہ تک آپ کو مہمان رکھا۔ ہر وقت نئی قسم کا کھانا پیش کیا جاتا۔ رخصت کے وقت آپ نے فرمایا اگر تم کبھی نیشا پور آؤ تو میزبانی تم کو سکھاؤں شبلیؒ نے پوچھا میں نے کیا کمی کی ہے فرمایا تم نے تکلف کیا اور تکلف کرنے والا جواں مرد نہیں ہوتا۔ مہمان کو اس طور پر رکھنا چاہیے جیسا کہ اپنے آپ کو رکھا جاتا ہے تا کہ مہمان کے آنے سے تکلیف اور جانے سے خوشی نہ ہو۔

حالات حضرت منصور عمارؒ:

آپ کی توبہ کا سبب یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک کاغذ گرا ہوا دیکھا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا آپ نے اس کو اٹھا لیا جب کوئی پاک جگہ رکھنے کی نہ ملی تو کاغذ کو کھا لیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو نے ہمارے نام کی عزت کی ہم نے تجھ پر حکمت کا دروازہ کشادہ کر دیا۔

مدت تک آپ ریاض و مجاہدہ نفس میں لگے رہے۔ آخر وعظ بیان کرنے لگے۔ ایک دن ایک نوجوان شراب میں مشغول تھا اس نے چار درم اپنے غلام کو دیئے کہ بازار سے کچھ کھانا خرید لاؤ۔ غلام کا گذر آپ کی مجلس سے ہوا چنانچہ اشتیاق کے باعث تھوڑی دیر بیٹھ گیا۔ دوران وعظ آپ نے فرمایا کون جو چار درم کے عوض چار دعائیں خدا سے منظور کرائے ۔کیوں کہ اس وقت کسی درویش کے لئے آپ کو چار درموں کی ضرورت تھی غلام نے اسی وقت چار درم پیش کیے۔ آپ نے فرمایا مانگ کیا دعا مانگتا ہے۔ غلام نے عرض کیا کہ۔

اول۔ خدا تعالیٰ مجھ کو آزاد کرے۔

دوم۔ دوم یہ کہ میرے مالک کو توبہ کی توفیق نصیب ہو۔

سوم۔ یہ کہ ان چار درموں کا اللہ مجھ کو اجر عطا کرے۔

چہارم۔ یہ کہ اللہ مجھ پر، میرے مالک پر، آپ پر اور تمام حاضرین مجلس پر رحم کرے۔

آپ نے چار درم لے کر دعا دی اور غلام واپس اپنے مالک کے پاس آیا۔ مالک نے

Marfat.com

دیر سے آنے کی وجہ پوچھی۔غلام نے سارا واقعہ بیان کیا۔جس کے سنتے ہی مالک نے کہا میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے تجھ کو آزاد کر دیا۔خدا سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ بندہ بننے کا عہد کرتا ہوں اور چار درم کے عوض تجھ کو سو درم دیتا ہوں۔پس جو کچھ میرے اختیار میں تھا وہ میں نے کر دیا۔لیکن جس بات پر میں قادر نہیں ہوں وہ نہیں کر سکتا۔اسی حالت میں اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ ہاتف نے کہا اے جوان جو کچھ تو اپنی ہمت کے موافق کر سکتا تھا تو نے کیا۔اب ہماری باری ہے ہم بھی اپنی شان کریمی کے مطابق تجھ پر تیرے غلام پر منصور پر اور حاضرین مجلس پر رحمت کرتے ہیں۔

حالات حضرت جنید بغدادیؒ:

ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں جمال جہاں آرائے سرور عالم ﷺ کو دیکھا جنید بھی موجود تھے۔اتنے میں کوئی شخص کوئی فتویٰ لایا۔آپ ﷺ نے فرمایا جنیدؒ کو دکھاؤ لیکن جنیدؒ نے کہا! یارسول اللہ ﷺ جب آپ ﷺ موجود ہوں تو میری کیا مجال۔آپ ﷺ نے فرمایا جس قدر انبیاءؑ کو فخر تمام امت پر ہوگا۔مجھ کو جنیدؒ پر ہے۔ایک دفعہ آپ بیمار ہو گئے آپ نے دعا کی کہ خدایا مجھ کو شفا دے۔اسی وقت آواز آئی کہ جنید! خدا اور بندے میں تم کون ہو جو درمیان آؤ حکم میں محو رہو۔جس بات میں مبتلا کیا گیا ہے اس پر صبر کرو۔

ایک دفعہ ایک آنکھ میں تکلیف ہوئی۔ایک آتش پرست نے کہا اگر آنکھ کی صحت درکار ہے تو آنکھ پر پانی نہ ڈالو۔آپ نے کہا وضو کیسے کروں۔طبیب نے پھر وہی کہا اور چلا گیا۔جب نماز کا وقت آیا تو آپ نے وضو کیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آنکھ اچھی ہو گئی تھی۔اسی وقت آواز آئی جنیدؒ تم نے میری رضا کی خاطر آنکھ کا نقصان گوارا کیا اگر اس کے اجر میں تمام اہل دوزخ کی بخشش چاہتے ہو تو ہم تیار ہیں۔جب دوسری دفعہ طبیب آیا تو آنکھ کو تندرست پایا۔دیکھ کر قصہ پوچھا۔آپ نے سب کچھ بیان کر دیا وہ طبیب اسی وقت مسلمان ہو گیا اور کہا یہاں انسان کا کیا کام یہ خالق کا علاج ہے۔

فرماتے ہیں ایک دن میں نے ابلیس کو دیکھنے کی خواہش کی اسی وقت دیکھا ایک

Marfat.com

بوڑھا میری طرف آرہا ہے۔ جب نزدیک پہنچا تو میں پوچھا تو کون ہے کہا جس کی تو خواہش کی تھی۔ میں نے پوچھا ملعون تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہ کیا۔ اس نے جواب دیا کہ اے جنیدؒ کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں سوائے اس کے غیر کو سجدہ کروں میں اس بات سے حیران تھا۔ اسی وقت میرے دل میں آواز آئی اس ملعون سے کہہ دو تو جھوٹ بکتا ہے۔ اگر تو بندہ ہوتا تو اس کے حکم سے سرتابی نہ کرتا۔ جب میں نے یہ الفاظ ابلیس سے کہے تو وہ یہ کہہ کر تم نے مجھ کو جلا ڈالا غائب ہو گیا (پڑھنے والوں سے گزارش ہے کہ اس واقعہ کو دو تین بار پڑھیں اور اپنے دل سے پوچھیں کہ آپ کس کے حکم کی سرتابی کرتے ہیں۔)

فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص نے مسجد میں سوال کیا۔ میں نے خیال کیا یہ شخص ہٹا کٹا اور مضبوط ہے یہ سوال کرنے کی ذلت کیوں گوارہ کرتا ہے، مزدوری کیوں نہیں کرتا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے ایک دستر خوان لایا گیا۔ جب میں نے سرپوش اٹھایا تو دیکھا ایک آدمی کی لاش ہے میں کہا خداوند میں مردار نہیں کھاتا۔ ارشاد ہوا اگر ایسا ہے تو مسجد میں اس کو کیوں کھاتے تھے میں فوراً سمجھ گیا کہ غیبت کی ہے۔ میرے دل کو اس خطرے پر مواخذہ کیا گیا۔ فوراً بیدار ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اور اس درویش کی تلاش میں نکلا۔ تھوڑی دیر بعد دجلہ کے کنارے دیکھا۔ اس نے گردن پھیر کر مجھ کو دیکھا اور کہا کیا توبہ کر لی ہے میں نے کہا ہاں تب اس نے کہا جاؤ۔

"وھو الذی یقبل التوبة عن عبادہ" آئندہ خیال کی حفاظت کرنا۔

(آپ بھی غیبت سے توبہ کرلیں یہ زنا سے بھی بڑا گناہ ہے)۔

ایک مرتبہ آپ کے مرید نے خیال کیا کہ میں مرتبہ کمال پر پہنچ گیا ہوں۔ اب صحبت کی نسبت تنہائی بہتر ہے۔ یہ سوچ کر علیحدہ بیٹھ گیا۔ ہر روز رات کو کوئی اس کے پاس آتا اور کہتا میں تمہیں اونٹ پر بٹھا کر بہشت لے چلوں۔ چنانچہ وہ اس پر بیٹھ جاتا پھر اس پر فضا مقام پر پہنچ جاتا جو ہو بہو بہشت کی طرح لگتا۔ صبح واپس خود کو عبادت خانے میں پاتے۔ اس طرح اس کے دل میں غرور پیدا ہو گیا۔ جب یہ بات آپ کے کانوں تک پہنچی تو کہا وہاں پہنچو تو لاحول پڑھنا۔ چنانچہ حسب معمول جب بہشت میں پہنچا تو شیخ کے ارشاد کی تعمیل سے نہیں بلکہ آزمائش کے طور پر لاحول پڑھا۔ چنانچہ اسی وقت سب لوگ چیختے ہوئے بھاگے

Marfat.com

اس کو تنہا چھوڑ گئے۔اس نے خود کو ایک گندی جگہ پڑا پایا۔اسی وقت اپنی خطا پر نادم ہوئے اور شیخ کی خدمت میں آ گئے۔

ایک مرید پر ہمیشہ آپ زیادہ شفقت فرمایا کرتے تھے۔۔دوسرے مریدوں نے شکایت کی تو آپ نے آزمائش کے طور پر ہر ایک کو ایک جانور اور چھری دے کر فرمایا۔ان کو ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں کوئی نہ دیکھے۔چنانچہ سب مرید ذبح کر کے لے آئے۔مگر وہ مرید جانور زندہ لے آیا۔آپ نے پوچھا تم نے ذبح نہیں کیا۔عرض کیا جہاں جاتا وہ (اللہ) حاضر و ناظر ہے۔یہ سن کر آپ نے دوسرے مریدوں سے کہا اس کی فہم و فراست کو دیکھو۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ ایک سید صاحب نے حج کا ارادہ کیا۔جب بغداد پہنچے تو آپ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔آپ نے پوچھا کون ہو، کس کی اولاد ہو، کہاں کے رہنے والے ہو۔اس نے کہا سید ہوں، کیلان کا رہنے والا ہوں۔آپ نے فرمایا تمہارے دادا حضرت علیؓ دو تلواریں چلایا کرتے تھے۔ایک کافر پر دوسری اپنے نفس پر۔تم ان کی اولاد ہو کسی تلوار چلاتے ہو؟ یہ سن کر وہ شخص بے تاب ہو گیا اور گر پڑا پھر کہنے لگا میرا حج یہیں ہو گیا مجھ کو خدا کی راہ بتائیں۔آپ نے فرمایا تمہارا سینہ خدا کا حرم ہے اس میں غیر کو جگہ نہ دو۔

آپ کو غسل دینے کے لئے جب غسال نے آپ کی آنکھوں میں پانی پہنچانا چاہا تو ہاتف نے آواز دی کہ ہمارے دوست کی آنکھ سے ہاتھ اٹھا لے کیوں کہ وہ ہمارے ذکر میں بند ہوتی ہے اور ہمارے دیدار کے لئے کھل رہی ہے۔جب آپ کا جنازہ اٹھایا تو ایک سفید کبوتر دیکھا جو آپ کے جنازے کے ایک گوشے پر بیٹھ گیا۔لوگوں نے کبوتر کو اڑانے کی بہت کوشش کی مگر بے سود۔آخر کبوتر نے آواز دی کہ تم لوگ شور و غوغا نہ کرو۔آج جنیدؒ کا جسم فرشتوں کے نصیب میں ہے۔اگر تم لوگ نہ ہوتے تو اس کا جسم سفید ماز کی طرح ہوا میں اڑ گیا ہوتا۔

حالات حضرت عثمان الحیریؒ:

فرماتے ہیں کہ اوائل عمر سے میرا دل حقیقت کا طالب تھا اور اہل ظاہر سے نفرت کرتا تھا۔ایک دن آپ مکتب جا رہے تھے چار غلام پیچھے تھے۔آپ نہایت بیش قیمت لباس پہنے

Marfat.com

ہوئے تھے۔راہ میں ایک زخمی گدھے کو دیکھا کہ کوا چونچ سے اس کی پیٹھ سے گوشت نکال کر کھا رہا تھا۔آپ کو رحم آیا۔اس وقت اپنے ریشمی کپڑے اتار کر گدھے کے زخم پر ڈال دیئے اور عمامہ سے باندھ دیئے ابھی آپ گھر نہ پہنچے تھے کہ کہ گدھے کی زبان حال کی مناجات درگاہ الٰہی میں مقبول ہوئی اور آپ پر ایک حالت طاری ہوگئی چنانچہ آپ یحییٰ بن معاذؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ عرصے تک ریاضت کرتے رہے۔

فرماتے ہیں خوف خدا تک پہنچاتا ہے اور تکبر خدا سے دور کرتا ہے۔

فرماتے ہیں اخلاص یہ ہے کہ نفس کا دخل کسی حالت میں نہ ہو یہ عوام کا اخلاص ہے مگر خاص لوگوں پر اخلاص خود بخود داخل ہوتا ہے اور اخلاص اللہ تعالیٰ کے ساتھ صدق نیت کا نام ہے۔

حالات ابو عبداللہ جلاءؒ:

فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے آتش پرست کو دیکھا جو نہایت خوبصورت تھا۔میں اس کے مشاہدہ میں حیران رہ گیا۔اسی اثناء میں جنیدؒ کا ادھر سے گزر ہوا۔میں نے کہا ایسا خوبصورت چہرہ دوزخ میں جلے گا۔جنید نے کہا یہ نفس کا دھوکہ ہے کائنات میں ہزاروں چیزیں اس سے زیادہ خوبصورت ہیں۔افسوس تم نے عبرت کی نظر سے دیکھا۔اس کی سزا تم کو جلد ملے گی۔چنانچہ اسی وقت قرآن کریم میرے ذہن سے اتر گیا۔مدت تک آزاری اور توبہ کرتا رہا آخر اس نے اپنا فضل کیا اور قرآن کریم از سر نو یاد ہوگا۔اب مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ موجودات میں سے کسی چیز کی طرف نظر اٹھا کر دیکھوں۔

فقر کے بارے میں کسی نے پوچھا تو خاموش ہو گئے اٹھ کر باہر چلے گئے۔پھر پوچھا پھر خاموش ہو گئے اور اٹھ کر باہر چلے گئے۔تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے تو لوگوں نے پھر پوچھا۔فرمایا میرے پاس تھوڑی سی چاندی تھی اس کی موجودگی میں فقر پر گفتگو کرنے سے شرم آئی اب وہ چاندی صدقہ کر کے آیا ہوں تاکہ فقر کے بارے میں گفتگو کر سکوں۔

Marfat.com

حالات حضرت ابن عطارؒ:

آپ قطب عالم روحانی اور معدن حکمت زبانی ہیں ۔آپ سے پہلے کسی نے بھی اسرار تزیل و معانی کی ایسی شرح بیان نہیں کی جیسے آپ نے کئے ۔آپ سے کسی نے پوچھا روز کس قدر قرآن کی تلاوت فرماتے ہیں ۔فرمایا پہلے تو ایک دن رات میں ختم کرتا تھا مگر اب چودہ سال ہونے کو آئے ابھی تک سورۃ انفال پر پہنچا ہوں ۔(مطلب یہ کہ پہلے غفلت میں پڑھتا تھا)

آپ کے دس صاحب زادے تھے ۔سب کے سب خوبصورت تھے ۔ایک سفر میں لڑکے آپ کے ہمراہ تھے ۔راستے میں چوروں نے آپ کو لوٹ لیا ۔ایک ایک لڑکے کی آنکھیں بند کر کے آپ کے سامنے قتل کرتے تھے ۔مگر آپ آسمان کی طرف منہ کر کے ہنستے تھے ۔جب اس طرح نو لڑکے مارے گئے اور دسویں کی باری آئی تو آپ نے اسی طرح ہنسنا شروع کیا ۔تو صاحب زادے نے پوچھا آپ عجیب بے شفقت باپ ہیں ۔نو بچے آپ کے سامنے بے دردی سے قتل کئے گئے مگر آپ کچھ نہیں کہتے اور ہنستے ہیں ۔فرمایا جان پدر جو یہ سب کر رہا ہے اس کو کچھ نہیں کہا جا سکتا وہ خود جانتا ہے دیکھتا ہے اور قدرت رکھتا ہے ۔اگر چاہے تو بچا لے ۔جب چوروں نے یہ بات سنی تو ان پر ایک حالت طاری ہوگئی ۔معذرت کرنے لگے ،کہنے لگے حضرت آپ نے پہلے یہ بات کیوں نہیں کی تا کہ آپ کے صاحب زادے نہ مارے جاتے اور ہم بھی گناہ سے بچ جاتے ۔

فرماتے ہیں جو شخص آدابِ سنت سے اپنے دل کو آراستہ رکھے حق تعالیٰ نور معرفت سے اس کے دل کو منور کر دے گا ۔

حالات ابو محمد مرتعشؒ:

ایک دن بغداد کی کسی گلی سے گزر رہے تھے پیاس کا غلبہ ہوا ایک دروازے پر جا کر پانی مانگا ۔ایک لڑکی پانی کا پیالہ لائی ۔آپ لڑکی کو دیکھ کر اس پر عاشق ہو گئے ۔وہیں دروازے پر بیٹھ گئے ۔کچھ عرصہ بعد گھر کا مالک آیا تو اس سے کہہ دیا کہ اس گھر سے

Marfat.com

کسی نے پانی پلا کر دل چھین لیا ہے وہ شخص آپ کو جانتا تھا۔اس نے اپنی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ پھر جب دلہن آئی تو نماز میں مشغول ہو گئے پھر چیخنے لگے۔ بیاہ کے کپڑے اتار کر خرقہ پہن لیا اور لڑکی کو طلاق دے کر باہر آئے۔لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا میرے دل میں آواز آئی کہ ایک نظر کی وجہ سے ہم نے تمہارا لباس ظاہری جو اہل اصلاح کا تھا۔اتر والیا ہے اگر دوسری نظر دیکھو گے تو لباس شناسائی جو باطن سے تعلق رکھتا ہے اتار لیا جائے گا۔

حالات حضرت محمد علی حکیم الترمذیؒ:

ابتدا میں دو طالب علموں کے ہمراہ آپ نے باہر جانے کا ارادہ کیا تو آپ کی والدہ نے کہا میں ضعیف ہوں مجھ کو اس عالم میں چھوڑ کر کہاں جاتا ہے۔ چنانچہ آپ رک گئے۔دوسرے دونوں ساتھی چلے گئے۔ پانچ ماہ کے بعد ایک دن گورستان میں بیٹھ کر رونے لگے میں یہاں بےکار ہوں اور میرے ساتھی کل عالم ہو کر آئیں گے۔آپ ابھی رو رہے تھے کہ ایک نورانی صورت بزرگ نمودار ہوئے۔آپ سے رونے کا سبب پوچھا آپ نے سارا حال سنا دیا۔اس بزرگ نے کہا تم کوئی غم نہ کرو اگر چاہو تو روزانہ سبق پڑھ دیا کروں گا۔ چنانچہ تین سال تک وہ بزرگ روز سبق پڑھاتے رہے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ حضرت خضرؑ تھے۔

فرماتے ہیں کہ میں نے یہ دولت والدہ کی رضامندی سے حاصل کی۔

ابوبکر وارق بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خضرؑ ہر یک شنبہ کے دن تشریف لاتے۔آپ سے بحث کیا کرتے۔ایک دن آپ نے مجھ سے کہا کہ میں تم کو ایک جگہ لے جاؤں گا میں راضی ہو گیا۔ چنانچہ وقت مقصود پر آپ کے ساتھ گیا۔تھوڑی دیر بعد دیکھا جنگل میں ایک زریں تخت بچھا ہوا ہے۔ایک درخت کے نیچے چشمہ جاری ہے۔ایک نورانی بزرگ جلوہ فگن ہیں۔ جب آپ نزدیک پہنچے تو اس نورانی بزرگ نے آپ کا استقبال کیا تخت پر بٹھایا۔تھوڑی دیر کے بعد اور آدمی بھی ایک ایک کر کے آ گئے یہاں تک کہ چالیس ہو گئے۔ پھر اس بزرگ نے آسمان کی طرف اشارہ کیا تو کھانا آ گیا،جس کو سب نے کھا لیا۔پھر آپ ان سے دین اسلام کے متعلق باتیں کرتے رہے مگر میں ان باتوں کو نہ سمجھ

Marfat.com

سکا۔ جب ہم اجازت لے کر واپس ہوئے تو انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ اب تو سعید ہو گئے ہو۔ میں نے آپ سے پوچھا وہ کون سی جگہ ہے پہلے میں نے یہاں کبھی ایسی حالت نہیں دیکھی۔ فرمایا وہ بیابان اسرائیلؑ تھا اور بزرگ حضرت خضرؑ تھے باقی آدمی سب کے سب ابدال تھے۔ میں نے عرض کیا اتنی جلدی ہم بیابان اسرائیلؑ میں کیسے پہنچ گئے۔ فرمایا تم کو ان باتوں سے کیا واسطہ۔

فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی عمر میں ایک ہزار مرتبہ دیدار الٰہی دیکھا۔

آپ کے اہل و عیال سے لوگوں نے پوچھا جب شیخ کو غصہ آتا ہے تو کیا کرتے ہیں۔ فرمایا غصے کی حالت میں ہم سے زیادہ نرمی کا سلوک کرتے ہیں اور فرماتے ہیں الٰہی مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہو گیا کہ ان سب کو میرے خلاف کر دیا میں توبہ کرتا ہوں۔ ان کو صلاحیت دے چنانچہ ہم سمجھ جاتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں ایک دفعہ عرصہ گزر گیا۔ حضرت خضرؑ کی زیارت نصیب نہ ہوئی۔ آخر ایک دن آپ کی کنیز نے جمعہ کے دن جبکہ آپ سفید لباس پہن کر مسجد جانے لگے تھے، غصے کی حالت میں نجاست کا ایک برتن پر پھینک دیا۔ آپ نے غصے کو ضبط کیا اور کنیز کو کچھ نہ کہا۔ اسی وقت حضرت خضرؑ کا دیدار نصیب ہوا۔ انہوں نے فرمایا غصہ ضبط کرنے کی وجہ سے تم کو میری زیارت نصیب ہوئی۔

حالات حضرت شیخ نساجؒ:

آپ کو نساج اس لئے کہتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ حج کے لئے جا رہے تھے چونکہ آپ کا رنگ ظاہری سیاہ تھا۔ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے آپ کو اس حال میں دیکھ کر خیال کیا شاید کسی کا بھاگا ہوا غلام ہے۔ چنانچہ اس نے پوچھا کیا تو غلام ہے۔ آپ نے کہاں ہاں۔ اس نے پوچھا کیا تو بھاگا ہوا ہے فرمایا ہوں۔ پوچھا میں تم کو حفاظت کے ساتھ مالک کے پاس پہنچا دوں۔ فرمایا مدت سے اسی کی کوشش میں ہوں مالک تک پہنچ جاؤں یا کوئی پہنچا دے۔ اس نے کہا اب تم میرے غلام ہو۔ خیر تمہارا نام ہے۔ غرض آپ اس کے ہمراہ ہو لئے۔ اس کے گھر جا کر کپڑا بننا سیکھ لیا۔ جب وہ شخص خیر کہہ کر

Marfat.com

بلاتا تو آپ لبیک کہتے۔ کچھ دنوں بعد وہ شخص آپ کی فراست، ادب، صدق اور عبادت کو دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا، معافی مانگ کر رخصت کیا۔ غرض آپ رخصت ہو کر مکہ معظّمہ تشریف لائے اور اس مرتبہ تک پہنچ گئے کہ شیخ جنیدؒ نے آپ کے حق میں کہا ''خیر ہم سب سے بہتر ہے''۔

حالات حضرت ابو حمزہ خراسانیؒ:

ایک مرتبہ توکلت علی اللہ جنگل سے گزر رہے تھے آپ نے عہد کرلیا نہ کسی سے سوال کروں گا نہ کسی کی طرف متوجہ ہوں گا۔ پاس نہ رسی تھی نہ ڈول رکھتے تھے۔ چاندی کا ایک ٹکڑا تھا جو ہمشیرہ نے دیا تھا۔ اتفاقاً توکل نے اپنی داد طلب کی۔ آپ نے اپنے نفس سے کہا شرم کر و اس خدا سے جو آسمان بغیر ستونوں کے تھامے ہوئے ہے۔ کیا تیرے پیٹ کو اس چاندی کے ٹکڑے کے بغیر درست نہ رکھے گا۔ پس آپ نے اس چاندی کو پھینک دیا۔ کچھ دور چل کر کنویں میں گر پڑے مگر آپ کو کوئی اذیت نہ پہنچی کیوں کہ یقین کامل رکھتے تھے۔ کچھ دیر بعد نفس نے فریاد کی مگر آپ چپ رہے اتنے میں ادھر سے ایک شخص کا گزر ہوا جس نے راہ میں ویران کنوں دیکھ کر ادھر ادھر سے کانٹے اکھٹے کر کے کنویں کا منہ بند کر دیا تا کہ کوئی مسافر نہ گر پڑے۔ جب نفس نے یہ دیکھا تو زاری شروع کی۔ آپ نے فرمایا توکل اس سے بالاتر ہے جو کنویں کے باہر حفاظت کرنے والا ہے وہی کنویں کے اندر بھی کرے گا۔ چنانچہ کعبہ کی طرف منہ کر کے سر کو جھکا لیا۔ جب آپ کا اضطرار دو کمال تک پہنچ گیا مگر توکل برقرار ہا تو ناگاہ ایک شیر نے کنویں پر سے کانٹے ہٹا کر منہ کھول لیا اور اگلے پنجوں سے زمین کو مضبوطی سے پکڑ کر کنوئیں میں لٹک گیا۔ آپ نے کہا میں بلی کی ہمراہی نہیں کرسکتا۔ اسی وقت آپ کو الہام ہوا کہ ہاتھ سے پکڑ کر نکل آؤ۔ چنانچہ آپ جب نکل آئے تو آواز سنی جب تم نے ہم پر توکل کیا ہم نے تم کو نجات بخشی اس کے ذریعے جو ہلاک کرنے والا ہے۔ اس کے بعد شیر منہ کو زمین پر رکھ کر ٹہل کر چلا گیا۔

حالات حضرت ابو بکر واسطیؒ:

فرماتے ہیں کہ دینی مسئلہ کی سوچ میں ایک باغ میں گیا تو وہاں پر ایک جانور میرے

Marfat.com

پر اڑنے لگا میں نے اس کو یونہی پکڑ لیا۔اس کے بعد دوسرا آیا اور میرے سر پر چلانے لگا۔میں نے یہ سمجھ کر یہ جانور پہلے والے کی جفت یا مادہ ہے ترس کھا کر مٹھی کھولی تو دیکھا وہ جانور مردہ تھا، دل بہت تنگ ہوا۔ایک سال تک غلطان و ہیجان و حیران رہا۔آخر رسالت مآب حضورﷺ خواب میں آئے تو معاملہ عرض کیا تو جواب ملا درگاہ رب العزت میں ایک جانور نے تمہاری شکایت کی اس لئے تم پر سرگردانی اور پریشانی غالب کردی گئی۔عذر کرنے کوئی فائدہ نہیں۔آخر کچھ عرصے کے بعد ایک بلی نے آپ کے گھر بچے دیئے۔ایک دن ایک سانپ نے آ کر بچے کو منہ میں دبا لیا میں نے بچے کو سانپ سے چھڑا لیا اسی دن سے میری حالت بہتر ہونا شروع ہوئی۔آخر تندرست ہو گیا۔خواب میں حضورﷺ کی زیارت ہوئی تو معاملہ پھر عرض کیا۔آپ نے فرمایا بلی نے دربار رب العزت میں تمہاری سفارش کی ہے اور تم تندرست ہوئے۔

حالات حضرت ابوالخیر اقطعؒ:

فرماتے ہیں میں کوہ لبنان میں ریاضت کرتا تھا۔وہاں کا بادشاہ ادھر آتا جس کو دیکھتا ایک دینار اس کے ہاتھ پر رکھ دیتا چنانچہ مجھ کو دیکھ کر ایک دینار مجھ کو بھی دیا جو میں نے اپنے رفیق کے دامن میں ڈال دیا۔اس کے بعد شہر گیا وہاں اتفاقاً بغیر وضو کے قرآن کریم کو میرا ہاتھ لگ گیا۔بازار میں دیکھا کہ لوگ چند صوفیوں کو چوری کے شبہ میں گرفتار کر کے لئے جاتے ہیں۔آپ نے آگے بڑھ کر کہا میں ان کا سردار ہوں چنانچہ لوگوں نے ان کو چھوڑ کر آپ کو پکڑ لیا اور چوری کی سزا میں ان کا ہاتھ کاٹ دیا۔جب گھر والوں کو معلوم ہوا تو افسوس کرنے لگے۔فرمایا کہ یہ کون سا موقع ہے افسوس کا یہ تو خوشی اور مبارک دینے کا وقت ہے۔شکر کرو اللہ نے دل نہیں کاٹا۔اس ہاتھ سے خیانت کی تھی چنانچہ ہاتھ کٹ جانے کے بعد آپ کا ہاتھ نہایت زخمی ہو گیا لوگوں نے بالکل ہی کاٹ ڈالنے کا مشورہ دیا۔آپ نے فرمایا جب نماز میں مشغول ہوں تو کاٹ ڈالنا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔نماز کے بعد بالکل کٹا ہوا ہاتھ دیکھ کر فرمایا اس کے بغیر دل کو صاف نہیں کیا جا سکتا۔

فرماتے ہیں دل ایمان کی جگہ ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ تمام مسلمانوں پر شفقت

Marfat.com

رکھے اور ایک دل نفاق کی جگہ ہے اس کی علامت یہ ہے بغض، حسد اور شور وغل۔
فرماتے ہیں رعونت ایسی چیز ہے کہ جس کو پہاڑ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

حالات حضرت قطب الاولیا اسحٰق ابراھیم بن شہریار کازاونیؒ:

فرماتے ہیں کہ جو شخص جوانی میں اللہ کا فرمانبردار ہوگا وہ بڑھاپے میں بھی اللہ کا فرمانبردار رہے گا۔ اس کا باطن نورِ معرفت سے منور ہوگا۔ برخلاف اس کے جو جوانی میں کفر و ذلالت میں الجھا رہے گا۔ پیری میں توبہ کرے گا اس کو مطیع تو کہیں گے لیکن کمال حکمت دیر میں اور کم حاصل ہوگی۔ ابتدا سے میرا دل کہتا ہے کہ حلق بگوش ہو کر رہوں۔ چنانچہ اس امر کے لئے استخارہ کیا اور دعا مانگی کہ مجھ کو اپنے فضل و کرم سے مطلع کر۔ ان تینوں میں سے کسی کی بھی متابعت کروں۔ عبداللہ خفیفؒ، حارس محاسبیؒ اور ابو عمرؒ، خواب میں ایک تینوں بزرگ ہستیوں کو دیکھا اور ایک شخص عبداللہ خفیفؒ کی کتابیں لے کر میرے پاس آیا اور مطلب سمجھ گیا۔ صبح اٹھ کر عبداللہ خفیفؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ارادت زیب گوش کر لیا۔ ابتدا میں والد نے کہا بیٹا تم مفلس ہو اس قدر استطاعت نہیں رکھتے۔ درویشی طریقے چھوڑ دو کیوں کہ مفلسی میں تم مسافروں اور مہمانوں کی خدمت نہ کر سکو گے۔ مگر آپ خاموش رہے ایک دن آپ کے ہاں کچھ مہمان آئے، مگر گھر میں کچھ نہ تھا۔ اتنے میں ایک شخص غیب سے نمودار ہوا آٹے کی دس بوریاں اور کچھ دوسرا سامان خورد ونوش دے گیا۔ یہ حالت دیکھ کر آپ کے والد نے اطمینان حاصل کیا اور اپنے آپ کو خلق خدا کی خدمت میں لگا دیا۔

حالات حضرت ابوالحسن خرقانیؒ:

نقل ہے کہ ایک دفعہ آپ کا ایک باغ سیلاب سے بہہ گیا جب سیلاب کا پانی کم ہوا تو سب چاندی ہی چاندی کا بنا ہوا تھا آپ نے توبہ کی دوسرے سال پھر ایسا ہی ہوا اب کے بار سب کچھ سونے کا بنا نظر آیا۔ مگر آپ نے پروانہ کی تیسرے سال پھر ایسا ہوا مگر اب لعل و جواہر پائے۔ آپ نے دیکھ کر کہا خداوند ابوالحسن ان چیزوں پر فریفتہ نہ ہوگا۔

Marfat.com

ایک دن شیخ آپ کے پاس آئے پانی سے بھرا طاس آپ کے پاس رکھا تھا۔ شیخ نے طاس میں ہاتھ ڈال کر زندہ مچھلی باہر نکال لی اور آپ کے سامنے رکھ دی۔ آپ نے اس مچھلی کو گرم تنور میں مع اپنے ہاتھ کے ڈال دیا اور کچھ دیر کے بعد مچھلی کو زندہ نکال لیا آپ کے ہاتھ کو آنچ تک نہ آئی۔ پھر فرمایا پانی سے زندہ مچھلی نکالنا آسان ہے یا تنور سے۔

فرماتے ہیں جب کوئی شخص کوئی حدیث بیان کرتا ہے تو میری آنکھیں اس وقت آنحضرت ﷺ کی آبرو مبارک پر لگی رہتی ہیں۔

ایک دفعہ شیخ ابو اسعید ابوالخیریؒ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ابو سعیدؒ نے کہا۔ اگر اجازت ہو تو کچھ پڑھیں۔ آپ نے فرمایا اگر چہ میں سماع نہیں سنتا لیکن خیر تمہاری مرضی ہے تو ایسے ہی سہی۔ غرض قوال نے ایک شعر پڑھا شیخ ابو سعید نے کہا اٹھنے کا وقت ہے۔ آپ فوراً کھڑے ہوئے تین بار آستین کو ہلایا اور زمین پر پاؤں مارا۔ اسی وقت تمام درو دیوارا اور مکان رقص میں آ گئے۔ آسمان وزمین آپ کے ساتھ رقص کرنے لگے۔ شیخ ابو سعید نے کہا بس کیجئے ورنہ تمام بنیاد خراب ہو جائے گی۔ شیخ نے فرمایا سماع اسی کے لئے درست ہے جو اوپر کی طرف عرش تک اور نیچے تحت اسریٰ تک جگہ کشادہ دیکھے۔

نقل ہے محمود غزنوی شیخ کی زیارت کے لئے خرقان پہنچا شہر کے باہر سے شیخ کی طرف پیغام بھیجا کہ سلطان غزنوی یہاں پہنچ گیا ہے گھر سے نکل کر استقبال کرو۔ اگر وہ انکار کریں تو اطیعو الله وا طیعو الرسول و اولو الا مرمنکم پڑھنا، چنانچہ قاصد نے ایسا ہی کیا مگر آپ نے پھر انکار کیا۔ اور کہا اطیعو اللہ میں ہی اس قدر ہوں کہ اطیعو الرسول تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہ بات سن کر محمود غزنوی نے کہا خدا کی قسم یہ شخص ان لوگوں میں ہر گز نہیں پھر اپنا لباس اور سواری ایاز کو دی اور ایاز کا لباس خود پہن کر اپنے آپ کو شیخ کے در ودولت پر پہنچایا۔ سلام کیا شیخ نے جواب دیا مگر تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوئے۔ نہ ہی کلام کیا۔ کیا وجہ ہے فرمایا سب تمہارا جال ہے میں اس میں نہیں پھنس سکتا۔ پھر محمود کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا باقی سب کو باہر نکال دیا۔ محمود نے کہا بایزیدؒ کی نسبت کچھ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ بایزیدؒ نے فرمایا جس نے مجھ کو دیکھا وہ شفاعت سے بے خوف ہو گیا۔ محمود نے کہا کیا بایزید پیغمبر خدا ﷺ سے بڑھ کر ہیں۔ ابو جہل اور ابولہب نے ان کو

Marfat.com

دیکھا مگر شفاعت نہ ہوئی۔ آپ نے فرمایا ادب کرو۔ پیغمبر خدا ﷺ کو سوائے ان چار صحابہ کرام کے کسی نے نہیں دیکھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے. ولھم ینظرون الیک و ھم لا یبصرون ۔ محمود کو یہ بات پسند آئی۔ عرض کی مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیں۔ فرمایا چار باتوں کا خیال رکھ ۔ ممنوعات سے پرہیز کرو، جماعت کے ساتھ نماز پڑھو، سخاوت کو شیوہ بناؤ، خلق خدا پر شفقت رکھو۔ پھر فرمایا اللہ تمہاری عاقبت کو محمود کر لے۔ محمود نے اشرفیوں کی تھیلی پیش کی۔ آپ نے فوراً جو کی خشک روٹی سامنے رکھ دی۔ محمود کھانے لگا تو حلق میں اٹکنے لگی تو محمود نے کہا حلق میں اٹکتی ہے۔ آپ نے فرمایا تم چاہتے ہو کہ تمہاری طرح یہ اشرفیوں کی تھیلی ہمارے حلق میں اٹکے۔ اٹھا لو ہم اس کے خواہش مند نہیں۔ پھر محمود نے فرمایا مجھے کوئی یادگار عنایت کریں۔ آپ نے پیراہن دیا۔ پھر رخصت کے وقت شیخ نے اٹھ کر تعظیم کی۔ محمود نے کہا آنے کے وقت آپ نے تعظیم نہیں کی، اب کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا تم اس وقت غرور شاہی میں آئے مگر اب انکساری اور درویشی کے ساتھ جاتے ہو۔ کہتے ہیں محمود نے سومنات کے میدان میں جب اپنی فوج کو بزدل دیکھا تو زمین پر سربسجود گر پڑے اور وہی پیراہن نکال کر رکھا۔ پھر دعا کی خداوندا اسی پیراہن والے طفیل فتح و نصرت عطا فرما۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ دعا کے بعد محمود اٹھا تو اس کی فوج کی حالت کچھ سے کچھ ہو چکی تھی۔ دفعتہً حملہ کیا اور میدان فتح کر لیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ شیخ فرماتے ہیں محمود تم نے ہمارے پیراہن کی آبرو درگاہ الٰہی میں کھو دی اگر تم چاہتے تو اس کی بدولت تمام کافر مسلمان ہو جاتے۔

فرماتے ہیں کہ عافیت تنہائی میں ہے اور سلامتی خاموشی میں۔ پھر فرمایا جس نے مجھ کو پہچان لیا دوست رکھا اس نے حق کو دوست رکھا اور جو شخص مردانِ خدا کی صحبت میں رہا گویا وہ اللہ کی صحبت میں رہا۔

فرماتے ہیں میں نے عبادت میں لطف پایا تو میری زبان توحید حق تعالیٰ میں کشادہ ہو گئی۔ اس وقت آسمان زمین کو اپنے گرد طواف کرتے دیکھا مگر افسوس خلقت اس سے ناواقف اور غافل ہے۔

فرماتے ہیں حق تعالیٰ قیامت کے دن ندا کرے گا۔ ابوالحسن ہمارا مہمان ہے۔ پھر

Marfat.com

فرمایا جس کسی نے حق تعالیٰ کے حوض کا پانی پیا اللہ کی زیارت زندگی میں یا بعد زندگی کی یا باتیں سنیں اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ قیامت میں اس سے حساب کتاب نہیں لیا جائے گا۔

فرماتے ہیں خداوند تو مجھ کو اپنے لئے پیدا کیا میں بھی تیرے لئے پیدا ہوا ہوں پس تو مجھ کو کسی مخلوق کا شکار نہ کر، تیرے بعض بندے نماز اور اطاعت کو دوست رکھتے ہیں، بعض جہاد، حج کو، بعض علم اور سجادہ کو۔ مگر مجھ کو صرف یہ عطا کر میری زندگی اور دوستی محض ترے لئے ہو۔

فرماتے ہیں حق تعالیٰ نے جواں مردوں کے دل پر ایک ایسا بوجھ رکھ دیا ہے اگر اس کا ذرہ مخلوق میں ڈال دیا جائے تو تمام خلقت اسی بوجھ کے نیچے فنا ہو جائے اور زمین پر اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جو اس کو یاد کرتے ہیں تو کائنات میں ایک تہلکہ برپا ہو جاتا ہے۔

فرماتے ہیں علم کی دو صورتیں ہیں ایک علم ظاہر اور دوسرا علم باطن۔ علم باطن کا حق تعالیٰ کے ساتھ ایک راز ہے جہاں تک خلق کی رسائی نہیں ہوتی۔ جب تک علم ظاہر کو ترک کر کے علم باطن اختیار نہ کیا جاوے۔

فرماتے ہیں جواں مردی ایک دریا کی مانند ہے: جس سے تین چشمے ہمہ وقت جاری رہتے ہیں اول سخاوت، دوم خلق اللہ پر شفقت سوم خلقت سے بے نیازی اور خدا کی طرف نیاز مندی۔

فرماتے ہیں صوفی کے ننا وے عالم ہیں ان میں سے ایک عالم عرش سے تحت الثریٰ تک ہے، مشرق سے لے کر مغرب تک ہے۔ باقی اٹھانوے عالموں کا کیا ذکر ہو سکتا ہے۔ پھر فرمایا صوفی بمنزلہ دن کی طرح ہیں جن کو آفتاب کی ضرورت نہیں۔ چاندنی رات کی مانند ہیں مگر چاند ستاروں سے بے نیاز ہیں۔

فرماتے ہیں راستے دو ہی ہیں ایک گمراہی کا دوسرا ہدایت کا۔ گمراہی کا راستہ بندہ سے لے کر خدا تک ہے اور ہدایت کا راستہ خدا سے لے کر بندے تک۔ جو شخص کہتا ہے میں اس تک پہنچ گیا وہ نہیں پہنچا اور گمراہ ہے لیکن جو یہ کہتا ہے میں وہاں تک پہنچا دیا گیا ہوں ہدایت پر ہے۔

فرماتے ہیں اگر کسی کے دل میں ماسوائے اللہ کے اور کوئی چیز ہے اور اگر وہ سراپا اطاعت ہو پھر بھی مردہ دل ہے۔

Marfat.com

فرماتے ہیں دین میں شیطان نے اتنا فتنہ نہیں پیدا کیا جتنا اول عالم حریص نے دوم زاہد جو بے علم ہے۔

فرماتے ہیں کوشش کرو اس جہاں سے کوچ کے وقت اپنے اوپر تین حالتیں دیکھو۔اول خوف الٰہی میں اپنے آنسو خون کی مانند دیکھو۔ دوم اس کی ہیبت سے اپنے پیشاب کو خون کی مانند دیکھو۔ سوم اس کی ہدایت میں تمہاری ہڈیاں اور جسم بالکل گداختہ ہو جائیں۔

فرماتے ہیں خلقت کی طاعت تین چیزوں سے ہوتی ہے۔ نفس، دل، زبان۔ اس لئے تینوں کی ہمیشہ خدا کی طرف مشغول رکھو۔

فرماتے ہیں چالیس سال سے میں اپنے لئے کھانا تیار نہیں کیا، ہمیشہ مہمانوں کے لئے کیا۔ اپنے آپ کو ان کا طفیلی سمجھتا ہوں کیوں تمام جہان کی نعمت کا لقمہ بنا کر مہمان کے منہ پر رکھ دیں تو بھی اس کے حق سے کم ہے۔ نقل ہے آپ کو بادنجان کھانے کی بہت خواہش تھی مگر نہ کھاتے تھے۔ ایک دن والد کے اصرار پر کھالی۔ اسی دن آپ کے صاحب زادے کو کسی نے قتل کر دیا اور اس کا سر آستانہ پر لٹکا دیا۔ جب آپ نے یہ حال دیکھا تو بلند آواز میں فرمایا ہاں ہم نے جو دیگ رکھی ہے اس میں سر کی بھی ضرورت ہے۔ پھر والد کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کیوں میں نہ کہتا تھا میرا معاملہ خدا کے ساتھ ایسا آسان نہیں تم کہتے ہو بادنجان کھالو۔

لوگوں نے پوچھا آپ کی مسجد اور دوسری مسجد میں کیا فرق ہے۔ فرمایا بروئے شریعت سب یکساں ہیں مگر بروئے معرفت اس مسجد کی حالت بہت طول ہے۔ میں دیکھتا ہوں دوسری مسجدوں سے ایک نور نکل کا آسمان کی طرف جاتا ہے مگر اس مسجد میں ایک نور کا قبہ بنا ہوا ہے اور آسمان سے نور الٰہی نکل کر اس طرف آتا ہے۔ فرماتے ہیں ایک روز ندا آئی حق تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص تمہاری مسجد میں آئے گا اس دوزخ حرام کر دی جائے گی۔

جب وفات کا وقت قریب آیا تو کہنے لگے کاش میرا یہ خون دل لوگوں کو چیر کر دکھا دیا جاتا تا کہ وہ جان لیتے اللہ کے ساتھ بت پرستی ٹھیک نہیں ہے۔ رحلت کے وقت وصیت کی بایزید کی قبر سے میری قبر تیس گز نیچے کھودنا کیوں کہ یہ زمین بسطام کی زمین سے نیچی ہے

Marfat.com

تا کہ بایزیدؒ کی قبر سے میری قبر اونچی نہ ہو اور بے ادبی نہ سمجھی جائے۔

حالات حضرت ابوبکر شبلیؒ:

آپ کے واقعہ کی ابتدا یوں مذکور ہے کہ ایک امیر بغداد آیا۔ بادشاہ کے دربار تک رسائی حاصل کی۔ واپس جانے لگا تو چھینک آئی، بادشاہ کی دی ہوئی خلعت سے ناک صاف کرنے لگا بادشاہ نے اسی وقت سخت ناراض ہو کر خلعت واپس لے لی اور اس کو نکال دیا۔

جب یہ حال شبلی کو معلوم ہوا تو خیال کیا جو شخص ایک انسان کی بخشی ہوئی خلعت کو خراب کرتا ہے اسے اس قدر ذلت و رسوائی اٹھانی پڑتی ہے مگر جو شخص حاکم الحاکمین کی عطا کی ہوئی خلعت کو خراب کرے گا کس قدر عتاب کا مستحق ہوگا۔ چنانچہ اسی وقت بادشاہ کے دربار میں گئے اور کہا اے بادشاہ باوجود مخلوق ہونے کے ادنیٰ عطا کی ہوئی خلعت کی بے ادبی گوارا نہیں کرتا پس خداوند کس طرح گوارا کر سکتا ہے کہ میں اس کی عطا کی ہوئی خلعت دوستی اور ولایت کو تجھ جیسے کی خدمت میں خراب کروں۔ یہ کہہ کر باہر نکل آئے۔ شاہی ملازمت ترک کر دی، توبہ کر لی، ایک خاص حالت طاری ہوگئی۔ چونکہ آپ شیخ جنیدؒ کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ جب آپ ان کی خدمت میں پہنچے تو کہا گوہر آشنائی کا پتہ آپ کے پاس دیا گیا ہے۔ یا بخش دیجئے یا بیچ ڈالیں۔ جنیدؒ نے کہا اگر بیچتا ہوں تو تم قیمت ادا نہ کر سکو گے۔ اگر بخش دوں تو بلا مشقت ہاتھ لگ جائے گی اور تم اس کی قدر نہ جان سکو گے اس لئے بہتر ہے کہ مردانہ وار اس دریائے بے نہایت میں کود پڑو تا کہ مشقت، صبر اور انتظار سے وہ گوہر تم کو بھی مل جائے۔ پھر عرض کیا کیا کروں، فرمایا ایک سال تک گندھک بیچو۔ سال کے بعد شیخ نے کہا اب ایک سال تک دریوزہ گری کرو۔ چنانچہ آپ ہر دروازے پر گئے مگر کسی نے کچھ نہیں دیا۔ سال کے بعد سارا حال عرض کیا۔ فرمایا تم نے اپنی قدر و قیمت خلقت کی نگاہ میں دیکھ لی، اب ان کا رخ نہ کرنا۔ اس کے بعد فرمایا چونکہ تم نے نہاوند میں شاہی ملازمت کے سلسلے میں حکومت کی ہے۔ اس لیے وہاں جا کر ہر ایک آدمی سے معافی مانگو۔ چنانچہ نہاوند تشریف لے گئے ہر گھر جا کر ہر انسان سے معافی مانگی۔ ایک شخص نہ مل سکا اس کے عوض

Marfat.com

ایک لاکھ درہم صدقہ کیا مگر دل کو قرار نہ آیا۔ چار سال بعد جواب ملا ابھی تم میں حکومت کی بو آتی ہے ایک سال اور گدائی کرو۔ فرماتے ہیں ہر سال گدائی کر کے شیخ کے پاس لے جاتا شیخ سب کچھ درویشوں اور فقیروں میں بانٹ دیتے اور مجھے بھوکا رکھتے۔ سال گزر جانے کے بعد فرمایا میں تم کو اس شرط پر اپنی خدمت میں رکھوں گا کہ درویشوں کی خدمت کرو۔ چنانچہ ایک سال تک خدمت کرتا رہا سال کے بعد پوچھا تمہاری قیمت تمہارے نفس کے خیال میں کس قدر ہے۔ عرض کیا خود کو کم ترین خلائق دیکھتا ہوں۔ فرمایا اب تمہارا ایمان درست ہوا ہے۔

شیخ جنیدؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے دیکھا جناب رسول اللہ ﷺ نے شبلیؒ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ شیخ نے آپ سے پوچھا کہ تم کیا کام کرتے ہو فرمایا میں شام کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھ کر ''لقد جاء کم رسول من انفسکم ...... رب العرش العظیم پڑھتا ہوں (یہ سورت توبہ میں ہے)

حالات حضرت ابو اسحٰق ابراھیم بن احمد الصوفی الخواصؒ:

فرماتے ہیں کہ ایک بار توکل پر جنگل میں جا رہا تھا ایک نوجوان نے سلام کر کے کہا آپ مجھ کو ہمراہی میں رکھ لیں وہ آتش پرست تھا۔ میں نے کہا جہاں میں جاتا ہوں وہاں تمہاری رسائی نہیں۔ اس نے کہا میں آتا ہوں فائدہ سے خالی تو نہیں چنانچہ رات دن ساتھ چلتے رہے۔ آٹھویں دن اس نے کہا میں سخت بھوکا ہوں اپنے خداوند سے گستاخی کرو۔ میں مناجات کی کہ خداوند بحق محمد علیہ الصلوٰۃ السلام مجھ کو اس کافر کے سامنے ذلیل نہ کر۔ اسی وقت قدرت الٰہی سے نہایت عمدہ کھانا سامنے آ گیا، جس کو ہم دنوں نے کھایا اور آگے چلے۔ آٹھ دن بعد پھر میں نے اس سے کہا اب تو بھی اپنی قدرت دکھا چنانچہ اس نے اپنی عصا زمین پر ٹیک کر کچھ کہا۔ چنانچہ دو طباق کھانے کے آ گئے۔ اس نے کہا کھاؤ میں خجالت کی وجہ سے نہ کھانا چاہا تب اس نے کہا کھاؤ گے تو دو خوش خبریاں سناؤں گا۔ ایک میرا زنار توڑ ڈالو اور اسلام سکھاؤ۔ پھر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ دوسری بشارت یہ کہ میں نے دعا کی اس بزرگ کے طفیل مجھ کو شرمندہ نہ کر۔ گویا آپ کی برکت سے

Marfat.com

یہ فتوح حاصل ہوئی۔ پس ہم دونوں نے کھایا اور وہ مکے پہنچ کا خانہ کعبہ کا مجاور بن گیا۔

حالات حضرت ابوعثمان سعید بن اسلام المغربیؒ:

فرماتے ہیں ذاکر کو لازم ہے وہ لا الہ الا اللہ کو اپنے علم میں شامل کر لے اور ہر نیک اور بد خیال کو اس کلمہ شریف کی طاقت سے دل سے نکال ڈالے۔ فرماتے ہیں جس شخص کو معرفت حق اور ذکر حق میں انس ہوتا ہے موت اس کے انس کو دور نہیں کر سکتی بلکہ پہلے سے سو گنا انس وراحت بڑھ جاتی ہے

فرماتے ہیں اس درگاہ میں دو باتیں رہبری کرتی ہیں۔ نبوت اور حدیث۔ نبوت تو ختم ہوگئی البتہ حدیث ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کا راستہ مجاہدہ وذکر ہے۔

فرماتے ہیں دوستی کی خوبی یہ ہے جو کچھ اپنے لئے چاہتے ہو وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے چاہو۔ مگر جو کچھ اس کے پاس ہے اس کی طمع ہرگز نہ کرو۔ اس کی جفا کو برداشت کرو عذر قبول کرو، اس کے ساتھ انصاف کرو مگر اس سے انصاف طلب نہ کرو۔ اس کی اطاعت کرو مگر اس سے اطاعت نہ کراؤ۔ اس کی نیکی یاد رکھو اپنی نیک کو نہ صرف حقیر جانو بلکہ بھول جاؤ۔

Marfat.com

اسلام سر چشمہ ہدایت ہے

جب انسان دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کے فرائض میں یہ شامل ہو جاتا ہے کہ وہ اسلام پھیلائے ۔حق کا بول بالا کرے ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسکا مقصد حیات ہو اور اس کا ہر عمل اسی سوچ کے ساتھ ہو کہ یہ عمل اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہے اور جس سے اللہ راضی ہو گیا اس کے درجات کا کیا کہنا اس نے تو دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کی خوشیاں اور سکون سمیٹ لیا۔

یوم حشر پر یقین ہی ہمیں نیکیوں کی طرف بلاتا اور برائیوں سے دور کرتا ہے۔آخرت میں وہی خوش نصیب ہوگا جس کے دل میں تقویٰ ہوگا۔یہی تقویٰ یعنی خوف خدا ہمیں نماز کی طرف بلاتا ہے ۔اس رحمٰن کی بندگی ہم کیوں کر نہ کریں جس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا۔ہمیں اسلام جیسا دین جو کامل ہے، جو اللہ کو پسند ہے، دیا اور ہمیں ایسی جامع تعلیمات دیں جو زندگی کے ہر دور پر محیط ہیں اس رب کریم سے جب مانگا اس نے عطا کیا۔دنیا میں مگن ہو گئے جو آزمائش ہے جو عارضی ہے جس پر فتنوں کا شمار نہیں ۔ان فتنوں سے بچنے کے لیے ایمان کے بعد پہلا حکم نماز ہے۔رب کریم نے بندے کو نماز کا اتنے تواتر کے ساتھ حکم دیا ہے کوئی اور حکم نہیں دیا۔ایمان لانے کے بعد مسلمان کا پہلا فریضہ ہی نماز ہے ۔مرنے کے بعد پہلا سوال ہی نماز کے بارے میں ہے۔ہم نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی مگر جب معافی مانگی اور اس نے معاف کیا۔غلطیوں پر غلطیاں کیں مگر اس رؤف رحیم نے ہمیں معاف کیا، آخر کب تک ؟ آخر کب تک یہ سلسلہ چلے گا ؟ ہر چیز کی ایک انتہا ہے اور جب کوتاہیاں انتہا سے بڑھ جائیں تو اس کا اپنے رب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہتا پھر وہ جو

Marfat.com

چاہے کرتا پھرے آخر ذلیل وخوار ہوکر رہے گا کیونکہ معافی کے دروازے خود پر بند کر چکا ہے۔

کیا آپ کو اپنی موت کا وقت معلوم ہے؟ اسی طرح کی کوتاہیوں سے دل پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ پھر ایمان کی روشنی، عقل ودانش کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تب دوسروں پر نکتہ چینی غیبت اور تنقید معمول کی باتیں نظر آتی ہیں جو نیکیوں کو گھن کی طرح کھا جاتی ہیں۔

نفس کو شیطان کے چنگل سے چھٹکارا دلانے کے لئے وہ کام کریں جو نفس پر بھاری پڑیں جیسے:۔

اپنے سارے کام چھوڑ کر نماز کی لئے دوڑنا۔

سردی کے موسم میں اٹھ کر صبح وشام وضو کرنا۔

بھوک کی شدت برداشت کرنا مگر روزہ رکھنا۔

حج کے دوران ساری تکالیف صبر واستقلال سے جھیلنا۔

حق کی سربلندی کے لئے باطل کے آگے سر نہ جھکانا۔

راہ خدا میں اپنی عزیز ترین چیز صدقہ کرنا بہترین صدقہ ہے۔

اپنی ساری جمع پونجی کسی کی حاجت روی پر خرچ کر دینا۔ اور اللہ کی رضا پر راضی اور خوش رہنا۔

انتہائی کٹھن وقت میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور شکر گزاری کرتے رہنا۔ ذکر الٰہی سے زبان کو ہر وقت تر رکھنا۔ یہی چند وہ کام ہیں جو مخالفت نفس کے دائرے میں آتے ہیں اور اللہ کی رضا مخالفت نفس ہی میں ہے۔ موافقت نفس میں نہیں۔ ہمیں اپنے نفس کو ذلیل کو خوار کرنا ہوگا اور اپنے پیارے رب کریم کو راضی کرنا ہوگا۔

☆لا الہ اللہ کی گونج

بخاری شریف میں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے جب حضرت عمرؓ کو کسی امر کے متعلق یوں کہتے سنا کہ ایک باران کے سامنے سے ایک خوبصورت شخص گذرا تو انہوں نے کہا یا تو میرا گمان غلط ہے یا یہ اب تک جہالت کے دین پر ہے یا یہ کسی

Marfat.com

زمانے میں کاہن تھا۔اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔لوگوں نے اس کو حاضر کیا۔حضرت عمرؓ نے اس کو وہی بات کہی اس نے کہا میں آج کے دن کا سا معاملہ کبھی نہیں دیکھا جو کسی مسلمان کو پیش آیا ہو۔

حضرت عمرؓ نے کہا میں تجھ کو چھوڑنے والا نہیں جب تک تو سچ سچ اپنا حال مجھ سے بیان نہ کرے۔وہ کہنے لگا بے شک میں جہالت کے زمانے میں کاہن تھا۔حضرت عمرؓ نے کہا اچھا کوئی عجیب بات تو بتا جو تیری شیطانی نے تجھ کو سنائی ہو۔اس نے کہا ایک دن میں بازار میں تھا اتنے میں میری شیطانی جناتی گھرائی ہوئی آئی ، کہنے لگی جنوں کو نہیں دیکھتا جب اوندھے آسمان سے لوٹا دیئے گئے تو کیسے خوف زدہ ناامید ہو رہے تھے اور اونٹنیوں اور ان کے پالان کی کملیوں سے مل گئے۔یہ سن کر حضرت عمرؓ کہنے لگے سوا سچ کہتا ہے میں بھی ان دنوں بتوں کے پاس سو رہا تھا اتنے میں ایک شخص گائے کا بچھڑا لے کر آیا۔اس کو وہاں ذبح کیا اس کے اندر سے ایسی زور کی آواز نکلی کہ ویسے زور کی آواز میں کہیں نہیں سنی وہ آواز یہ تھی۔اے دشمن ایک بات بتلاتا ہوں جس سے مراد مل جائے ایک فصیح (خوش بیان) یوں کہتا ہے ''لا الـه الا الـلـه'' یہ سنتے ہی جو لوگ وہاں موجود تھے چونک پڑے ، چل دیئے۔میں نے کہا میں تو نہیں جانے کا دیکھوں تو اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔پھر آواز آئی ، اے دشمن ایک بات بتلاتا ہوں جس سے مراد بر آئے۔ایک فصیح (خوش بیان) یوں کہہ رہا ہے۔''لا الٰه الا الله'' اس وقت میں کھڑا ہوا ، ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ لوگ کہنے لگے یہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں۔(رسول ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت جنوں ، شیطانوں سے چھپا دی گئی وہ اوندھے منہ لوٹا دیئے گئے۔)

حضرت زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص اخلاص کے ساتھ لا الـه الا الـلـه کہے وہ جنت میں داخل ہوگا'' لوگوں نے پوچھا اخلاص کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے بتایا ''اخلاص یہ ہے کہ کلمہ توحید پڑھنے کے بعد اللہ کی حرام کی ہوئی تمام چیزوں سے رک جائے'' مسند احمد میں رفاعہ جہنی کی جو روایت آئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔''جو بندہ صدق دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہین۔پھر سیدھے راستے پر چلے تو وہ

Marfat.com

جنت میں داخل ہوگا''۔

حضرت سفیان بن عبداللہ بیان کرتے ہین کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات بتلا دیجئے کہ آپ ﷺ کے بعد مجھے کسی سے دریافت نہ کرنی پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہو میں اللہ پر ایمان لے آیا پھر اس پر ثابت قدم رہو۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان)

☆ حضرت خضر کے بڑے جامع، خوب صورت دعائیہ کلمات۔

حافظ ابن عساکرؒ نے حضرت علیؓ سے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ رات کے وقت کعبہ کا طواف کرنے آیا تو دیکھا کہ ایک آدمی کعبہ کا غلاف پکڑے کہہ رہا تھا۔

''اے وہ ذات! جس کے لئے ایک آواز دوسری آواز کی سماعت کے لئے رکاوٹ نہیں۔ اے وہ ذات! جس سے مسائل سننے میں کوئی غلطی نہیں ہوتی جس کو آہ وزاری کرنے والوں کی آہ زاری اور سوال کرنے والوں کے سوال زچ نہیں کرتے۔ مجھے اپنی معافی کی ٹھنڈک اور رحمت کی مٹھاس نصیب فرما''۔

راوی کہتے ہیں میں نے اس سے کہا اپنے کلمات دہرا دیں اس نے پوچھا کیا تو نے وہ الفاظ سن لیے ہیں؟ میں نے کہا ہاں میں نے سن لئے۔

پھر اس نے کہا! ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں خضرؑ کی جان ہے۔ کوئی آدمی اگر فرض نماز کے بعد یہ الفاظ پڑھ لے تو اللہ اس کے گناہ معاف کر دے گا۔ اگر سمندر کی جھاگ، درختوں کے پتے اور ستاروں کی تعداد کے برابر بھی گناہ ہوں تو اللہ معاف کر دے گا۔ یہ انسان حضرت خضرؑ تھے جنہیں اللہ نے علم وحکمت سے نوازا۔

☆ اخلاق کے بارے میں قران کی آیت

بخاری شریف میں ہے۔ ہم نے ابو الیمان سے بیان کیا۔ کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے زہری سے کہا، مجھ کو عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے کہ عبداللہ بن عباسؓ نے

Marfat.com

کہا عینیہ بن حصن بن حذیفہ مدینہ میں آئے اور اپنے بھتیجے حر بن قیس بن حصن کے پاس اترے۔ حر بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جو حضرت عمرؓ کے مقرب (پاس بیٹھنے والے) تھے۔ حضرت عمرؓ کی عادت تھی وہ اپنا مقرب اسی کو بناتے جو قرآن کا قاری ہوتا۔ ایسے ہی لوگ ان کی مجلس میں اور مشورے میں شریک رہتے۔ بوڑھے اور جوان کی کوئی قید نہ ہوتی۔ خیر عنیہ بن حسن نے اپنے بھتیجے سے کہا بھتیجے تمہاری تو امیر المومنین تک رسائی ہے مجھے بھی اجازت لے کر ان کے پاس لے چلو۔ حر بن قیس نے عینیہ کو لانے کی اجازت مانگی، آپ نے دے دی۔ جب عینیہ حضرت عمرؓ کے پاس گئے تو کہنے لگے غضب ہے غضب لو سنو خطاب کے بیٹے نہ تو تم میں سخاوت ہے کہ ہم کو بہت داد و دہش کرتے نہ عدل و انصاف ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ غصے ہوئے۔ قریب تھا کہ عینیہ کو مار بیٹھیں اسی وقت حر بن قیس نے عرض کیا۔ امیر المومنین اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے خذ العفو و امر بالعرف و اعرض عن الجھلین۔ یہ شخص بھی جاہل ہے۔ آپ درگذر کیجئے۔ قسم خدا کی حضرت عمرؓ نے یہ آیت سنتے ہی اس پر عمل کیا اور حضرت عمرؓ اللہ کی کتاب پر پورا پورا چلتے ذرا بھی اس کے خلاف نہ کرتے۔ ہم سے یحییٰ بن موسیٰ (یا یحییٰ بن جعفر) انہوں نے کہا ہشام بن عروہ، انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عبداللہ بن زبیرؓ سے انہوں نے کہا یہ آیت اللہ نے اخلاق کے باب میں اتاری۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے تم ان پر رحم کرو جو زمین پر ہیں تم پر وہ رحم فرمائے گا جو آسمان پر (عظیم و کریم) ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابی درداءؓ سے روایت ہے جب میزان پر عمل تولے جائیں گے تو اچھا اخلاق وزن میں سب سے بھاری ہوگا۔ اس لئے اچھے اخلاق والا شخص روزہ دار اور نمازی کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مومنین میں سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جو ان میں اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہو۔ (ابوداؤد)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بلا شبہ مومن بندہ اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے راتوں رات نماز میں کھڑا رہنے والا اور دن بھر روزہ رکھنے والے

Marfat.com

آدمی کا درجہ پالیتا ہے (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۳۱، از ابوداؤد)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی توقیر نہ کرے اور امر بالمعروف نہ کرے اور نہی عن المنکر نہ کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۳، از ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر بن عاصؓ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محبوب شخص وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ (بخاری)

Marfat.com

قرآن مجید کے فضائل

⇦ حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

(مشکوۃ المصابیح ص۱۸۳ ج ا بحوالہ بخاری)

⇦ قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ کا ذکر زبان پر جاری رکھنے سے بہت منافع حاصل ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ سرور عالم نے حضرت ابوذرؓ کو چند وصیتیں فرمائیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ علیک القرآن و ذکر اللہ عزّو جلّ فانہ ذکر لک فی السماء و نور لک فی الارض یعنی تم تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کو اپنے اوپر لازم کرلو کیوں کہ اس سے آسمان پر تمہارا تذکرہ ہوگا اور زمین سے تمہارے لئے نور ہوگا۔

(مشکوۃ المصابیح ص ۴۱۵، ج ۲)

⇦ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز قرآن والے سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور جنت کے درجات چڑھتا جا کیوں کہ تیری منزل اس آیت کے پاس ہے جس کو تو سب سے آخر میں پڑھے۔ (مشکوٰۃ)

⇦ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا رشک صرف دو آدمیوں پر ہے ایک وہ جس کو خدا نے قرآن دیا سو وہ اس کو دن رات لگا رہتا ہے۔ نمازیں پڑھتا رہتا ہے، تلاوت کرتا ہے، اس پر عمل کرتا ہے، دوسرے وہ جس کو خدا نے مال دیا سو وہ اس میں سے دن رات رضائے مولا، میں خرچ کرتا ہے۔ (بخاری)

⇦ حضرت جبیر بن نفیرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے ایسی دو

Marfat.com

آیتوں پر سورہ بقرہ ختم فرمائی ہے جو اللہ نے مجھے اپنے خزانہ سے دی ہیں جو اس کے عرش کے نیچے ہے لہٰذا تم ان آیتوں کو سیکھو اور سکھاؤ یہ ذریعہ رحمت ہیں اور اللہ کی نزدیکی حاصل ہونے کا سبب اور سراپا دعا ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۸۹ بحوالہ دارمی)

(وہ آیتیں ہیں امن الرسول سے سورۃ بقرہ کے اختتام تک)

⇦ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قرآن پڑھا کرو قیامت کے روز لوگوں کے لیے سفارشی بن کر آئے گا۔ پھر فرمایا دو روشن سورتیں پڑھو، سورۃ البقرہ اور آل عمران کیوں کہ یہ دونوں قیامت کے دن دو سائبانوں کی طرح آئیں گی، پھر فرمایا سورۃ بقرہ پڑھو کیوں کہ اس کا حاصل کر لینا برکت اور اس کا چھوڑ دینا باعث حسرت ہے اور یہ باطل والوں کے بس کی نہیں۔ (مسلم شریف)

⇦ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورﷺ سے سنا جو ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لے اس کو جنت میں جانے کے لئے موت ہی آڑ بنی ہوئی ہے اور جو شخص اپنے بستر پر لیٹتے وقت پڑھ لے تو اللہ اس کے گھر میں اور پڑوسی کے گھر میں اور آس پاس کے گھروں میں امن رکھے گا۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

⇦ حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو آیتیں نازل فرمائی ہیں جن پر سورہ بقرہ ختم کہ ہے۔ جس کسی گھر میں تین رات پڑھی جائے تو شیطان اس گھر کے قریب نہ آئے گا۔ (ترمذی و دارمی)

⇦ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص روزانہ رات کو سورۃ واقعہ پڑھ لیا کرے اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا

(مشکوٰۃ شریف، ص ۱۸۹، بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

آپﷺ نے فرمایا جو شخص سورۂ واقعہ ہر رات پڑھے گا اسے کبھی فاقہ کی مصیبت نہ آئے گی۔ (تفسیر ابن کثیر، ص ۲۸۱، ج ۴)

⇦ حضرت عطاء بن ابی رباحؒ فرماتے ہیں مجھے یہ حدیث پہنچی کہ آپﷺ نے فرمایا جس نے دن کے اول حصہ میں سورۃ یٰسین پڑھ لی اس کی حاجتیں پوری کر دی جائیں گی۔

Marfat.com

(مشکوٰۃ شریف)

⇦ حضرت ابو سعدؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھ لی اس کے لئے دونوں جمعوں کے درمیان نور روشن رہے گا۔

(بیھقی فی الدعوات الکبیر)

⇦ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف میں ایک سورت ہے جس میں تیس آیات ہیں، اس نے ایک شخص کی یہاں تک سفارش کی کہ وہ بخش دیا گیا یہ سورت تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔

⇦ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اس سورت قل ھو اللہ احد سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا (ترمذی)

⇦ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان فرمایا کہ حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ روز آنہ ہزار آیت پڑھ لو۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کسے طاقت ہے کہ ہزار آیت پڑھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ سورۃ الھکم التکاثر پڑھ لو۔

(بیھقی فی شعب الایمان)

⇦ ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کون سے مجاہد کا بڑا اجر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جوان میں خدا کو بہت یاد کرتا ہو۔ پھر ان میں اس صاحب نے دریافت کیا کیا صالحین میں کسی کا بڑا اجر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سے جو اللہ کو بہت یاد کرتے ہو، پھر ان صاحب نے نمازیوں اور زکوٰۃ دینے والے، حاجیوں اور صدقہ دینے والوں کے متعلق بھی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے یہی جواب دیا۔ یہ سوال و جواب سن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے کہا کہ اے ابو حفص ذکر کرنے والے تو ہر بھلائی لے اڑے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔ (ترغیب)

⇦ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب لوگ اللہ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہوں اور ان کی غرض صرف رضا خدا ہو تو خدا آسمان سے آواز دیتا ہے۔ اٹھ جاؤ بخشے بخشائے میں نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔ (ترغیب)

Marfat.com

⇦ رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ روز قیامت اللہ ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جن کے چہروں پر نور ہوگا اور وہ موتیوں کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے اور یہ حضرات نہ نبی ہوں گے نہ شہید اور سب لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے۔ یہ سن کر اعرابی رسول ﷺ کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے اور عرض کیا حضرت ان کے اوصاف بتائیں تاکہ ہم ان کو پہچان سکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ حضرات ہوں گے (جن میں کوئی رشتہ ناتہ نہ ہوگا) جو مختلف قبیلوں، مختلف شہروں کے ہوں گے۔ اللہ کے لئے آپس میں محبت کرتے تھے اور اللہ کی یاد کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ (ترغیب)

⇦ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اسلام کی چیزیں تو بہت ہیں جن کی ذمہ داری بھی مجھ پر بہت ہے۔ سب کی ادائیگی بھی نہیں ہوتی لہذا مجھ کو ایک چیز بتائیں جس میں میں لگا رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تیری زبان ہمیشہ یاد خدا میں تر رہے۔ (مشکوٰۃ)

⇦ حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول ﷺ اپنے صحابہؓ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لائے۔ آپؐ نے ان سے دریافت کیا۔ یہاں کس چیز نے بٹھا رکھا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم بیٹھے ہوئے خدا کا ذکر کر رہے ہیں اور اس کی حمد کر رہے ہیں کہ اس نے ہم کو اسلام کی ہدایت دی اسکی وجہ سے ہم پر احسان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم کیا تم کو صرف اسی چیز نے بیٹھا رکھا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم کو صرف اسی چیز نے بیٹھا رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خوب سمجھ لو میں نے تم جھوٹا سمجھ کر قسم نہیں کھائی لیکن بات دراصل یہ ہے کہ میرے پاس جبرائیلؑ آئے اور مجھ کو یہ بتا گئے کہ اللہ فرشتوں کے سامنے تم کو فخراً پیش فرما رہے ہیں۔ (مسلم)

⇦ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز با جماعت پڑھے پھر سورج نکلنے تک بیٹھا ہوا اللہ کو یاد کرتا رہے پھر دو رکعتیں پڑھ لے تو اس کو پورے ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی)

⇦ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ سات شخص ایسے ہیں جن کو خداوند تعالیٰ اپنے سائے میں رکھے گا اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

Marfat.com

۱۔ منصف مسلمان بادشاہ۔

۲۔ وہ جوان جو اللہ کی عبادت میں پلا بڑھا۔

۳۔ وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے۔

۴۔ اور وہ دو شخص جنہوں نے آپس میں اللہ کے لئے محبت رکھی اور اسی پر ملاقات کی اور اسی پر جدا ہوئے۔

۵۔ وہ شخص جس کو کسی صاحبہ مرتبہ اور حسین عورت نے (بُرے کام) دعوت دی اور اس نے جواب دے دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

۷۔ وہ شخص جس نے داہنے ہاتھ سے صدقہ کیا اور اس کو پوشیدہ رکھا حتیٰ کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی نہیں جانتا کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔

۸۔ وہ شخص جس نے تنہائی میں خدا کو یاد کیا اور اس کے آنسو بہہ پڑے۔

(بخاری شریف)

⇦ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان اپنے گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کو یاد کرلے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے چلو یہاں نہ رات کو ٹھہر سکتے ہیں نہ کھا سکتے ہیں مگر جب انسان گھر میں داخل ہو اور اللہ کو یاد نہ کرے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے۔ ہم رات کو ٹھہرنے میں کامیاب ہو گئے پھر جب کھانا کھاتے وقت یاد نہ کریں تو کہتا ہے تم یہاں رات ٹھہرنے اور کھانا کھانے میں کامیاب ہو گئے۔ (مسلم)

⇦ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی بیٹھنے کی جگہ بیٹھا اور اس نے اس جگہ اللہ کا ذکر نہیں کیا تو اللہ کی جانب سے اس کا یہ بیٹھنا اس کے لئے نقصان کا سبب ہوگا اور جو شخص کسی جگہ لیٹا اور اس سے لیٹنے میں بھی اللہ کا ذکر نہیں کیا تو اس کا یہ لیٹنا اللہ کی جانب سے نقصان کا باعث ہوگا۔ (ابوداؤد شریف) اور جو شخص کسی جگہ چلا اور اس کے چلنے میں اللہ کا ذکر نہیں کیا تو اس کے لئے چلنا نقصان کا سبب ہوگا۔

(زادہ فی الترغیب)

⇦ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک درخت پر گذرے جس

Marfat.com

⇦ رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ روز قیامت اللہ ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جن کے چہروں پر نور ہوگا اور وہ موتیوں کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے اور یہ حضرات نہ نبی ہوں گے نہ شہید اور سب لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے۔ یہ سن کر اعرابی رسول ﷺ کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے اور عرض کیا حضرت ان کے اوصاف بتائیں تاکہ ہم ان کو پہچان سکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ حضرات ہوں گے (جن میں کوئی رشتہ ناتہ نہ ہوگا) جو مختلف قبیلوں، مختلف شہروں کے ہوں گے۔ اللہ کے لئے آپس میں محبت کرتے تھے اور اللہ کی یاد کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ (ترغیب)

⇦ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اسلام کی چیزیں تو بہت ہیں جن کی ذمہ داری بھی مجھ پر بہت ہے۔ سب کی ادائیگی بھی نہیں ہوتی لہذا مجھ کو ایک چیز بتائیں جس میں میں لگا رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تیری زبان ہمیشہ یاد خدا میں تر رہے۔ (مشکوٰۃ)

⇦ حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول ﷺ اپنے صحابہؓ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لائے۔ آپؐ نے ان سے دریافت کیا۔ یہاں کس چیز نے بٹھا رکھا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم بیٹھے ہوئے خدا کا ذکر کر رہے ہیں اور اس کی حمد کر رہے ہیں کہ اس نے ہم کو اسلام کی ہدایت دی اسکی وجہ سے ہم پر احسان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم کیا تم کو صرف اسی چیز نے بیٹھا رکھا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم کو صرف اسی چیز نے بیٹھا رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خوب سمجھ لو میں نے تم جھوٹا سمجھ کر قسم نہیں کھائی لیکن بات دراصل یہ ہے کہ میرے پاس جبرائیلؑ آئے اور مجھ کو یہ بتا گئے کہ اللہ فرشتوں کے سامنے تم کو فخراً پیش فرما رہے ہیں۔ (مسلم)

⇦ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز با جماعت پڑھے پھر سورج نکلنے تک بیٹھا ہوا اللہ کو یاد کرتا رہے پھر دو رکعتیں پڑھ لے تو اس کو پورے ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی)

⇦ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ سات شخص ایسے ہیں جن کو خداوند تعالیٰ اپنے سائے میں رکھے گا اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

Marfat.com

۱۔ منصف مسلمان بادشاہ۔

۲۔ وہ جوان جو اللہ کی عبادت میں پلا بڑھا۔

۳۔ وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے۔

۴۔ اور وہ دو شخص جنہوں نے آپس میں اللہ کے لئے محبت رکھی اور اسی پر ملاقات کی اور اسی پر جدا ہوئے۔

۵۔ وہ شخص جس کو کسی صاحبہ مرتبہ اور حسین عورت نے (بُرے کام) دعوت دی اور اس نے جواب دے دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

۷۔ وہ شخص جس نے داہنے ہاتھ سے صدقہ کیا اور اس کو پوشیدہ رکھا حتیٰ کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی نہیں جانتا کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔

۸۔ وہ شخص جس نے تنہائی میں خدا کو یاد کیا اور اس کے آنسو بہہ پڑے۔

(بخاری شریف)

⇦ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان اپنے گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کو یاد کرلے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے چلو یہاں نہ رات کو ٹھہر سکتے ہیں نہ کھا سکتے ہیں مگر جب انسان گھر میں داخل ہو اور اللہ کو یاد نہ کرے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے۔ ہم رات کو ٹھہرنے میں کامیاب ہو گئے پھر جب کھانا کھاتے وقت یاد نہ کریں تو کہتا ہے تم یہاں رات ٹھہرنے اور کھانا کھانے میں کامیاب ہو گئے۔ (مسلم)

⇦ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی بیٹھنے کی جگہ بیٹھا اور اس نے اس جگہ اللہ کا ذکر نہیں کیا تو اللہ کی جانب سے اس کا یہ بیٹھنا اس کے لئے نقصان کا سبب ہوگا اور جو شخص کسی جگہ لیٹا اور اس سے لیٹنے میں بھی اللہ کا ذکر نہیں کیا تو اس کا یہ لیٹنا اللہ کی جانب سے نقصان کا باعث ہوگا۔ (ابو داؤد شریف) اور جو شخص کسی جگہ چلا اور اس کے چلنے میں اللہ کا ذکر نہیں کیا تو اس کے لئے چلنا نقصان کا سبب ہوگا۔

(زادہ فی الترغیب)

⇦ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک درخت پر گذرے جس

Marfat.com

کے پتے سوکھے ہوئے تھے۔ آپ نے اس میں لاٹھی ماری جس کی وجہ سے پتے جھڑ گئے۔ آپ نے فرمایا الحمد اللہ ،سبحان اللہ ۔لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر بندے کے گناہوں کو اسی طرح گرا دیتا ہے جس طرح یہ پتے گر رہے ہیں۔ (ایضاً)

⇦ حضرت جابر سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: سب ذکروں سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ اور سب دعاؤں سے افضل دعا الحمد اللہ ہے۔ (ایضاً ابن ماجہ)

⇦ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز میرے ایک امتی کو تمام مخلوقات کے سامنے بلائیں گے پھر اس کے گناہوں کے ننانوے دفتر کھول دیں گے۔ ہر دفتر اتنی دور تک پھیلا ہوا گا جتنی دور تک نظر پہنچتی ہوگی۔ پھر اللہ اس سے فرمائے گا کیا ان لکھے ہوئے اعمال میں تو کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے لکھنے والے پہرہ دار نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟ وہ شخص عرض کرے گا اے رب میں منکر نہیں پہرے داروں نے ظلم نہیں کیا۔ رب العالمین ارشاد فرمائیں گے کیا تیرے پاس کچھ عذر ہے؟ وہ کہے گا نہیں اللہ فرمائیں گے ہاں ہمارے پاس تیری ایک نیکی موجود ہے۔ بے شک آج تجھ پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔ اس کے بعد ایک پرچہ نکالا جائے گا جس میں اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدًا عبدہ و رسولہ لکھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اپنے اعمال کا وزن دیکھو! وہ کہے گا اے رب ان دفتروں کے سامنے اس پرچہ کی کیا حقیقت ہے۔ اللہ فرمائے گا بے شک آج تم پر ظلم نہ ہوگا چنانچہ ان دفتروں کے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا سو سب دفتر اس پرچے کے مقابلے میں ہلکے ہو جائیں گے۔ (مشکوٰۃ)

⇦ ایک حدیث ہے لا حول و لا قوۃ الا باللہ جنت کے پودے ہیں۔ (رواہ احمد باسناد حسن کمافی الترغیب)

⇦ متعدد صحابہؓ سے ارشاد نبوی ﷺ منقول ہے کہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ ننانوے مرضوں کی دوا ہے۔ جس میں سب سے سہل غم ہے۔ (کنز العمال)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے بازار میں یہ کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ط

Marfat.com

تو اس کی دس لاکھ نیکیاں لکھ دیں گے اور اس کے دس لاکھ گناہ معاف فرمادیں گے۔ دس لاکھ درجات بلند ہوں گے اور اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیں گے۔(رواہ الترمذی و رواہ الحاکم فی المستدرک و ابن ماجہ و ابن ابی الدنیا)۔

● روز خواتین بازار جاتی ہیں کیوں نہ اپنے نامہ اعمال کو ہی درست کرتی جائیں اور جنت میں گھر بنوالیں کیا پتہ کب واپسی ہوتی ہے؟ اس کو اپنا معمول بنالیں تو ظاہر و باطن دونوں کی پاکی ہو جائے گی اللہ کی رضا ذکر الٰہی میں ہے اس ذکر کو بلند کریں اور اللہ کی رضا حاصل کریں۔

⇦ روایت ہے کہ ایک بار حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا میں سارے جہان کے درختوں کے پتوں کو گن سکتا ہوں، میں سمندروں میں جتنی جھاگ ہے میں اس کا شمار کر سکتا ہوں۔ میں صحرا میں ریت کے ذروں کی تعداد کا شمار کرسکتا ہوں۔ لیکن میں اس شخص پر اللہ کی رحمتوں کا شمار نہیں کرسکتا جو آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود پڑھتا تھا۔(ترمذی)

⇦ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ دُعا آسمان اور زمین کے درمیان لٹکی رہتی ہے ذرا بھی آگے نہیں بڑھتی جب تک اپنے رسول ﷺ پر درود نہ بھیجے۔(ترمذی)

⇦ حضرت انسؓ نے فرمایا، آپ کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز سے پہلے یہ دعا تین بار پڑھ لی جائے تو سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ط

ترجمہ میں ذات خدا سے بخشش کا طالب ہوں۔ نہیں کوئی معبود مگر وہی ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے اور میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔

⇦ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح اور مغرب کی نمازوں کے بعد کلام کرنے سے پہلے سو بار درود شریف پڑھ لے تو اللہ اس کی سو ضرورتیں پوری فرماتا ہے، تیس دنیا میں اور ستر آخرت میں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ط

Marfat.com

اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما

⇦ حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح اور مغرب کی نماز کے بعد تشہد کی حالت میں قبلہ رخ ہو کر مندرجہ ذیل دعا دس مرتبہ پڑھے تو اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی، دس برائیاں معاف ہوں گی، دس درجے بلند ہوں گے اور شام سے صبح اور صبح سے شام گناہوں سے محفوظ رہے گا۔ دعا یہ ہے۔

لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ط

⇦ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو فجر اور مغرب کی نمازوں کے بعد کسی سے بات کئے بغیر سات مرتبہ یہ دعا پڑھے تو دوزخ سے نجات مل سکتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ ط

(اے اللہ! مجھے دوزخ سے پناہ دے)

⇦ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک رات آپ ﷺ رات کو ہمارے پاس تشریف لائے اور میرے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان تشریف فرما ہو گئے کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک کی ٹھنڈک مجھے اپنے پیٹ میں محسوس ہوئی۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تم دونوں کو اس سے بہتر نہ بتا دوں جو تم نے مجھ سے سوال کیا؟ تم ایسا کیا کرو رات کو سونے کے لئے لیٹو تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو، یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔

(مشکوۃ شریف، ص ۲۰۹، از بخاری و مسلم)

⇦ ایک حدیث میں ہے کہ سرور عالم ﷺ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ اپنا ایمان تازہ کیا کرو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ ہم اپنا ایمان تازہ کیسے کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کثرت سے لا الہ الا اللہ پڑھ کرو۔ (الترغیب والترہیب)

● یہ کلام الٰہی پڑھنے میں تو بہت آسان ہیں لیکن منافع میں بہت بڑھ کے ہیں۔ نماز فجر اور مغرب کے بعد کی تسبیحات آپ کا تھوڑا سا وقت لیں گی مگر آپ کی ابدی زندگی کے

Marfat.com

لئے باعث نجات بنیں گی۔ وہی تھوڑا وقت آپ کے دن کے سارے وقت پر بھاری ہوگا یعنی میزان عمل میں۔ رات کو سوتے وقت آیت الکرسی پڑھ لیا اور سبحان اللہ، الحمد اللہ اور اللہ اکبر پڑھ لینا نہایت اجر وثواب کا باعث ہے۔ درود پاک اور لا الہ الا اللہ کا ورد زبان پر رکھنا کچھ مشکل نہیں لیکن بڑے فائدے کی بات ہے۔ کیوں نہ اللہ کو راضی کریں اللہ کی یاد میں اللہ کا ذکر کریں اور اس ذکر کو بلند کریں اس حدیث پر عمل کریں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا دنیا کے سارے غموں کو ایک غم میں بدل دو وہ ہے فکر آخرت اور دنیا کے غموں کے لئے اللہ کافی ہے اور جو دنیا کے جھمیلوں میں کھو کر بہت سارے غم پال لے تو اللہ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں وہ کسی گھاٹی میں گر کر ہلاکت کا شکار ہوا۔ (سنن ابن ماجہ: کتاب الایمان)

⇦ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کی کوئی چوٹی ہوتی اور قرآن کی چوٹی سورہ بقرہ ہے اور اس میں ایک (آیت الکرسی) تمام آیات قرآنی کی گویا سردار ہے۔ (جامع ترمذی)

⇦ مروی ہے کہ جو کوئی سورہ بقرہ رات کو پڑھے تو شیطان اس کے گھر میں تین رات تک داخل نہیں ہوتا اور جو کوئی دن میں پڑھے تو شیطان اس کے گھر میں تین دن داخل نہیں ہوتا۔ (حصن حصین)

⇦ حدیث شریف ہے کہ دو چمکتی سورتوں کی پڑھو، سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کیوں کہ یہ دونوں قیامت میں ایسی آئیں گی گویا دو ابر کے ٹکڑے ہیں یا دو سائبان ہیں یا پرندہ جانوروں کی دو ٹکڑیاں صف باندھے ہوئے۔ یہ دونوں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑیں گی۔ نقل کیا اس کو مسلم نے (حصن حصین)

⇦ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا آں حضرت ﷺ نے کہ تیس آیتوں یعنی سورہ ملک نے ایک شخص کی سفارش کی یہاں تک کہ وہ بخشا گیا۔ (ترمذی، نسائی)

⇦ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ سورہ ملک ہر مومن کے دل میں ہو۔ حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے اس سورہ کو پڑھ لیا کرتے تھے۔ (حصن حصین وتفسیر عزیزی)

Marfat.com

⇦ حضرت امیر خسروؒ تحریر فرماتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت سلطان المشائخ مولانا نظام الدین قدس سرہ کی خدمت میں جو حاضر ہوا تو تفسیر امام زاہدی پیش تھی۔ سورہ مزمل کی فضیلت کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ امام شافعیؒ نے حضرت امیر المومنین علیؓ سے روایت کی۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا، رمضان کی ۲۷ کو آپ ﷺ معہ اپنے اصحاب کے مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھے تھے اور پیغمبران گزشتہ کے قصص بیان فرما رہے تھے کہ جبرائیلؑ اور میکائیلؑ ایک لاکھ چوبیس ہزار مقرب فرشتوں کے ساتھ جو عرش کے گرداگرد رہتے تھے سورہ مزمل کو لائے جو نور کے قلم سے حریر کے کاغذ پر لکھی ہوئی تھی۔ رسول ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کو اعزاز و اکرام کے ساتھ ہاتھ میں لے کر بوسہ دیا۔ جبرئیلؑ نے فرمایا کیا حکم ہوتا ہے انہوں نے فرمایا اگر اس سورہ کو پہلے پیغمبروں کے عہد میں نازل کرتا تو ان میں سے ایک شخص بھی گناہ گار نہ ہوتا اس سب کو اس سورہ کی برکت سے بخش دیتا۔ اے محمد ﷺ تیری امت میں سے جو بندہ نماز فریضہ کے بعد پڑھے تو ہر حرف کے برابر سو ہزار بدی اس کے نامہ اعمال سے پاک کریں اور اسی قدر نیکی ثبت کریں اور وہ بندہ بہشت میں تیرے ساتھ جائے۔ اے محمد اس سورہ کے پڑھنے والے کو بہشت میں ہزار کوشک سبز دیں، ہزار کوشک لعل کے دیں اور ہر کوشک میں ہزار در ہزار حور العین دیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ دیا اے میری امت تم کو چاہئے کہ اس سورہ کو اپنا ورد بناؤ اور ہر روز دس مرتبہ اس کو پڑھو جو کوئی ایسا کرے گا اللہ تمام بدآدمیوں کے شر اور فقر کی آفت سے اس کو محفوظ رکھے اور وہ ہمیشہ اللہ کی پناہ میں رہے اس کو کوئی گزند نہ پہنچا سکے۔

⇦ اگر کسی دشمن سے ڈرے یا اس کے سوا دوسری چیز یعنی درندہ، جانوروں یا بیماری یا قرض یا جلنے، ڈوبنے وغیرہ کا خوف ہو تو سورہ قریش کا پڑھنا ہر برائی سے محفوظ رکھے گا (حصن حصین)

⇦ جب کسی مریض کی عیادت کرے تو یوں تسلی دے۔

ترجمہ: ''کچھ حرج نہیں انشاء اللہ یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے''

(بخاری، نسائی، عن ابن عباسؓ)

اور تکلیف کی وجہ سے جینا برا معلوم ہوتا ہو تو موت کی تمنا اور دعا ہرگز نہ کرے اگر دعا

Marfat.com

مانگنا ہو تو یوں مانگے۔

ترجمہ: ''اے اللہ تو مجھے زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لئے بہتر ہو اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو مجھے اٹھا لے''۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن سنی، عن عباسؓ)

Marfat.com

ذکر کے بارے میں قرآن پاک کا ارشاد

⇦ قرآن پاک میں ارشاد ہے:۔

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پاک ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے ان کے لئے ایسا عذاب تیار کر رکھا ہے جو ذلیل کر کے رکھ دے گا اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان کے کسی جرم کے بغیر تکلیف پہنچاتے ہیں انہوں نے بہتان طراز اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے اوپر لا دلیا ہے۔(سورۃ الاحزاب،۵۶ تا ۵۸)

قرآن مجید کی پہلی سورت سورۃ فاتحہ ہے جو ایک جامع دعا ہے۔

⇦ ''تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے جو سب پر مہربان، بہت مہربان ہے جو روز جزا کا مالک ہے (اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما۔ ان لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا ہے نہ کہ ان لوگوں کے راستے کی جن پر غضب نازل ہوا ہے اور نہ کہ ان کے راستے کی جو بھٹکے ہوئے ہیں۔ (سورۃ الفاتحہ،۱ تا ۷)

تفسیر:۔ عربی کے قاعدے سے رحمٰن کے معنی ہیں وہ ذات جس کی رحمت بہت وسیع ہو یعنی اس رحمت کا فائدہ سب کو پہنچتا ہو اور رحیم، معنی ہیں وہ ذات جس کی رحمت بہت زیادہ ہو یعنی جس پر ہو مکمل طور ہو۔ اللہ کی رحمت دنیا میں سب کو پہنچتی ہے۔ جس سے مومن کافر سب فیض یاب ہو کر رزق پاتے ہیں اور دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ آخرت میں

Marfat.com

اگرچہ کافروں پر رحمت نہیں ہو گی لیکن جس کسی پر (یعنی مومنوں پر) ہو گی مکمل ہو گی کہ نعمتوں کے ساتھ کسی تکلیف کو کوئی شائبہ نہ ہو گا۔

رحمٰن اور رحیم کے معنی میں جو یہ فرق ہے اس کو ظاہر کرنے کے لئے رحمٰن کا ترجمہ سب پر مہربان اور رحیم کا ترجمہ بہت مہربان کیا گیا ہے۔ اگرچہ آپ کسی عمارت کی تعریف کریں تو درحقیقت وہ اس کے بنانے والے کی تعریف ہوتی ہے۔ لہذا اس کائنات میں جس چیز کی تعریف کی جائے وہ بالآخر اللہ تعالیٰ کی ہی تعریف ہے کیوں کہ وہ چیز اسی کی بنائی ہوئی ہے۔ تمام جہانوں کا پروردگار کہہ کر اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ انسانوں کا جہان ہو یا جانوروں کا، جمادات کا جہان ہو نباتات کا، آسمانوں کا جہان ہو یا ستاروں کا، سیاروں اور فرشتوں کا سب کی تخلیق اور پرورش اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اور ان جہانوں میں جو کوئی چیز قابلِ تعریف ہے وہ اللہ کی تخلیق اور شانِ ربوبیت کی وجہ سے ہے۔ روز جزا کا مطلب ہے وہ دن جب تمام بندوں کو ان کے دنیا میں کئے گئے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ یوں روز جزا سے پہلے ہی کائنات کی ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے لیکن یہاں خاص طور پر روز جزا کے مالک ہونے کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہی انسانوں کو بہت سی چیزوں کا مالک بنایا ہوا ہے۔ یہ ملکیت اگرچہ ناقص اور عارضی ہے تاہم ظاہری ضرورت کے لحاظ سے ملکیت ہی ہے۔ لیکن قیامت کے دن جب جزا اور سزا کا مرحلہ آئے گا تو یہ ناقص اور عارضی ملکیتیں بھی ختم ہو جائیں گی۔ اس وقت ظاہری ملکیت بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی نہیں ہو گی۔ یہاں بندوں کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کا طریقہ سکھایا جا رہا ہے اور اسی کے ساتھ یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی قسم کی عبادت کے لائق نہیں ہر کام میں حقیقی مدد اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہیے کیوں کہ صحیح معنی میں کارساز اس کے سوا کوئی نہیں دنیا کے بہت سے کاموں میں بعض اوقات کسی انسان سے جو مدد مانگی جاتی ہے وہ اسے کارساز سمجھ کر نہیں بلکہ ایک ظاہری سبب سمجھ کر مانگی جاتی ہے۔

⇦ ''تم اپنے پروردگار کو عاجزی کے ساتھ چپکے چپکے پکارا کرو یقیناً وہ حد سے گذرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد برپا نہ کرو اور اس کی عبادت اس طرح کرو کہ دل میں خوف بھی ہو اور امید بھی۔ یقیناً اللہ کی رحمت نیک لوگوں سے قریب

Marfat.com

ہے۔''

(سورۃ الاعراف، ۵۵تا۵۶)

تفسیر: اس حد سے گزرنے میں یہ بات بھی داخل ہے کہ بہت اونچی آواز سے دعا مانگی جائے اور یہ بھی کہ ناجائز یا ناممکن چیز طلب کی جائے جو دعا کی بجائے (معاذ اللہ) مذاق بن جائے مثلاً یہ دعا میں بھی آسمان پر چڑھ جاؤں۔ کفار بعض اوقات آپ ﷺ سے اسی قسم کی دعائیں مانگنے کا مطالبہ کرتے تھے۔ زمین پر اللہ نے جب انسان کو بھیجا تو شروع میں نافرمانی کا کوئی تصور نہ تھا اور اسی طرح زمین کی اصلاح ہو چکی تھی جن جن لوگوں نے بعد میں نافرمانی کے بیج بوئے انہوں نے زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد مچایا۔ یہاں دعا کا صیغہ اکثر مفسرین کے نزدیک عبادت کے لئے آیا ہے۔ اسی لئے ہم نے اس کا ترجمہ عبادت ہی سے کیا ہے۔ سچی عبادت کی شان آیت مبارکہ میں یہ بتائی گئی ہے کہ عبادت کرنے والے کے دل میں اپنی عبادت پر ناز ہونے کی بجائے یہ خوف ہونا چاہئے کہ نہ جانے میں عبادت کا حق ادا کر سکا ہوں یا نہیں۔ دوسری طرف اسے اپنی عبادت کی کوتاہیوں سے مایوسی کی بجائے اللہ کی رحمت سے یہ امید بھی ہونی چاہیے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اسے قبول فرما ہی لے گا۔ یعنی اپنی کوتاہی کا خوف اور اللہ کی رحمت کی بنیاد پر امید دونوں کا امتزاج ہے جو کسی عبادت میں سچائی پیدا کرتا ہے۔

⇦ ''مومن تو وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کا دل ڈر جاتا ہے اور جب ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور ترقی دیتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔'' (سورۃ الانفال:۲)

⇦ ''جن کا حال یہ کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دلوں پر رعب طاری ہو جاتا ہے اور جو اپنے اوپر پڑنے والی ہر مصیبت پر صبر کرنے والے ہیں اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے ہیں''۔ (سورۃ الحج:۳۵)

⇦ ''اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، بے شک جو لوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں

Marfat.com

داخل ہوں گے'' (المومن:۶۰)

⇦ ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے۔ اور اللہ سے ڈرو یقین رکھو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے اور تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جانا جو اللہ کو بھول بیٹھے تھے، تو اللہ نے انہیں خود اپنے آپ سے غافل کر دیا، وہی لوگ ہیں جو نافرمان ہیں''۔ (سورۃ الحشر۔۱۸تا۱۹)

تفسیر: شیطان کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ شروع میں تو انسان کو کفر اور گناہوں پر اُکساتا ہے لیکن جب اس کے نتیجے میں اس کی بات ماننے والوں کو کسی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ ان سے بے تعلقی اختیار کر لیتا ہے۔ اس کا ایک واقعہ غزوۂ بدر کے سلسلے میں سورۃ انفال (۴۸) میں گذر چکا ہے اور آخرت میں تو وہ کافروں کی ذمہ داری لینے سے صاف مکر ہی جائے گا، جس کی تفصیل سورۃ ابراھیم (۲۲:۱۴) میں بیان ہوئی ہے۔ اسی طرح یہ منافق لوگ شروع میں تو یہودیوں کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے رہے لیکن جب وقت آیا تو مدد کرنے سے صاف مکر گئے۔

⇦ ''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحمت ہو اور اپنے رب کا صبح و شام ذکر کیا کرو۔ اپنے دل میں بھی عاجزی اور خوف کے (جذبات کے) ساتھ اور زبان سے بھی آواز بہت بلند کئے بغیر۔ اور ان لوگوں میں شامل نہ ہو جانا جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ یاد رکھو کہ جو (فرشتے) تمہارے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر کر کے منہ نہیں موڑتے اور اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔'' (سورۃ الاعراف،۲۰۴تا۲۰۶)

تفسیر: اس آیت نے بتادیا ہے کہ جب قرآن کریم کی تلاوت ہو رہی ہو تو اسے سننے کا اہتمام کرنا چاہئے البتہ تلاوت کرنے والے کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ ایسے مقامات پر بلند آواز سے تلاوت نہ کرے جہاں لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں۔ انسانوں کو اللہ کا ذکر کرنے کا جو حکم دیا جا رہا ہے اس میں (معاذ اللہ) اللہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کیوں کہ اول تو اللہ کسی مخلوق کی عبادت یا ذکر سے بے نیاز ہے دوسرے اس کی ایک بڑی مخلوق یعنی فرشتے ہر وقت اس کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔ انسانوں کو ذکر کا حکم ہے جس میں خود انسانوں کا

Marfat.com

فائدہ ہے۔ ذکر جب دل میں سما جائے تو شیطان کے تفرقات سے محفوظ کرتا ہے۔ اس کے ذریعے انسان گناہوں اور جرائم اور مظالم سے خود کو بچا سکتا ہے۔

⇦ ''چنانچہ جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو''۔

(سورۃ النحل: ۹۸)

تفسیر: پچھلی آیتوں میں نیک عمل کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ نیکی کے کاموں میں سب سے زیادہ خلل شیطان کے اثر سے پڑتا ہے۔ اس لئے اس کا یہ علاج بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت سے پہلے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ لی جائے یعنی ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھا جائے۔ تلاوت قرآن مجید کا ذکر خاص طور پر اس لئے فرمایا گیا ہے کہ قرآن کریم ہی تمام نیک کاموں کی ہدایت دینے والا ہے۔ لیکن شیطان سے پناہ مانگنا صرف تلاوت ہی کے ساتھ مخصوص نہیں۔ ہر نیک کام کے وقت پناہ مانگ لی جائے تو شیطانی اثرات سے حفاظت رہے گی۔

⇦ (اے پیغمبر) ماضی میں جو حالات گزرے ہیں ان میں سے کچھ واقعات ہم اس طرح تم کو سناتے ہیں اور ہم نے تمہیں خاص اپنے پاس سے ایک نصیحت نامہ عطا کیا ہے جو لوگ اس سے منہ موڑیں گے تو وہ قیامت کے دن بڑا بھاری بوجھ لادے ہوں گے۔

(سورۃ طٰہٰ، ۹۹ تا ۱۰۰)

تفسیر: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ تفصیل سے بیان فرمانے کے بعد اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی زبان مبارکہ پر اس جیسے واقعات کا جاری ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ﷺ ہیں اور جو آیات آپ تلاوت کر رہے ہیں وہ اللہ کی نازل کی ہوئی ہیں۔ اور جو لوگ اس نصیحت کی کتاب قرآن مجید سے منہ موڑیں گے یعنی نصیحت نہیں پکڑیں گے، غور و فکر نہیں کریں گے۔ لاپرواہی برتیں گے وہ گناہوں کا بڑا بوجھ اپنی کمروں پر لادے ہوئے ہوں گے۔

⇦ ''(اے پیغمبر) جو کتاب تمہارے پاس وحی کے ذریعے بھیجی گئی ہے، اس کی تلاوت کرو اور نماز قائم کرو۔ بے شک نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سب کو جانتا ہے''۔

Marfat.com

(سورۃ العنکبوت۔۴۵)

تفسیر: یعنی اگر انسان نماز کو نماز کی طرح اور اس کے مقصد پر دھیان دے تو وہ اسے بے حیائی اور ہر برے کام سے روکے گی، اس لئے انسان نماز میں سب سے پہلے تکبیر کہہ کر اللہ کی بڑائی کا اعلان اور اقرار کرتا ہے۔ جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے آگے کسی بات کو وقعت نہیں دیتا۔ پھر ہر رکعت میں وہ اللہ کے سامنے اس بات کا اقرار اور عہد کرتا ہے کہ یا اللہ میں آپ ہی کی بندگی کرتا ہوں اور آپ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔ لہٰذا جب اس کے بعد گناہوں کا خیال آئے تو اگر اس نے نماز دھیان سے پڑھی ہے تو اسے اپنا یہ عہد یاد آنا چاہیے، جو یقیناً اسے گناہ سے روکے گا۔ نیز وہ رکوع، سجدے اور نماز کی ہر حرکت وسکون میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے زبان حال سے اپنے آپ کو اللہ کا فرماں بردار بنا کر پیش کرتا ہے۔ اس لئے جو شخص نماز سوچ سمجھ کر اس طرح پڑھے جیسے پڑھنا چاہیے تو نماز یقیناً اسے برائیوں سے روکے گی۔

⇦ یہ (قرآن) سراپا ہدایت ہے اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کا انکار کیا ہے ان کے لئے بلا کا دردناک عذاب ہے۔ (سورۃ الجاثیہ:۱۱)

"کہ یہ بڑا باوقار قرآن ہے جو ایک محفوظ کتاب میں پہلے سے درج ہے۔ اس کو وہی لوگ چھوتے ہیں جو خوب پاک ہیں۔ یہ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا جا رہا ہے"۔ (سورۃ الواقعہ:۷۹تا۸۰)

⇦ تفسیر: راجح تفسیر کے مطابق اس سے مراد فرشتے ہیں اور کافروں کے اس اشکال کا جواب دیا جا رہا ہے کہ ہم یہ کیسے یقین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام کسی کمی زیادتی کے بغیر اپنی اصلی صورت میں ہمارے پاس پہنچ رہا ہے اور کسی شیطان وغیرہ نے اس میں کوئی تصرف نہیں کیا۔ اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ قرآن کریم لوح محفوظ میں درج ہے اسے پاک فرشتوں کے سوا کوئی اور چھو بھی نہیں سکتا۔ اگر چہ یہاں خوب پاک سے مراد فرشتے ہیں لیکن ان میں ایک اشارہ اس طرف بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح عالم بالا میں پاک فرشتے ہی اسے چھوتے ہیں اس طرح دنیا میں بھی انہی لوگوں کو چھونا چاہیے جو پاک حالت میں ہوں۔ چنانچہ قران کریم کو بغیر وضو کے چھونے کی ممانعت آئی ہے۔

Marfat.com

⇦ ''لوگو تمہارے پاس ایک ایسی چیز آئی ہے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک نصیحت ہے اور دلوں کی بیماری کے لے (منافق کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہوتی ہے) شفا ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت کا سامان ہے''۔ (سورۃ یونس:۵۷)

⇦ اور جو شخص خدائے رحمٰن کے ذکر سے اندھا بن جائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ (سورۃ الزخرف:۳۶)

تفسیر: اس سے معلوم ہوا کہ بے فکری کے ساتھ گناہ کئے جانے اور اس پر شرمندہ نہ ہونے کا ایک عذاب یہ ہوتا ہے کہ ایسے شخص پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے جو اسے نیکی کی طرف آنے نہیں دیتا اور گناہ کی طرف مگن رکھتا ہے۔

⇦ ''بے شک رات کا اٹھنا ہی ایک ایسا عمل ہے جس سے نفس اچھی طرح کچلا جاتا ہے اور بات بھی بہتر طریقے پر کہی جاتی ہے (۶) دن میں تو تم لمبی مصروفیت میں رواں دواں رہتے ہو۔ (۷) اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور سب سے الگ ہو کر پورے کے پورے اسی کے ہو رہو۔ (۸)'' (سورۃ المزمل:۶ تا ۸)

تفسیر: یعنی رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھنے سے انسان کے لئے اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پانا آسان ہو جاتا ہے اور رات کے وقت چونکہ شور وغل نہیں ہوتا اس لئے تلاوت و دعا ٹھیک ٹھیک اور حضور قلب کے ساتھ ادا ہوتی ہے۔ دن کے وقت یہ فائدے کم ہوتے ہیں۔ دن کے وقت دوسرے کاموں میں مصروفیت کا وقت ہوتا ہے اس لئے اس میں اتنی دلجمعی کے ساتھ عبادت مشکل ہے۔ ذکر میں دونوں باتیں داخل ہیں۔ زبان سے اللہ کا ذکر اور دل سے دھیان لگنا بھی۔ سب سے الگ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ سب سے تعلقات چھوڑ دو بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان سارے تعلقات پر اللہ کے تعلق کو غالب رکھو یہاں تک کہ دنیا کے تعلقات بھی اللہ ہی کے احکام کے مطابق اور اسی کے حکم کی تعمیل میں ہونے چاہئے۔ اس طرح وہ تعلقات بھی اللہ ہی کے لئے ہو جائیں گے۔

Marfat.com

زکوٰۃ وصدقات

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی حضرت زینبؓ کا بیان ہے کہ رسول ﷺ نے مستورات کو خطاب فرماتے ہوئے نصیحت کی کہ اے عورتو! صدقہ دو اگرچہ اپنے زیور ہی سے ہو کیوں کہ قیامت کے دن اکثر اہل دوزخ تم ہی ہو گی۔
(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶۰، بحوالہ ترمذی)

⇦ حضرت عمر بن شعیب اپنے والد اور دادا کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی اس کے ساتھ اس کی ایک لڑکی تھی۔ جس کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے موٹے کنگن تھے۔ آپ ﷺ نے عورت سے دریافت فرمایا تم اس زیور کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ عرض کیا نہیں فرمایا: تم یہ پسند کرتی ہو کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تم کو آگ کے دو کنگن پہنائے۔ یہ سن کر اس عورت نے وہ دونوں کنگن بچی کے ہاتھ سے نکالے اور بارگاہ رسالت میں پیش کر دیئے اور عرض کیا کہ یہ دونوں اللہ و رسول کے لئے ہیں۔ (ابوداؤد شریف ص ۲۱۸)

⇦ حضرت اسماءؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ (راہ خدا میں) خرچ کرتی رہو اور گن گن کر مت رکھنا ورنہ اللہ بھی تجھے گن گن کر دیں گے اور مال کو بند کر کے نہ رکھنا ورنہ اللہ اپنی بخشش روک دیں گے۔ جہاں تک ہو سکے تھوڑا بہت حاجت مندوں پر خرچ کرتی رہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶۴ بحوالہ بخاری و مسلم)

⇦ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ ایک عورت میرے پاس آئی اس کے ساتھ اس کی دو بچیاں تھیں، اس نے مجھ سے سوال کیا میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا۔ میں نے وہ کھجور اس کو دے دی اس نے کھجور کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا دو بچیوں کو دے دیا، اس

Marfat.com

کے بعد جیسے ہی میں نکلی آپ ﷺ تشریف لائے میں نے آپ کو پورا قصہ سنایا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص (مرد و عورت) لڑکیوں کی دیکھ بھال، پرورش میں مبتلا کیا گیا پھر اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ لڑکیاں آتش دوزخ سے بچانے کے لئے اس کے واسطے آڑ بن جائیں گی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص، ۴۲۱ بحوالہ بخاری و مسلم)

⇦ آپ ﷺ نے فرمایا: مسکین کو صدقہ دینا صرف ایک صدقہ ہے اور قرابت داری پر صدقہ کرنے سے دوہرا ثواب ہے کیوں کہ یہ صدقہ بھی ہے اور قرابت داری کے حقوق کی دیکھ بھال بھی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۱)

⇦ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے سب اعمال ختم ہو جاتے ہیں لیکن تین چیزوں کا نفع پہنچتا رہتا ہے۔ (۱) صدقہ جاریہ، (۲) ایسا علم جس سے لوگ نفع حاصل کرتے ہیں۔ (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص، ۱۳۲، از مسلم)

⇦ ایک حدیث میں ارشاد ہے: آپس میں ہدیہ لیا دیا کرو، کیوں کہ وہ کینوں کو دور کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص، ۲۶۱)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے دو پڑوسی ہیں۔ ان میں سے کس کو ہدیہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، دونوں میں جس کا دروازہ تم سے قریب ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ۱۷۱، بحوالہ بخاری شریف)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے صدقہ فطر ضروری قرار دیا (ہر اس شخص پر جس پر زکوٰۃ فرض ہے) غلام، آزاد، مرد، عورت ہر (نابالغ) چھوٹے، بڑے مسلمان کی طرف سے نماز عید کے لئے جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۶۰ بحوالہ بخاری و مسلم)

☆ صدقہ خیرات کا قرآن پاک میں حکم

یَآ یُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ ط

Marfat.com

وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (۲٦۷) (سورۃ البقرہ ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! جو کچھ تم نے کمایا ہو اور پیداوار ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہو اس کی اچھی چیزوں کا ایک حصہ اللہ کے رستے میں خرچ کیا کرو اور یہ نیت نہ رکھو بس ایسی خراب قسم کی چیزیں دیا کرو گے جو اگر کوئی دوسرا تمہیں دے تو نفرت کے مارے تم اس سے آنکھیں میچے بغیر نہ لے سکو اور یاد رکھو اللہ ایسا بے نیاز ہے کہ ہر قسم کی تعریف اسی کی طرف لوٹتی ہے۔

⇦ ''اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے پکا عہد لیا تھا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرو گے اور والدین سے اچھا سلوک کرو گے اور رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں، مسکینوں سے بھی اور لوگوں سے بھلی بات کہنا اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا (مگر پھر تم میں سے تھوڑے سے لوگوں کے سوا باقی سب (اس عہد سے) منہ موڑ کر پھر گئے۔ (سورۃ البقرۃ:۸۳)

⇦ ''اللہ وہ ہے جس نے باغات پیدا کئے جن میں سے کچھ (بیل دار ہیں) سہاروں سے اوپر چڑھائے جاتے ہیں اور کچھ سہاروں کے بغیر بلند ہوتے ہیں اور نخلستان اور کھیتیاں جن کے ذائقے الگ الگ ہیں اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور ایک دوسرے سے مختلف بھی۔ جب یہ درخت پھل دیں ان کے پھلوں کو کھانے میں استعمال کرو اور جب ان کی کٹائی کا دن آئے تو اللہ کا حق ادا کرو اور فضول خرچی نہ کرو۔ یاد رکھو وہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا''۔ (سورۃ الانعام:۱۴۱)

تفسیر: 'اللہ کا حق' سے مراد عشر ہے جو زرعی زمین پر واجب آتا ہے۔ مکی زندگی میں اس کی کوئی خاص شرح مقرر نہیں تھی بلکہ جب کٹائی کا وقت آتا تو کھیتی کے مالک کا فرض تھا کہ جو فقراء اس وقت موجود ہوں ان کو اپنی صوابدید کے مطابق کچھ دے دے۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد اس کے مفصل بیان آئے اور آنحضرت ﷺ نے اس کی یہ تفصیل بیان فرمائی کہ بارانی زمینوں پر پیداوار کا دسواں حصہ اور نہری پر بیسواں حصہ عزیزوں کا حق ہے یہ حق کٹائی کے وقت ادا کر دینا چاہیے۔

⇦ ''اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں وہ نیکی کی

Marfat.com

تلقین کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ اپنی رحمت سے نوازے گا۔ یقیناً اللہ اقتدار کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی مالک۔ (سورۃ التوبہ ۷۱)

⇦ ''اور انہی میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر وہ اپنے فضل سے ہمیں نوازے گا تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور یقیناً نیک لوگوں میں شامل ہو جائیں گے لیکن جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے نوازا تو اس میں بخل کرنے لگے اور منہ موڑ کر چل دیئے، نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے سزا کے طور پر نفاق ان کے دلوں میں اس دن تک کے لئے جما دیا ہے جس دن وہ اللہ سے جا ملیں گے۔ کیوں کہ انہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اور اس کی خلاف ورزی کی کیوں کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے''۔ (سورۃ التوبہ ۷۵ تا ۷۷)

تفسیر: حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص جس کا نام ثعلبہ بن حاطب تھا۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپ میرے مال دار ہونے کی دعا فرمائیں۔ آپ نے شروع میں فرمایا بہت زیادہ مال دار ہونا مجھے اپنے لئے بھی پسند نہیں ہے لیکن اس نے بار بار اصرار کیا اور یہ وعدہ بھی کیا کہ اگر میں مال دار ہو گیا تو ہر حق دار کو اس کا حق پہنچاؤں گا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے یہ حکیمانہ جملہ بھی ارشاد فرمایا کہ، تھوڑا مال جس کا تم شکر ادا کر سکو اس زیادہ مال سے بہتر ہے جس کا تم شکر ادا نہ کر سکو۔ اس پر بھی اس کا اصرار جاری رہا تو آپ ﷺ نے دعا فرما دی۔ چنانچہ وہ مال دار ہو گیا اور اس کے مال مویشی اتنے زیادہ ہو گئے کہ ان کی دیکھ بھال میں نمازیں چھوٹنے لگیں۔ پھر ان جانوروں کی زیادتی کی وجہ سے مدینہ منورہ سے باہر جا کر رہنے لگا۔ شروع میں جمعہ کے دن مسجد میں آ جاتا تھا پھر رفتہ رفتہ جمعہ کو بھی آنا چھوڑ دیا۔ جب آپ ﷺ کی طرف سے لوگ زکوٰۃ وصول کرنے اس کے پاس پہنچے تو اس نے زکوٰۃ پر پھبتیاں کسیں اور ٹال مٹول کر کے ان حضرات کو واپس بھیج دیا۔ اس آیت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

⇦ ''یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نمازیں قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور لوگوں کو نیکی تاکید کریں اور برائی سے روکیں اور تمام کاموں کا انجام اللہ

Marfat.com

ہی کے قبضے میں ہے'' (سورۃ الحج، ۴۱)

تفسیر: مسلمانوں کا مدینہ منورہ میں حکومت قائم کرنے اور کافروں کے لڑائی میں ان کی مدد کرنے کا مقصد یہ بیان کیا گیا کہ یہ لوگ زمین میں اقتدار حاصل کرنے کے بعد اپنی جان و مال سے اللہ کی عبادت خود بھی کریں گے اور دوسروں کو بھی نیکی کی تلقین اور برائی سے روکنے کا فریضہ انجام دیں گے۔ یہ آیت ایک اسلامی ریاست کے بنیادی اغراض و مقاصد بیان فرما رہی ہے۔

⇦ ''لہذا تم رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی۔ جو لوگ اللہ کی خوشنودی چاہتے ہیں ان کے لئے یہ بہتر ہے اور وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں''۔

(سورۃ روم: ۳۸)

تفسیر: پچھلی آیت میں بتایا گیا ہے کہ رزق تمام تر اللہ کی عطا ہے۔ اس لئے جو کچھ اس نے عطا فرمایا ہے وہ اسی کے حکم اور ہدایت کے مطابق خرچ ہونا چاہیے۔ لہذا اس میں غریبوں مسکینوں اور رشتہ داروں کے جو حقوق اللہ کے مقرر فرمائے ہیں وہ ان کو دینا ضروری ہیں۔ دیتے وقت یہ اندیشہ نہیں ہونا چاہیے کہ اس سے رزق میں تنگی آجائے گا کیوں کہ جیسا کہ پچھلی آیت میں ذکر ہے کہ رزق کی کشادگی اور تنگی اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔ وہ تمہیں حقوق کی ادائیگی کے بعد محروم نہیں کرے گا۔ چنانچہ آج تک نہیں دیکھا گیا کہ حق ادا کرنے کے بعد کوئی مفلس ہو گیا ہو۔

''جو لوگ اپنے مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ کوئی تکلیف پہنچاتے ہیں وہ اپنے پروردگار کے پاس اپنا ثواب پائیں گے نہ ان کو کوئی خوف لاحق ہو اور نہ کوئی غم پہنچے گا''۔ (سورۃ البقرہ: ۲۶۲)

''یقیناً وہ جو صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں ہیں اور انہوں نے اللہ کو قرض دیا ہے۔ اچھا قرض ان کے لئے اس صدقے کو کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور ان کے باعزت اجر ہے''۔ (سورۃ الحدید: ۱۸)

''تم نیکی کے مقام تک اس وقت تک ہرگز نہیں پہنچو کے جب ان چیزوں میں (اللہ کے لئے) خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہیں اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ اسے خوب جانتا

Marfat.com

ہے''۔(سورۃ آل عمران:۹۲)

تفسیر آیت نمبر ۲۶۷: سورۃ البقرہ میں یہ حکم گزرا ہے کہ صرف خراب اور ردی قسم کی چیزیں صدقے میں نہ دیا کرو بلکہ اچھی چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرو۔ اس آیت میں مزید آگے یہ کہا جارہا ہے کہ صرف یہی نہیں اچھی چیزیں اللہ کی خوشنودی کے لئے دو بلکہ جن چیزوں سے تم کو زیادہ محبت ہے ان کو اللہ کی راہ میں نکال دو تاکہ صحیح معنوں میں اللہ کے لئے قربانی کا مظاہرہ ہو سکے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہؓ نے اپنی سب سے پسندیدہ چیزیں صدقہ کرنی شروع کر دیں جس کے بہت سے واقعات حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں (ملاحظہ ہو معارف القرآن جلد دوم ص:۱۰۷، ۱۰۸)

''نیکی بس یہی نہیں ہے کہ اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر اور اللہ کی کتابوں پر اور اس کے نبیوں پر ایمان لائیں اور اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دیں اور غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں اور جب کوئی عہد لیں تو اسے پورا کرنے کے عادی ہوں اور تنگی اور تکلیف میں، نیز جنگ کے وقت، صبر واستقلال کے خوگر ہوں۔ ایسے لوگ جو سچے (کہلانے کے مستحق) ہیں یہی لوگو ہیں جو متقی ہیں'' (سورۃ البقرہ:۱۷۷)

ان تبدو ا لصدقت فنعما هی ج و ا ن تخفو ها و تو تو ها الفقر آء فهو خير لكم ط ويكفر عنكم من تسياتكم ط والله بما تعملون خبير (۲۷۱) (سورہ البقرہ)

ترجمہ: اگر تم صدقات ظاہر کر کے دو تب بھی اچھا ہے اور اگر ان کو چھپا کر دو تب تمہارے حق میں کہیں بہتر ہے اور اللہ تمہاری برائیوں کا کفارہ کردے گا اور اللہ تمہارے تمام کاموں سے پوری طرح باخبر ہے۔

تشریح نیک نیتی کے ساتھ اگر تم اللہ کی راہ میں مال دو بے شک اس مال کو ظاہر کر دو تب بھی اللہ قبول کرتا ہے۔ ہاں اگر مال اس طریقے سے جیسے ایک ہاتھ کو دو دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو تو یہ بہت بڑی نیکی ہے اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ کسی غریب کی ایسے مدد کرو کہ اس کی انا کو ٹھیس نہ پہنچے۔ اس کی رزق روزی کا بندوبست چوری چھپے کرنا کہ دوسروں کو

Marfat.com

کانوں کان خبر نہ ہو۔ یہ نیکیاں ان کے گناہوں کو مٹا دیں گی۔

لِلفُقَراءِ الذین اُحصُرو......ال خ (سورۃ البقرہ۲:۲۷۳)

ترجمہ: (مالی امداد کو بطور خاص) مستحق وہ فقراء ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں اس طرح مقید کر رکھا ہے کہ وہ (معاش کی تلاش میں) زمین پر چل پھر نہیں سکتے۔ کیوں کہ وہ اتنے پاک دامن ہیں کہ کسی سے سوال نہیں کرتے۔ تم ان کے چہروں کی علامت سے ان (کی اندرونی حالت) کو پہچان سکتے ہو مگر وہ لوگوں سے لگ لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔

تشریح: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت اصحاب صفہؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ وہ صحابہ تھے جنہوں نے اپنی زندگی علم دین حاصل کرنے کے لئے وقف کر دی تھی اور آنحضرت ﷺ کے پاس مسجد نبوی سے متصل ایک چبوترے میں آپڑے تھے طلبِ علم کی وجہ سے کوئی معاشی مشغلہ اختیار نہ کرتے تھے مگر مفلسی کی سختیاں ہنسی خوشی برداشت کرتے تھے۔ کسی سے مانگنے کا سوال ہی نہیں تھا۔ ایسے لوگ امداد کے مستحق ہیں جو ایک نیک مقصد سے پوری امت کے فائدے کے لئے مقید ہو کر رہ گئے ہوں۔ اور سختیاں جھیلنے کے باوجود اپنی ضرورت کسی کے سامنے ظاہر نہیں کرتے۔ (اور آج کے دور میں امداد کے مستحق وہ دینی مدارس بھی ہیں جو اللہ کے حکم سے اللہ کے بندے بغیر کسی لالچ کے چلا رہے ہیں مقصد صرف اللہ کی رضا ہے۔)

⇦ اللہ کو قرض دینا:

من ذالذی یقرض اللہ ....ال خ (۲۴۵) (سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: کون ہے جو اللہ کو اچھے طریقے پر قرض دے تا کہ وہ اسے اس کے مفاد میں اتنا بڑھائے کہ وہ بدر جہا زیادہ ہو جائے؟ اور اللہ ہی تنگی پیدا کرتا ہے اور وہی وسعت دیتا ہے اور اسی کی طرف تم سب کو لوٹایا جائے گا۔

تفسیر: اللہ کو قرض دینے سے مراد اللہ کے رستے میں خرچ کرنا ہے اس میں غریبوں کی امداد بھی شامل ہے اور جہاد کے مقاصد میں خرچ کرنا بھی، اسے قرض مجازاً کہا گیا ہے۔

Marfat.com

کیوں کہ اس کا بدلہ ثواب کی صورت میں دیا جائے گا اور اچھے طریقے کا مطلب یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کو راضی کرنے کے لئے دیا جائے دکھاوا یا دنیا میں بدلہ لینا مقصود نہ ہو اور اگر جہاد کے لئے یا کسی غریب کی مدد کے طور پر قرض ہی لیا جائے تو اس پر کسی سود کا مطالبہ نہ ہو۔ کفار اپنی جنگی ضروریات کے لئے سود پر قرض لیتے تھے۔ مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے اول تو وہ قرض کی بجائے چندہ دیں اور اگر قرض ہی دیں تو اصل سے زیادہ کا مطالبہ نہ کریں اگر چہ دنیا میں تو انہیں سود نہیں ملے گا لیکن آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کا ثواب اصل سے بدرجہا عطا فرمائیں گے۔ جہاں تک اس خطرے کا تعلق ہے کہ اس طرح خرچ کرنے سے مال میں کمی ہو جائے گی۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ تنگی وسعت اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔ جو شخص اللہ کے دین کی خاطر اپنا مال خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے تنگی پیش آنے نہیں دیں گے۔ بشرطیکہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرے۔

⇦ ریا کاری یا احسان جتانا:

یایھا الذین امنو لا تبطلو ....ال خ (۲۶۴) (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر اس شخص کی طرح ضائع مت کرو جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ چنانچہ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک چکنی چٹان پر مٹی جمی ہو پھر اس پر زور کی بارش پڑے اور اس مٹی کو بہا کر چٹان کو چکنی بنا چھوڑے۔ ایسے لوگوں نے جو کمائی کی ہوتی ہے وہ ذرا بھی ان کے ہاتھ نہیں لگتی۔ اور اللہ (ایسے) کافروں کو ہدایت نہیں پہنچاتا۔ (۲۶۴)

تفسیر: چٹان پر اگر مٹی جمی ہو تو یہ امید ہو سکتی ہے کہ اس پر کوئی چیز کاشت کر لی جائے لیکن بارش مٹی کو بہا لے جائے تو چٹان کے چکنے پتھر کاشت کے قابل نہیں رہتے۔ اس طرح صدقہ خیرات سے آخرت کے ثواب کی امید ہوتی ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ رعا کاری یا احسان جتانے کی خرابی لگ جائے تو صدقے کو بہا لے جاتی ہے اور ثواب کی کوئی امید نہیں رہتی۔

Marfat.com

⇦ سود یا ربا:

الذین یا کلون الربوٰ ....ال خ (۲۷۵) (سورۃ البقرہ)

ترجمہ جولوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت میں) اٹھیں گے تو اس شخص کی طرح اٹھیں گے جیسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔ یہ اس لئے ہوگا کہ انہوں نے کہا تھا کہ ''بیع بھی سود ہی طرح ہوتی ہے'' حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کہا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے لہٰذا جس شخص کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آ گئی وہ (سودی معاملات سے) باز آ گیا تو ماضی میں جو کچھ ہوا وہ اسی کا ہے اور اس (کی باطنی کیفیت) کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جس شخص نے لوٹ کر پھر وہی کام کیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

تفسیر: سود یا ربا اس زیادہ رقم کو کہا جاتا ہے جو کسی سے طے کر کے وصول کی جائے مشرکین کا کہنا تھا کہ جس طرح ہم کوئی سامان فروخت کر کے نفع کماتے ہیں اور اس کو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اسی طرح اگر قرض دے کر کوئی نفع کمائیں تو کیا حرج ہے؟ ان کے اس اعتراض کا جواب تو یہ تھا کہ سامان تجارت کا مقصد ہی یہ تھا کہ اسے بیچ کر نفع کمایا جائے لیکن نقدی اس کام کے لئے نہیں بنائی گئی کہ اسے سامان تجارت بنا کر نفع کمایا جائے۔ وہ تو ایک تبادلے کا ذریعہ ہے تاکہ اس کے ذریعہ اشیائے ضرورت خریدی اور بیچی جا سکیں۔ نقدی کا نقدی سے تبادلہ کر کے اسے بذات خود نفع کمانے کا ذریعہ بنا لیا جائے تو اس سے بے شمار مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔ اس کی تفصیل دیکھنی ہے تو ربا کے موضوع پر مفتی محمد تقی عثمانی کو فیصلہ ملاحظہ فرمایئے جو انہوں نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں لکھا تھا۔ اس کا اردو ترجمہ بھی ''سود پر تاریخی فیصلہ'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے) لیکن اللہ تعالیٰ نے یہاں بیع اور سود کے درمیان فرق کی تفصیل بیان کرنے کی بجائے ایک حاکمانہ جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے تو ایک بندے کا کام یہ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حکم کی حکمت اور اس کا فلسفہ پوچھتا پھرے اور گویا عملاً یہ کہے کہ جب تک مجھے اس کا فلسفہ سمجھ میں نہیں آ جائے گا میں اس حکم پر عمل نہیں کروں گا۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں یقیناً کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔ ضروری نہیں کہ وہ ہر شخص کی سمجھ میں

Marfat.com

آجائے لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے تو اس کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کرنا چاہیے۔اس کے بعد اگر کوئی شخص مزید اطمینان کے لئے یہ حکمت و فلسفہ سمجھنے کی کوشش کرے تو کوئی حرج نہیں لیکن اس پر اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کو موقوف رکھنا ایک مومن کا طرز عمل نہیں۔

⇦ میں ہوں تیرا مال تیرا جمع کیا ہوا خزانہ:

ولا یحسبن الذین یبخلون........ال خ (۱۸۰) (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: ''اور جو لوگ اللہ کے دیئے ہوئے (مال) میں بخل سے کام لیتے ہیں وہ ہرگز نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لئے کوئی اچھی بات ہے اس کے برعکس یہ ان کے حق میں بہت بری بات ہے۔جس مال میں انہوں نے بخل سے کام لیا ہوگا۔قیامت کے دن وہ ان کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا اور سارے آسمان و زمین کی میراث صرف اللہ ہی کے لئے ہے جو عمل تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔''

تفسیر: وہ بخل جسے حرام قرار دیا گیا ہے یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ خرچ کرنے کا حکم دیں انسان وہاں خرچ نہ کرے مثلاً زکوٰۃ نہ دے۔ایسی صورت میں جو مال انسان بچا کر رکھے گا۔قیامت کے دن اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔حدیث میں اس کی تشریح آنحضرت ﷺ نے یہ فرمائی ہے کہ ایسا مال ایک زہریلے سانپ کی شکل میں منتقل کر کے اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا جو اس کی باچھیں پکڑ کر کہے گا: میں ہوں تیرا مال! میں ہوں تیرا جمع کیا ہوا خزانہ!

⇦ نیک عمل گناہوں کو مٹاتا ہے:

ان تجتنبوا کبائر........ال خ (۳۱) (سورۃ النسآء)

ترجمہ اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرو جن سے تمہیں تو روکا گیا ہے تو تمہاری چھوٹی برائیوں کا ہم کفارہ کر دیں گے اور تم کو ایک باعزت جگہ میں داخل کریں گے (۳۱)

تفسیر: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان گناہ کبیرہ سے پرہیز رکھے تو اس کے

Marfat.com

چھوٹے چھوٹے گناہوں کو اللہ تعالیٰ خود ہی معاف فرماتے رہتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نیک عمل مثلاً وضو، نماز، صدقات وغیرہ سے گناہ صغیرہ معاف ہوتے رہتے ہیں۔

(یہ منافق وہی ہے) جو خوشی سے صدقات کرنے والوں کو بھی طعنے دیتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی جنہیں اپنی محنت (کی آمدنی) کے سوا کچھ اور میسر نہیں ہے اس لئے وہ ان کا مذاق اڑاتا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے (اے نبی!) تم ان کے لئے استغفار کرو یا نہ کرو اگر تم ان کے لئے ستر مرتبہ بھی استغفار کرو گے تب بھی اللہ انہیں معاف نہیں کرے گا یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کر رویہ اپنایا ہے اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں پہنچاتا (سورۃ التوبہ ۷۹ تا ۸۰)۔

تفسیر: آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو صدقات نکالنے کی ترغیب دی تو ہر مخلص مسلمان نے اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ لا کر پیش کیا۔ منافقین خود تو اس کارِ خیر میں کیا حصہ لیتے مسلمانوں کو طعنے دیتے رہتے تھے۔ اگر کوئی شخص زیادہ مال لے کر آتا تو کہتے یہ تو دکھاوے کے لئے صدقہ کر رہا ہے اگر کوئی غریب مزدور اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی سے تھوڑا سا صدقہ لے کر آتا تو کہتے یہ کیا چیز اٹھا لایا ہے؟ اللہ اس سے بے نیاز ہے۔ صحیح بخاری اور حدیث و تفسیر کی دوسری کتابوں میں ایسے بہتے سے واقعات مروی ہیں لیکن اس جگہ غالباً وہ موقع مراد ہے جب آپ ﷺ نے غزوہ تبوک کے لئے چندہ جمع کرنے کی ترغیب دی تھی۔ درمنثور (ج ۴، ص: ۲۲۶) میں ایک روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

اللہ ان مذاق اڑانے والوں کو مذاق اڑانے کی سزا دے گا۔

Marfat.com

صلہ رحمی

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ پسند ہو کہ اللہ اس کی عمر دراز کرے اور اس کا رزق بڑھائے اس کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے (درمنثور، ص ۱۷۳، ج ۴، از بیہقی)

⇦ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ ایک شخص اپنی والدہ کو کمر پر اٹھائے ہوئے طواف کر رہا تھا۔ اس نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ کیا میں نے اس طرح خدمت کر کے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایک سانس کا بھی حق ادا نہیں ہوا۔ (تفسیر ابن کثیر، ص ۳۵ ج ۳)

⇦ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان فرمایا کہ سب کاموں میں اللہ کو کون سا کام زیادہ پیارا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بروقت نماز پڑھنا (جو وقت مستحب ہو) میں نے عرض کیا اس کے بعد سب سے زیادہ کون سا عمل محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرنا میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا عمل سب سے زیادہ پیارا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۵۸، از بخاری و مسلم)

⇦ حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماں باپ کے ستانے کے علاوہ تمام گناہ ایسے ہیں جن میں اللہ جس کو چاہتا ہے معاف فرما دیتا ہے اور ماں باپ کو ستانے کا گناہ ایسا ہے کہ اس گناہ کے کرنے والے کو اللہ موت سے پہلے دنیا میں ہی سزا دے دیتے ہیں (مشکوٰۃ ص ۴۳۱ عن البیہقی فی الشعب)

⇦ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا بڑے بڑے گناہ یہ ہیں۔

Marfat.com

۱۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔

۲۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔

۳۔ کسی جان کو قتل کردینا۔

۴۔ جھوٹی قسم کھانا۔ (مشکوٰۃ، از بخاری)

⇦ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خاندان کے لوگ جب آپس میں صلہ رحمی کرتے ہیں تو اللہ ان پر رزق جاری فرماتے ہیں اور یہ رحمٰن کی حفاظت میں رہتے ہیں۔

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جن طاعت کا بدلہ جلد دے دیا جاتا ہے ان میں سب زیادہ جلدی بدلہ دلانے والا عمل صلہ رحمی ہے اور اس عمل کا یہ نفع یہاں تک ہے کہ ایک خاندان کے لوگ فاجر یعنی بدکار ہوتے ہیں پھر بھی ان کے مالوں میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔ ان کے افراد کی تعداد بڑھتی رہتی ہے جبکہ وہ صلہ رحمی کرتے رہتے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ جلد سے جلد عذاب لانے والی چیز ظلم اور جھوٹی قسم ہے۔ پھر فرمایا جھوٹی قسم مال کو ختم کردیتی ہے۔ آباد شہر کو کھنڈر بنادیتی ہے۔

(درمنثور، ص ۱۷۷، ج ۴)

⇦ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بدلہ اتار دے وہ صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جب اس سے قطع رحمی کا برتاؤ کیا جائے تو صلہ رحمی کا برتاؤ کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۴۱۹، از بخاری)

⇦ حضرت عقبہ بن عامرؓ نے بیان فرمایا کہ حضور ﷺ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے جلدی سے آپ کا دست مبارک پکڑ لیا اور آپ ﷺ نے بھی جلدی سے میرا ہاتھ پکڑ لیا پھر فرمایا اے عقبہؓ! کیا میں تمہیں دنیا اور آخرت والوں کے افضل اخلاق نہ بتادوں؟ پھر خود فرمایا جو تجھ سے قطع تعلق کرے اس سے تعلق جوڑے رکھ۔ جو شخص تجھے محروم کرے تو اسے دیا کر جو شخص تجھ پر ظلم کرے اس کو معاف کردیا کر۔ پھر فرمایا خبردار! جو یہ چاہے کہ اس کی عمر دراز ہو اور رزق میں وسعت ہو اس کو چاہیے کہ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا برتاؤ کرے۔ (مستدراک حاکم، ص ۱۶۲، ج ۴)

Marfat.com

⇦ حضرت عبداللہ ابی اوفیؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضورﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس قوم پر رحمت نہیں نازل ہوتی جس میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا موجود ہو۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

⇦ ایک حدیث میں ہے کہ رسولﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی پریشان حال کی مدد کی خدا اس کے لئے تہتر (۷۳) مغفرتیں لکھ دے گا، ان میں ایک میں سے اس کے سب کام بن جائیں گے اور بہتر (۷۲) قیامت کے دن اس کے درجے بلند کرنے کے لئے ہوں گے۔ (بیہقی)

⇦ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضورﷺ تشریف لائے اور وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا میں تمہیں یہ نہ بتادوں کہ تم میں اچھا کون ہے اور برا کون ہے؟ یہ سن کر حاضرین خاموش ہو گئے۔ آپﷺ نے تین بار یہی سوال فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ ضرور بتایئے کہ ہم میں سے بُرا کون ہے اور اچھا کون؟ آپ نے فرمایا تم سے سب سے بہتر وہ ہے جس سے خیر کی امید کی جاتی ہو اور اس کے شر کی جانب سے اطمینان ہو (یعنی اس شخص سے کسی کو نقصان نہ پہنچے گا) اور تم میں بد ترین وہ ہے جس سے خیر کی امید نہ کی جاتی ہو اور جس کے شر سے لوگ بے خوف نہ ہوں (ترمذی، بیہقی)

☆ صلہ رحمی اور قرآنی احکامات

⇦ ''اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے پکا عہد لیا تھا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرو گے اور والدین سے اچھا سلوک کرو گے اور رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں اور مسکینوں سے بھی اور لوگوں سے بھلی بات کہنا اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا (مگر پھر میں سے تھوڑے سے لوگوں کے سوا باقی سب (اس عہد سے) منہ موڑ کر پھر گئے''

(سورۃ البقرۃ ۸۳)

⇦ ''نیکی بس یہی تو نہیں ہے کہ اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف کرلو، بلکہ نیکی یہ

Marfat.com

ہے کہ لوگ اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر اور اللہ کی کتابوں اور اس کے نبیوں پر ایمان لائیں اور اپنا مال رشہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دیں اور غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جب کوئی عہد کرلیں تو اسے پورا کرنے کے عادی ہوں اور تنگی اور تکلیف میں، نیز جنگ کے وقت صبر و استقلال کے خوگر ہوں ایسے لوگ ہیں جو سچے (کہلانے کے مستحق) ہیں اور یہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔(سورۃ البقرہ)

⇦ اور یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ (اللہ کی خوشنودی کے لئے) کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجئے کہ جو مال بھی تم خرچ کرو وہ والدین، قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہونا چاہئے اور تم بھلائی کا جو کام کرو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے"۔(سورۃ البقرۃ ۲۱۵)

⇦ "اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلائے اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو اور رشتہ داروں کی حق تلفی سے ڈرو۔ یقین رکھو کہ اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے"(سورۃ النساء:۱)

تفسیر: جب دنیا میں لوگ ایک دوسرے سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں تو بکثرت یہ کہتے ہیں کہ "خدا کے واسطے مجھے میرا حق دے دو" آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنے حقوق کے لئے اللہ کا واسطہ دیتے ہو تو دوسروں کا حق ادا کرنے میں بھی اللہ سے ڈرو اور لوگوں کے حقوق پورے پورے ادا کرو اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، نیز رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، قریب والے پڑوسی، دور والے پڑوسی، ساتھ بیٹھے (یا ساتھ کھڑے) ہوئے شخص اور راہ گیر کے ساتھ اور اپنے غلام باندیوں کے ساتھ بھی (اچھا برتاؤ رکھو)۔ بے شک اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔(سورۃ النساء، ۳۶)۔

تفسیر:۔ قرآن وسنت نے پڑوسیوں کے حقوق کی رعایت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی بڑی تاکید کی ہے۔ پھر پڑوسیوں کے تین درجے اس آیت میں بیان فرمائے گئے

Marfat.com

ہیں۔ پہلے درجے کو ''جار ذی القربیٰ'' (قریب والا پڑوسی) دوسرے کو ''الجار الجنب'' (دور والا پڑوسی) کہا گیا ہے۔ پہلے سے مراد وہ پڑوسی جس کا گھر ملا ہوا ہو اور دوسرے سے مراد وہ پڑوسی جس کا گھر ملا ہوا نہ ہو۔ بعض حضرات نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ پہلے سے مراد وہ پڑوسی ہے جو رشتہ دار بھی ہو اور دوسرے سے مراد وہ جو صرف پڑوسی ہو نیز بعض مفسرین نے پہلے سے مراد مسلمان پڑوسی اور دوسرے کا مطلب غیر مسلم پڑوسی بتایا ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ میں ان سب معانی کی گنجائش ہے۔ خلاصہ یہ کہ پڑوسی چاہے رشتہ دار ہو یا اجنبی مسلمان ہو یا غیر مسلم اس کا گھر بالکل ملا ہوا ہو یا ایک دو گھر چھوڑ کر ان سب کے ساتھ اچھے برتاؤ کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ پڑوسی کی تیسری قسم ''صاحب الجنب'' ہے۔ مراد وہ شخص جو عارضی طور پر تھوڑی دیر کے لئے ساتھ ہو مثلاً۔ سفر کے دوران ساتھ بیٹھا یا کھڑا ہو یا کسی لائن میں لگے ہوئے پاس ہو یا کسی مجلس میں پاس ہو۔ ان سب کے ساتھ اچھے برتاؤ کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ بلکہ اس سے بھی آگے ہر راہ گیر اور مسافر کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے چاہے وہ اپنا ساتھی یا پڑوسی نہ ہو۔

⇦ ''اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بناؤ ورنہ تم قابل ملامت اور بے یار و مددگار ہو کر بیٹھ رہو گے اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو بلکہ ان سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو اور ان کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے رہو۔ ان کے سامنے اپنے آپ کو انکساری سے جھکاؤ اور یہ دعا کرو کہ ''یا رب! جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔ آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجئے۔ (سورۃ بنی اسرائیل ۲۲ تا ۲۴)

تفسیر: آیت نمبر ۱۹ میں فرمایا گیا تھا کہ آخرت کی بھلائی حاصل کرنے کے لئے بندے کو ویسی ہی کوشش کرنی چاہیے جیسی کرنی چاہیے۔ اس سے اللہ کے احکام کی اطاعت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ اب یہاں سے ایسے کچھ احکام کی تفصیل بیان فرمائی جا رہی ہے جس کو سب سے پہلے توحید کے حکم سے شروع کیا گیا ہے۔ کیوں کہ اس کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا۔ اس کے بعد کچھ احکام حقوق العباد سے متعلق بیان کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

⇦ ''کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہے) تنگ کر دیتا ہے۔ اس میں یقیناً ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو ایمان لائیں۔ لہذا تم رشتہ داروں کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافروں کو بھی۔ جو لوگ اللہ کی خوشنودی چاہتے ہیں ان کے لئے یہ بہتر ہے اور وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں''۔

(سورۃ الروم ۳۷ تا ۳۸)

تفسیر: یعنی تنگی کے مواقع پر مایوس ہو کر اللہ کی ناشکری کرنے کی بجائے اول تو یہ سمجھنا چاہیے کہ وسعت اور تنگی کا فیصلہ اللہ اپنی حکمت اور مصلحت کے تحت فرماتا ہے جو ضروری نہیں کہ ہر ایک کی خواہشات کے مطابق ہو یا اس کی سمجھ میں بھی آجائے۔ دوسرے چونکہ وسعت و تنگی اللہ کے اختیار میں ہیں اس لئے تنگی کے موقع پر اس کی طرف رجوع کر کے اس سے مدد مانگنی چاہیے جو کچھ اللہ نے عطا فرمایا ہے وہ اسی کے حکم اور ہدایت کے مطابق خرچ ہونا چاہیے۔ لہذا اس میں غریبوں مسکینوں اور رشتہ داروں کے جو حقوق اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں وہ ان کو دینا ضروری ہیں اور دیتے وقت یہ اندیشہ نہیں ہونا چاہیے کہ اس سے مال میں کمی آجائے گی کیوں کہ رزق کی کشادگی اور تنگی اللہ ہی کے اختیار میں ہے وہ تمہیں حقوق کی ادائیگی کے بعد محروم نہیں فرمائے گا۔ چنانچہ آج تک نہیں دیکھا گیا کہ حقوق ادا کرنے کے نتیجے میں کوئی مفلس ہو گیا ہو۔

⇦ ''اور جب (میراث کی) تقسیم کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار، یتیم اور مسکین لوگ آجائیں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ دے دو اور ان سے مناسب انداز میں بات کرو''۔ (سورۃ النساء: ۸)

تفسیر: جب میراث تقسیم ہو رہی ہو تو بعض ایسے لوگ بھی موجود ہوتے ہیں جو شرعی اعتبار سے وارث نہیں ہیں قرآن کریم نے یہ ہدایت دی ہے کہ ان کو بھی کچھ دے دینا بہتر ہے۔ مگر ایک تو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اس ہدایت پر عمل کرنا مستحب یعنی پسندیدہ ہے واجب نہیں دوسرے اس پر عمل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بالغ ورثا ایسے لوگوں کو اپنے حصے میں سے دیں۔ نابالغ ورثا کے حصے میں سے کسی اور کو دینا جائز نہیں ہے۔

Marfat.com

⇦ ''متقی لوگ بے شک، باغوں اور چشموں میں اس طرح رہیں گے کہ ان کا پروردگار انہیں جو کچھ دے گا اسے وصول کر رہے ہوں گے۔ وہ لوگ اس سے پہلے ہی نیک عمل کرنے والے تھے وہ رات کے وقت کم سوتے تھے اور سحری کے اوقات میں وہ استغفار کرتے تھے اور ان کے مال و دولت میں سائلوں اور محروم لوگوں کا (باقاعدہ) حق ہوتا تھا۔''

(سورۃ الذّٰریٰت ۱۵تا۱۹)

تفسیر: یعنی رات کا بڑا حصہ عبادت میں گزارنے کے بعد بھی وہ اپنے اس عمل سے مغرور نہیں ہوتے بلکہ سحری کے وقت اللہ کے سامنے عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے استغفار کرتے ہیں کہ نہ جانے ہماری عبادت میں یا ہم سے کون کون سی کوتاہیاں ہوگئی ہوں جن کی وجہ سے عبادت اللہ کے حضور پیش کرنے کے لائق نہ ہو اس لئے کثرت سے استغفار کرتے ہیں۔ سائل سے مراد وہ حاجت مند ہیں جو زبان سے اپنی ضرورت کا اظہار کردے اور محروم سے مراد وہ ہے جو حاجت مند ہونے کے باوجود کسی سے کچھ مانگتا نہیں۔ اس آیت میں حق کا لفظ ادا کر کے بتا دیا گیا ہے کہ انسان ان لوگوں پر زکوٰۃ وغیرہ کی شکل میں جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ کوئی احسان نہیں ہے بلکہ یہ ان کا حق ہے جو انہیں پہنچانا ہی چاہیے کیوں کہ مال و دولت اللہ کی عطا ہے اور اس کا یہ حکم ہے کہ اس میں حاجت مند لوگوں کا بھی حصہ ہے۔

⇦ ''کسی کی گردن غلامی سے چھڑا دینا یا پھر کسی بھوک والے دن میں کھانا کھلا دینا۔ کسی رشتہ دار یتیم کو یا کسی مسکین کو جو مٹی میں رل رہا ہو پھر وہ ان لوگوں میں بھی شامل نہ ہو جو ایمان لائے ہیں اور (جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں اور ایک دوسرے کو ثابت قدمی کی تاکید کی) جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر اور ایک دوسرے کو رحم کرنے کی تاکید کی ہے''۔

(سورۃ البلد ۱۳تا۱۷)

تفسیر: یہ وہ دائیں ہاتھ والے ہیں مراد نیک لوگ ہیں جن کا نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

⇦ ''بے شک اللہ انصاف کا، احسان کا اور رشتہ داروں کو ان کے حقوق دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، بدی اور ظلم سے روکتا ہے وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو''۔ (سورۃ النحل: ۹۰)

Marfat.com

⇦ ''کیا تم نے اسے دیکھا جو جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا۔ (سورۃ الماعون: ۱ تا ۳)

تفسیر: کافروں کے بارے میں روایت ہے کہ وہ آخرت کی زندگی کو جھٹلاتے ہیں (جزا و سزا سے مراد آخرت ہے) اور یتیموں کے ساتھ بڑا برا سلوک روا رکھتے ہیں اور کوئی یتیم خستہ حالت میں کچھ مانگنے آیا تو اسے دھکا دے کر نکال دیا۔ یہ عمل انتہائی سنگدلی کا ہے اور بڑا گناہ ہے۔ کافروں کا ذکر فرما کر اشارہ یہ کیا گیا ہے کہ یہ کام اصل میں کافروں کا ہے کسی مسلمان سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اور وہ جو نہ خود کسی غریب، مسکین کی مدد کرتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کو ترغیب دیتے ہیں۔''

⇦ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن کا خوف دل میں رکھتے ہیں جس کے بُرے اثرات ہر طرف پھیلے ہوئے ہوں گے اور وہ اللہ کی محبت کی خاطر مسکینوں ،یتیموں اور قیدیوں کو کھانے کھلاتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں کہ) ''ہم تو تمہیں صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کھلا رہے ہیں۔ ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ کوئی شکریہ ہمیں تو اس دن کا ڈر لگا ہوا ہے جس میں چہرے بری طرح بگڑے ہوئے ہوں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کو اس دن کے بُرے اثرات سے بچالے گا اور ان کو شادابی اور سرور سے نوازے گا''۔ (سورۃ الدھر ۷ تا ۱۱)

⇦ ''لیکن انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس کا پروردگار اسے آزماتا ہے اور انعام و اکرام سے نوازتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ''میرے پروردگار نے میری عزت کی ہے'' اور دوسری طرف جب اسے آزماتا ہے اور اس کے رزق میں تنگی کر دیتا ہے تو کہتا ہے کہ ''میرے پروردگار نے میری توہین کی ہے۔ ہرگز ایسا نہیں چاہیے صرف یہی نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے اور میراث کا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال سے بے حد محبت کرتے ہیں''۔ (سورۃ الفجر ۱۵ تا ۲۰)

تفسیر: اللہ تعالیٰ نے رزق کی تقسیم اپنی حکمت کے مطابق فرمائی ہے لہذا رزق سے تنگی ہو تو اسے اپنی توہین سمجھنا غلط ہے اور رزق میں زیادتی ہو تو اسے لازماً اپنی عزت تعبیر کرنا بھی غلط ہے کیوں کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ایسے بہت سے لوگوں کو مال و دولت سے

Marfat.com

نوازا ہے جو نیک نہیں ہیں۔

⇦ ”بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کا، احسان کا اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، بدی اور ظلم سے روکتا ہے وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم نصیحت کو قبول کرو اور جب تم نے کوئی معاہدہ کیا ہو تو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرو اور قسموں کو پختہ کرنے کے بعد انہیں نہ توڑو، جبکہ تم اپنے اوپر اللہ کو گواہ بنا چکے ہو۔ تم جو کچھ کرتے ہو یقیناً اللہ اسے جانتا ہے اور جس عورت نے اپنے سوت کو مضبوطی سے کاتنے کے بعد اسے ادھیڑ کر تار تار کر دیا تھا تم اس جیسے نہ بن جانا کہ تم بھی اپنی قسموں کو (توڑ کر) آپس کے فساد کا ذریعہ بنانے لگو۔ صرف اس لئے کہ کچھ لوگ دوسروں سے فائدہ حاصل کر لیں۔ اللہ اس کے ذریعے تمہاری آزمائش کر رہا ہے اور قیامت کے دن وہ باتیں ضرور کھول کر بتا دے گا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے“ (سورۃ النحل، ۹۰ تا ۹۲)

تفسیر: روایات میں ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک دیوانی عورت تھی جسے خرقا کہتے تھے وہ بڑی محنت سے دن بھر سوت کاتتی اور شام کو اسے ادھیڑ ڈالتی تھی یہ عورت اس معاملے میں ضرب المثل بن گئی تھی جب کوئی شخص اچھا خاصا کام کر کے خود ہی اسے بگاڑ دے تو اسے اس عورت سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ یہاں یہ تشبیہ ان لوگوں کے لئے استعمال کی گئی جو زور و شور سے کسی بات کی قسم کھا کر اسے توڑ دیں۔ جھوٹی قسم کھانے یا قسم توڑنے کا مقصد عام طور پر کوئی نہ کوئی دنیا کا فائدہ حاصل کرنا ہوتا ہے اس لئے فرمایا گیا کہ اس معمولی سے فائدے کی خاطر ایسے گناہ کا ارتکاب نہ کرو۔

Marfat.com

صبر کرنے کی فضیلت

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضورﷺ ام السائبؓ (ایک صحابی خاتون تھیں) کے پاس تشریف لے گئے۔ آپﷺ نے ان کا حال دیکھ کر دریافت کیا تم کیوں کپکپا رہی ہو کہنے لگی بخار چڑھا ہوا ہے۔ اس کا ناس ہو۔ آپﷺ نے ارشاد فرمایا بخار کو برا نہ کہو کیوں کہ یہ انسان کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے لوہے کی میل کچیل کو آگ کی بھٹی دور کر دیتی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۳۵، از مسلم)

⇦ ایک حدیث ہے کہ حضورﷺ نے ایک مریض کی عیادت کی آپﷺ نے اس سے فرمایا تم خوش ہو جاؤ، کیوں کہ اللہ نے فرمایا یہ بخار میری آگ ہے دنیا میں مومن بندوں پر مسلط کرتا ہوں تا کہ گناہوں کی وجہ سے قیامت کے دن جو آگ کا عذاب ہوتا ہے اس کے عوض یہ بخار کی تکلیف دنیا میں قائم مقام ہو جائے۔ (ابن ماجہ)

⇦ ایک حدیث میں رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ مومن کی مثال ہے جیسے کھیتی کے پودوں کو ہوائیں جھکاتی چلی جاتی ہیں، کبھی گرا دیتی ہیں کبھی سیدھا کر دیتی ہیں (اس طرح مومن بندہ کچھ نہ کچھ دکھ تکلیف میں رہتا ہے) یہاں تک کہ اس کی موت آجائے اور منافق کی مثال ایسی ہے جیسے سرو کا درخت جو اچھی طرح زمین میں ثابت اور راسخ ہو (ہوائیں اسے ہلاتی جھلاتی نہیں ہیں) یہاں تک کہ اس کا اکھڑنا دفعتہً ایک ہی بار ہو جاتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

⇦ ایک مرتبہ حضورﷺ نے فرمایا بلاشبہ مومن بندہ جب بیمار ہوتا ہے پھر اللہ ان کو آرام

Marfat.com

دے تو یہ اس کے گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور آئندہ کے لئے نصیحت ہو جاتی ہے اور جب منافق بیمار ہو جاتا ہے اور اس کے بعد عافیت پالیتا ہے تو اس سے کوئی سبق نہیں لیتا۔اس کی مثال ہے جیسے اونٹ کو اس کے مالکوں نے باندھ دیا، پھر چھوڑ دیا، اسے کچھ پتہ نہ چلا کہ مجھے انہوں نے کیوں باندھا اور پھر کیوں چھوڑا؟!

مجلس میں یہ بات ہو رہی تھی کہ ایک شخص نے کہ یارسول اللہ! مرض کیا چیز ہے؟ میں تو کبھی بیمار نہیں ہوا۔آپ نے فرمایا! ہمارے پاس سے اٹھ جا کیوں کہ تو ہماری جماعت سے نہیں (دکھ تکلیف مومن کی خاص نشانی ہے) (ابوداؤد شریف)

⇦ حضرت عطاؒ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے عرض کیا ہاں ضرور۔آپ ﷺ نے ایک عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ کالے رنگ کی عورت ہے۔اس کے بارے میں جنتی ہونے کی بشارت ہے۔قصہ یوں ہے۔یہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے مرگی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔اور اس دورے میں میرے اعضاء جسم سے کپڑا ہٹ جاتا ہے۔اعضاء کھل جاتے ہیں۔آپ ﷺ اللہ پاک سے دعا فرما دیجئے کہ میری یہ تکلیف دور ہو جائے۔آپ ﷺ نے فرمایا! اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تمہیں اس کے عوض جنت ملے گی اور تم چاہو تو میں دعا کروں کہ اللہ تمہیں عافیت دے۔یہ سن کر اس نے کہا میں صبر کرتی ہوں۔آپ ﷺ یہ دعا فرما دیں کہ دورے کے وقت میرے کپڑے نہ کھلا کریں آپ ﷺ نے اس کے لئے اس امر کی دعا فرما دی۔(مشکوٰۃ شریف،ص ۱۳۷، از بخاری ومسلم)

⇦ حضرت یحییٰ بن سعیدؒ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص کی وفات ہوگئی، ایک صاحب نے کہا کہ اس مرنے والے کے لئے مبارک ہو کہ مرض کی تکلیف میں مبتلا ہوئے بغیر ہی وفات پا گئے۔یہ سن کر آپ ﷺ نے کہا کیسی افسوس ناک بات کہہ رہے ہو تمہیں پتہ نہیں کہ اگر اللہ اس کو مرض میں مبتلا فرماتے تو اس کے گناہوں کا کفارہ فرما دیتے۔(اخرجہ مالک فی الموطا مرسلاً)

⇦ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن بندہ مرد ہو یا عورت برابر تکلیفوں میں مبتلا کیا جاتا ہے اور یہ تکلیفیں اس کی جان اور مال اور اولاد میں آتی

Marfat.com

رہتی ہیں۔ان تکلیفوں کی وجہ سے مومن بندہ اس حال میں ہو جاتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ بھی باقی نہیں رہتا۔(مشکوٰۃ،ص،۱۳۶،از ترمذی وموطا)

⇦ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ایسے تین بچے اپنے آگے بھیج دیئے جو بالغ نہیں ہوئے تو یہ بچے اس کے لئے دوزخ سے حفاظت کرنے کے لئے مضبوط قلعہ بن جائیں گے۔حضرت ابوذر صحابیؓ بھی وہاں موجود تھے فرمایا کہ میں نے تو دو ہی بچے آگے بھیجے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو بچے بھیجنے کا بھی یہی درجہ ہے۔حضرت ابی کعبؓ نے کہا جن کا لقب سید القراء ہے کہ میں نے تو ایک ہی بچہ آگے بھیجا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا ایک بچہ بھیجنے کا بھی یہی درجہ ہے۔(مشکوٰۃ شریف)

(آگے بھیجنے کا مطلب ماں باپ کی زندگی میں ان سے پہلے مر گیا۔)

⇦ اور ایک حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا،قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔بے شک گرا ہوا حمل بھی ناف کے ذریعے اپنی ماں کو کھینچ کر جنت میں پہنچائے گا۔بشرطیکہ اس کی ماں نے اللہ سے اجر وثواب کی امید رکھی ہو(مشکوٰۃ شریف)

⇦ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جب بندہ کا کوئی بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ کیا تم نے میرے بندے کے بچے کو قبض کر لیا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں ہاں! ہم نے ایسا کیا۔پھر فرماتے ہیں کیا تم نے اس کے دل کا پھول لے لیا۔وہ عرض کرتے ہیں جی ہاں۔پھر اللہ دریافت فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے کیا کہا۔وہ عرض کرتا ہے الحمد لله اور انا لله و انا اليه راجعون ط پڑھا پھر اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔ (مشکوٰۃ از احمد ترمذی)

کسی کے مر جانے پر منہ پیٹنا،کپڑے پھاڑنا،شور مچانا،گریبان چاک کرنا،یہ سب سخت منع ہے۔

⇦ حضور ﷺ نے فرمایا ''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو کسی مصیبت میں اپنے منہ پر طمانچے مارے،گریبان پھاڑے اور جہالت کی دہائی دے(بخاری ومسلم) یعنی ایسے الفاظ منہ سے نکالے جن کی اسلام اجازت نہیں دیا۔(بخاری ومسلم)

Marfat.com

⇦ حضور ﷺ اپنے صاحبزادے ابراھیمؓ کی جان کنی کے وقت تشریف لائے، اس وقت آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ عام لوگ تو بچوں کی وفات پر روتے ہیں بھلا آپ بھی رونے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ طبعی رحمت ہے۔ پھر فرمایا بے شک آنکھ اشک بار ہے دل اندوگیں ہے یعنی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غمزدہ ہے اور زبان سے ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو اور پھر فرمایا، اے ابراھیم! تمہاری جدائی سے ہم کو رنج ہے۔ (بخاری و مسلم)

⇦ حضرت ابو سعید حذریؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور جو دھیان دے کر نوحہ سننے والی ہو دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۱۵۱، از ابو داؤد)

⇦ آپ ﷺ نے فرمایا لا اسعاد فی الاسلام یعنی اسلام میں نوحہ کرنے والی کی مدد گاری کی کوئی گنجائش نہیں۔ (نسائی شریف)

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا گذر ایک عورت پر ہوا جو قبر کے پاس رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ سے ڈر اور صبر کر اس عورت نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں اور کہا ہٹو مجھے چھوڑ دو، کیوں کہ تمہیں وہ مصیبت نہیں پہنچی جو مجھے پہنچی ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ کسی نے اس عورت سے کہا، تجھے معلوم ہے تو نے کس کو بے ڈھنگا جواب دیا ہے، آپ نبی کریم ﷺ تھے۔ یہ سن کر وہ عورت بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔ دروازہ پر پہنچی تو وہاں دربان نہ پائے (اس کا خیال تھا کہ آپ ﷺ بہت ٹھاٹ باٹھ سے رہتے ہوں گے، آپ کے دروازے پر بادشاہوں کی طرح دربان ہوں گے۔ یہ دیکھ کر حیرت میں رہ گئی کہ آپ کی کیسی سادہ زندگی ہے) کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کو پہچانی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اصلی صبر وہ ہے جو تازہ تازہ مصیبت کے موقع پر ہو (کیوں کہ وقت گزرنے کے ساتھ خود ہی صبر آ جاتا ہے)

(مشکوۃ، ص ۱۵۰، از بخاری و مسلم)

Marfat.com

☆صبر کے بارے میں قرآنی احکامات

یا یھا الذین امنو اصبر و..........ال خ (۲۰۰) (سورۃ آل عمران)

ترجمہ :۔اے ایمان والوصبر اختیار کرو ،مقابلے کے وقت ثابت قدمی دکھاؤ اور سرحدوں کی حفاظت کے لئے جمے رہواور اللہ سے ڈرتے رہوتا کہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

تفسیر: قرآنی اصطلاح میں ''صبر'' بہت وسیع مفہوم رکھتا ہے۔اس کی ایک قسم اللہ کی اطاعت میں استقامت کا مظاہرہ ہے ۔دوسری قسم گناہوں سے بچنے کے لئے اپنی خواہشات کو دبانا ہےاور تیسری قسم تکلیفوں کو برداشت کرنا ہے۔یہاں ان تینوں قسموں کے صبر کا حکم دیا گیا ہے۔سرحدوں کی حفاظت میں جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت بھی داخل ہے اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت بھی ۔اللہ ہمیں ان تمام احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

⇦ جن کا حال یہ ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دلوں پر رعب طاری ہو جاتا ہےاور جو اپنے اوپر پڑنے والی مصیبت پر صبر کرنے والے ہیں اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا۔اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں (سورۃ الحج:۳۵)

یہاں ذاکر یعنی وہ لوگ جن کا درجہ جہاد کرنے والوں سے بھی افضل ہے۔ذاکر کے ساتھ صابر کا ذکر آیا ہےاس کے ساتھ نماز پڑھنے والوں پھر زکوٰۃ دینے والوں کا ذکر آیا ہے یہ وہ اللہ کے پیارے بندے ہوتے ہیں جن کے دلوں میں تقویٰ ہوتا ہے۔

⇦ (حضرت لقمان نے کہا) بیٹا اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر بھی ہواور وہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں تب بھی اللہ اسے حاضر کر دے گا۔یقین والو اللہ بڑا باریک بین بہت باخبر ہے۔ بیٹا! نماز قائم کرواور لوگوں کو نیکی کی تلقین کرواور برائی سے روکو اور تمہیں جو تکلیف پیش آئے اس پر صبر کرو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

(سورۃ لقمان ۱۶ تا ۱۷)

تفسیر: یہ اللہ تعالیٰ کے علم محیط کا بیان ہے۔ جو لوگ آخرت کا انکار کرتے تھے اور کہا

Marfat.com

کرتے تھے کہ جب انسان کے مرنے کے بعد اس کے سارے اجزاء منتشر ہو جائیں گے تو انہیں کیسے جمع کیا جاسکے گا؟ حضرت لقمان نے بیٹے کو بتایا کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا ذرہ بھی آسمان وزمین کے کسی پوشیدہ جگہ چلا جائے وہ اللہ کے علم میں ہے اور وہ اللہ نکال لانے میں پوری طرح قادر ہے (یاد رہے جب بندے کی کوئی چیز گم ہو جائے تو بعض بزرگوں نے بتایا ہے کہ گیارہ مرتبہ ''انا للہ و انا الیہ راجعون'' پڑھ کر سورۃ لقمان کی یہ آیت نمبر ۱۶ تلاوت کی جائے تو عموماً گمشدہ چیز مل جاتی ہے)

⇦ ''زمانے کی قسم (۱) انسان درحقیقت بڑے گھاٹے میں ہے (۲) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کریں اور ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت اور صبر کی نصیحت کریں'' (سورۃ العصر)

تفسیر: یعنی زمانے کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے جو ایمان اور نیک عمل سے محروم ہوتے ہیں وہ بڑے گھاٹے میں ہیں۔ اس لئے اسی بہت سی قوموں کو دنیا میں ہی آسمانی عذاب کا سامنا کرنا پڑا اور ہر زمانے میں اللہ کی نازل کی ہوئی کتابیں اور اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر خبر دار کرتے رہے ہیں کہ اگر ایمان اور نیک عمل کی روش اختیار نہ کی گئی تو آخرت میں بڑا سخت عذاب انسان کا منتظر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ خود نیک بن جانا ہی نجات کے لئے کافی نہیں بلکہ اپنے اثر و رسوخ کے دائرے میں دوسروں کو حق بات اور صبر کی تلقین بھی ضروری ہے اور جیسا پہلے بھی کئی جگہوں پر گذرا ہے ''صبر'' قرآن کریم کی ایک اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے کہ جب انسان کی دلی خواہشات اسے کسی فریضے کی ادائیگی سے روک رہی ہوں یا کسی گناہ پر آمادہ کر رہی ہوں اس وقت ان خواہشات کو کچلا جائے اور جب کوئی ناگوار بات سامنے آئے تو اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر اعتراض سے اپنے آپ کو روکا جائے۔ ہاں تقدیر کا شکوہ کیے بغیر اس ناگوار چیز کے تدارک کی جائز تدبیر کرنا صبر کے خلاف نہیں ہے۔

⇦ ''ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم سب کو (تمہارے اعمال کے) پورے پورے بدلے قیامت کے دن ملیں گے پھر جس کسی کو دوزخ سے دور ہٹا لیا گیا جنت میں داخل کر دیا گیا وہ صحیح معنوں میں کامیاب ہو گیا۔ یہ دنیاوی زندگی دھوکہ کے سوا کچھ بھی

Marfat.com

نہیں۔ (مسلمانو) تمہیں اپنے مال و دولت اور جانوں کے معاملے میں آزمایا جائے گا تم اہل کتاب اور مشرکین دونوں سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے اور اگر تم نے صبر اور تقویٰ سے کام لیا تو یقیناً یہی کام بڑے ہمت کے ہیں (جو تمہیں اختیار کرنے ہیں)''۔

(سورۃ ال عمران ۱۸۵ تا ۱۸۶)

⇦ ''جب ہم انسان کو کسی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں پھر اس سے واپس لے لیتے ہیں تو وہ مایوس کن اور ناشکرا بن جاتا ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچنے کے بعد ہم اسے نعمتوں کا مزہ چکھادیں تو کہتا ہے کہ ساری برائیاں مجھ سے دور ہوگئیں (اس وقت) وہ اترا کر شیخیاں بھگارنے لگتا ہے۔ ہاں مگر جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وہ ایسے نہیں ہیں۔ ان کو مغفرت اور بڑا اجر نصیب ہوگا''۔ (سورۃ ہود ۹ تا ۱۱)

تفسیر:۔ کچھ لوگوں کے ایمان کی وجہ ان کی تنگی اور غریبی ہوتی ہے اور کچھ لوگوں کے ایمان کی وجہ ان کی دولت اور امیری ہوتی ہے۔ اللہ ان کی جب حالت بدلتا ہے یہی ان کی آزمائش ہوتی ہے جب امیروں کو غربت کے دھکے کھانے پڑتے ہیں یا غریبوں کو دولت ملتی ہے تو ایمان باقی نہیں رہتا مگر وہ لوگ جو ہر حال میں راضی اور خوش رہتے ہیں یعنی اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔ ہر حال میں شکر گزار بنتے ہیں۔ کوئی بھی حالات میں ان کے ایمان میں لرزش نہیں لاتے ان کے لئے آخرت میں بڑا نعام یعنی جنت ہے۔

⇦ ''اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کر کے دعوت دو اور (اگر بحث کی نوبت آئے تو) ان سے بحث بھی ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔ یقیناً تمہارا پروردگار ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کے راستے سے بھٹک گئے ہیں اور ان سے بھی خوب واقف ہے جو راہ راست پر قائم ہیں اور اگر تم لوگ (کسی کے ظلم کا) بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی زیادتی تمہارے ساتھ کی گئی تھی اور اگر صبر ہی کر لو تو یقیناً یہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت بہتر ہے'' (سورۃ النحل ۱۲۵ تا ۱۲۶)

⇦ ''اور ہر اس شخص سے بہتر بات کس کی ہوگی جو اللہ کی طرف دعوت دے اور نیک عمل کرے اور یہ کہے کہ میں فرماں برداروں میں شامل ہوں اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی تم

Marfat.com

بدی کا دفاع ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی وہ دیکھتے ہی دیکھتے ایسا ہو جائے گا جیسے وہ (تمہارا) جگری دوست ہو اور یہ بات صرف انہی کو عطا ہوتی ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں اور یہ بات اسی کو عطا ہوتی ہے جو بڑے نصیب والا ہو'' (سورۃ حمٰہ السجدہ ۳۴ تا ۳۵)

تفسیر: یعنی جو شخص تمہارے ساتھ برا سلوک کر رہا ہو، اگرچہ تمہارے لئے یہ بھی جائز ہے کہ ان سے برابر کا بدلہ لو لیکن بہتر یہ ہے کہ اس کی برائی کا بدلہ اچھائی سے دو ایسا کرو گے تو تمہارا دشمن بھی دوست بن جائے گا اور تم نے اس کی برائی پر جو صبر کیا اس کا بہترین ثواب آخرت میں تمہیں ملے گا۔

⇦ ''اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی خوشنودی کی خاطر صبر سے کام لیا اور نماز قائم کی اور ہم نے انہیں جو رزق عطا فرمایا اس میں سے خفیہ بھی اور اعلانیہ بھی خرچ کیا ہے اور وہ بدسلوکی کا دفاع حسن سلوک سے کرتے ہیں اصل میں بہترین انجام ان کا حصہ ہے''۔ (سورۃ الرعد: ۲۲)

تفسیر: قرآن کریم کی اصطلاح میں ''صبر'' کا مفہوم بہت عام ہے۔ انسان اپنی نفسانی خواہشات کے تقاضوں کو جب اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے دبا لے تو یہ صبر ہے مثلاً نفس کی خواہش یہ ہو رہی ہو کہ اس وقت نماز چھوڑ دی جائے۔ ایسے موقعوں پر اس خواہش کی خلاف ورزی کر کے نماز پڑھنا صبر ہے۔ یا اگر کسی گناہ کی خواہش پیدا ہو رہی ہو تو اس کو دبا کر گناہ سے بچ جانا صبر ہے۔ اسی طرح اگر کسی تکلیف کے موقع پر اگر نفس کا تقاضا یہ ہو کہ اللہ کے فیصلے پر شکوہ اور غیر ضروری واویلا کیا جائے تو ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہ کر اختیاری واویلا نہ کرنا بھی صبر ہے۔ اسی طرح صبر کا لفظ دین کے تمام احکامات پر عمل کو حاوی ہے۔ صبر کرنے والے لوگ برائی کا بدلہ اچھائی سے دیتے ہیں اور دفاع کا لفظ استعمال کر کے قرآن کریم نے واضح فرما دیا ہے کہ اچھائی کرنے کا انجام بالآخر یہ ہوتا ہے کہ دوسرے کی بدسلوکی کے برے اثرات مٹ جاتے ہیں۔ اگلی آیت میں اصل الفاظ یہ ہیں ''لَهُم عُقبى الدّار'' اس میں الدار کے معنی گھر کے ہیں۔ بہت سے مفسرین نے کہا اس سے مراد آخرت کا عالم ہے۔ یہ لفظ بکثرت وطن کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور یہاں

Marfat.com

آخرت کی بجائے اس لفظ کا استعمال کر کے بظاہر اشارہ اس طرف ہے کہ انسان کا اصل گھر اور وطن آخرت ہے۔

⇦ ''کیا تم (دوسرے) لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ حالاں کہ تم کتاب کی تلاوت بھی کرتے ہو کیا تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں؟ اور صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ نماز بھاری ضرور معلوم ہوتی ہے مگر ان لوگوں کو نہیں جو خشوع (یعنی دھیان اور عاجزی) سے پڑھتے ہیں'' (سوۃ البقرہ ۴۴ تا ۴۵)

⇦ ''اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے'' (سورۃ البقرۃ ۱۵۳)

تفسیر: اس سورت کی آیت نمبر ۴۰ سے بنی اسرائیل کے متعلق جو سلسلہ کلام شروع ہوا تھا وہ پورا ہو گیا اور آخر میں مسلمانوں کو ہدایت دی گئی کہ فضول بحثوں میں الجھنے کے بجائے اپنی دین پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ چنانچہ اب مختلف اسلامی عقائد اور احکام کا بیان شروع ہو رہا ہے اس بیان کا آغاز صبر کی تاکید سے ہوا ہے کیوں کہ یہ دور وہ ہے جس میں مسلمانوں کو اپنے دین پر عمل اور اس کی تبلیغ میں دشمنوں کی طرف سے طرح طرح کی رکاوٹیں پیش آرہی تھیں اس زمانے میں جنگوں کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ بہت سی سختیاں برداشت کرنی پڑ رہی تھیں۔ جنگوں میں اپنے عزیز رشتہ دار اور دوست شہید بھی ہو رہے تھے یا ہونے والے تھے۔ لہذا اب مسلمانوں کو تلقین کی جارہی ہے کہ دین حق کے راستے میں یہ آزمائشیں تو پیش آنی ہیں۔ ایک مومن کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ کی مشیت پر راضی رہ کر صبر کا مظاہرہ کرے۔ واضح رہے کہ صبر کا مطلب یہ نہیں کہ انسان کسی تکلیف یا صدمہ پر روئے نہیں۔ صدمے کی بات پر رنج کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ اس لئے شریعت نے اس پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ جو رونا بے اختیار آجائے وہ بھی بے صبری میں داخل نہیں۔ البتہ صبر کا مطلب یہ ہے کہ صدمے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے کوئی شکوہ نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر انسان عقلی طور پر راضی رہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ڈاکٹر آپریشن کرے تو انسان کو تکلیف تو ہوتی ہے اور بعض اوقات تکلیف کی وجہ سے انسان بے ساختہ چلا بھی اٹھتا ہے لیکن اسے ڈاکٹر سے شکایت نہیں ہوتی کیوں کہ اسے یقین ہے کہ وہ

Marfat.com

جو کچھ کر رہا ہے اس کی ہمدردی میں اور مصلحت کی خاطر کر رہا ہے۔

⇦ ''لوگوں کے لئے ان چیزوں کی محبت خوشنما بنا دی گئی ہے جو ان کی نفسانی خواہش کے مطابق ہوتی ہے یعنی عورتیں، بچے، سونے چاندی کے لگے ہوئے ڈھیر، نشان لگائے ہوئے گھوڑے، چوپائے اور کھیتیاں۔ یہ سب دنیاوی زندگی کے سامان ہیں لیکن ابدی انجام کا حسن کا تو صرف اللہ کے پاس ہے۔ کہہ دو! کیا میں تمہیں وہ چیزیں بتاؤں جو ان سب سے کہیں بہتر ہیں؟ جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ ان کے لئے ان کے رب کے پاس وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ بیویاں ہیں اور اللہ کی طرف سے خوشنودی ہے اور تمام بندوں کو اللہ اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم آپ پر ایمان لے آئے ہیں اب ہمارے گناہوں کو بخش دیجئے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیجئے۔ یہ لوگ بڑے صبر کرنے والے ہیں، سچائی کے خوگر ہیں، عبادت گذار ہیں (اللہ کی خوشنودی کے لیے) خرچ کرنے والے ہیں اور سحری کے اوقات میں استغفار کرتے رہتے ہیں''۔

(سورۃ آل عمران ۱۴ تا ۱۷)

⇦ ''اور صبر سے کام لو اس لئے اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا''

(سورۃ ہود ۱۱۵)

⇦ ''جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ سب ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور جن لوگوں نے صبر سے کام لیا ہوگا ہم انہیں ان کے بہترین کاموں کے مطابق ان کا اجر ضرور عطا فرمائیں گے''۔ (سورۃ النحل ۹۶)

تفسیر:۔ پہلے کئی بار عرض کیا جا چکا ہے کہ قرآن کریم کی اصطلاح میں صبر کا مفہوم بہت وسیع ہے اپنی نفسانی خواہشات کو دبا کر اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کو بھی صبر کہا جاتا ہے اور کسی تکلیف کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر کوئی شکایت نہ کی جائے تو وہ بھی صبر ہے۔

⇦ ''آگ ان کے چہروں کو جھلس ڈالے گی اور اس میں ان کی صورتیں بگڑ جائیں گی (ان سے کہا جائے گا کہ) اور تم ان کو جھٹلایا کرتے تھے وہ کہیں گے، ہمارے پر ہماری بدبختی

Marfat.com

چھا گئی تھی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ ہمارے پرودگار ہمیں یہاں سے باہر نکال دیجئے، پھر اگر ہم دوبارہ وہی کام کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔ اللہ فرمائے گا اسی دوزخ میں ذلیل ہو کر پڑے رہو اور مجھ سے بات بھی نہ کرو۔ میرے بندوں میں سے ایک جماعت یہ دعا کرتی ہے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے ہیں پس ہمیں بخش دیجئے اور ہم پر رحم فرمائیے اور آپ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں۔ تو تم نے ان لوگوں کا مذاق بنایا تھا یہاں تک کہ ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نے تمھیں میری یاد تک سے غافل کر دیا اور تم ان کی ہنسی اڑاتے ہو۔ انہوں نے جس طرح صبر سے کام لیا تھا، آج میں انہیں اس کا یہ بدلہ دیا ہے کہ انہوں نے اپنی مراد پالی ہے'' (سورۃ المومنون ۱۰۴ تا ۱۱۱)

تفسیر:۔ یعنی تمہارا جرم صرف یہی نہیں کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے حقوق پامال کیے بلکہ نیک بندوں پر ظلم کر کے حقوق العباد بھی پامال کیے۔ اس دن کی ہولناک سزا سے تمہیں پہلے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ مگر تم اس کا مذاق اڑاتے رہے۔ اس لئے اب تم کسی رعائت کے مستحق نہیں ہو۔

⇦ اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو ناحق کاموں میں شامل نہیں ہوتے اور جب کسی لغو چیز کے پاس سے گذرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گذر جاتے ہیں اور جب انہیں اپنے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ بہرے اور اندھے بن کر نہیں گرتے اور جو (دعا کرتے ہوئے) کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہمیں اپنی بیوی بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا سربراہ بنا دے۔ یہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بالا خانے عطا ہوں گے اور وہاں دعاؤں اور سلام سے ان کا استقبال کیا جائے گا۔ (سورۃ الفرقان ۷۲ تا ۷۴)

تفسیر:۔ قرآن کریم میں اصل الفظ زور استعمال ہوا ہے جس کے معنی جھوٹ کے ہیں اور ہر باطل اور ناحق کو بھی زور کہا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ جہاں ناحق اور ناجائز کام ہو رہے ہوں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ان میں شامل نہیں ہوتے اور اس کا ایک یہ ترجمہ بھی ممکن ہے وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے یعنی نہ تو اس لغو اور بے ہودہ کام میں شریک ہوتے ہیں اور نہ ان لوگوں کی تحقیر کرتے ہیں جو ان کاموں میں مبتلا ہیں البتہ اس بُرے کام کو بُرا سمجھتے

Marfat.com

ہوئے وقار کے ساتھ وہاں سے گزر جاتے ہیں۔ منافقین اللہ کی آیتیں سنتے ہوئے بظاہر بڑے اشتیاق کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ ان کے آگے گرے جھکے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں انہوں نے حق بات کے لئے اپنے کان بند کئے ہوئے ہوتے ہیں اور آنکھیں اندھی بنائی ہوتی ہیں اس لئے ان آیتوں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اس کے برعکس اللہ کے نیک بندے ان آیتوں کا شوق سے استقبال کرتے ہیں ان کے مضامین کو توجہ سے سنتے بھی ہیں اور جن حقائق کی طرف وہ توجہ دلاتی ہیں انہیں کھلی آنکھوں سے سمجھنے اور محسوس کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ یہاں ایک دعا بھی سکھائی جا رہی ہے باپ کو جو خاندان کا سربراہ ہوتا ہے۔ دعا کہ ''بحثیت باپ اور شوہر مجھے اپنے خاندان کا سربراہ تو بننا ہے لیکن میرے بیوی بچوں کو متقی اور پرہیز گار بنا دیجئے تاکہ میں پرہیز گاروں کا سربراہ بنوں جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں۔ فاسق و فاجر لوگوں کا سربراہ نہ بنوں جو میرے لئے عذابِ جان بن جائیں''۔ جو لوگ اپنے گھر والوں کے رویئے سے پریشان رہتے ہیں انہیں یہ دعا ضرور مانگنی چاہیے۔

⇦ ''بے شک فرماں بردار مرد ہوں یا فرماں بردار عورتیں، مومن مرد ہوں یا مومن عورتیں، عبادت گزار مرد ہوں یا عبادت گزار عورتیں، سچے مرد ہوں یا سچی عورتیں، صابر مرد ہوں یا صابر عورتیں، دل سے جھکنے والے مرد ہوں یا دل سے جھکنے والی عورتیں، صدقے کرنے والے مرد ہوں یا صدقہ کرنے والی عورتیں، روزہ دار مرد ہوں یا روزہ دار عورتیں، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد ہوں یا اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد ہوں یا کثرت سے ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لئے اللہ نے مغفرت اور شاندار اجر تیار کر رکھا ہے''۔

(سورۃ الاحزاب ۳۵)

⇦ ''اور ہم نے اس کو دونوں رستے بتا دیئے ہیں پھر بھی وہ اس گھاٹی میں داخل نہیں ہو سکا اور تمہیں کیا پتہ کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟ کسی کی گردن (غلامی سے) چھڑا دینا یا پھر کسی بھوک والے دن میں کھانا کھلا دینا۔ کسی یتیم کو یا کسی مسکین کو جو مٹی میں رل رہا ہو پھر وہ ان لوگوں میں شامل نہ ہوا جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں ایک دوسرے کو ثابت قدمی

Marfat.com

کی تاکید کی ہے۔اور ایک دوسرے کو صبر اور ایک دوسرے کو رحم کھانے کی تاکید کی ہے۔یہی وہ لوگ ہیں جو بڑے نصیب والے ہیں‘‘ (سورۃ البلد ۱۰ تا ۱۸)

تفسیر: انسان کو اللہ نے نیکی اور بدی دونوں کے راستے دکھا دیئے ہیں اور اختیار دیا ہے کہ اپنی مرضی سے جو راستہ چاہو اختیار کر سکتے ہو۔لیکن بدی کا راستہ اختیار کرو گے تو سزا ہوگی۔گھاٹی دو پہاڑوں کے درمیانی راستے کو کہتے ہیں۔عام طور پر جنگ کے دوران ایسے راستے کو دشمن سے بچنے کے لئے اختیار کیا جاتا ہے۔یہاں گھاٹی میں داخل ہونے سے مراد ثواب کا کام ہے (گھاٹی یعنی دشوار گزار راستہ، نیکی کا کام ثواب کمانے کا کام ذرا کٹھن ہوتا ہے) یہ انسان کو اللہ کے عذاب سے بچانے میں مدد دیتا ہے، بڑے نصیب والے یعنی نیک لوگ وہ دائیں ہاتھ والے ہیں یعنی جن کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

Marfat.com

دعا کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے بڑھ کر بزرگ و برتر نہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۴ بحوالہ ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس سے غصہ ہوتا ہے (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۵ بحوالہ ترمذی)

⇦ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروزاہ کھل گیا اس کے لئے رحمت کا دروازے کھل گے (پھر فرمایا) اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں بھی طلب کی جاتی ہیں ان میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ اس سے عافیت کا سوال کیا جائے۔ (ترمذی)

⇦ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب دُعا میں ہاتھ اٹھاتے تھے تو ان کو جب تک ختم دُعا کے بعد چہرہ مبارک پر نہ پھیر لیتے نیچے نہیں گراتے تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۵ بحوالہ ترمذی)

⇦ حضرت ابوسعید حذریؓ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی کوئی مسلمان کوئی دعا کرتا ہے جس میں گناہ اور قطع رحمی کا سوال نہ ہو تو اللہ اس دُعا کی وجہ سے اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک عطا فرما دیتا ہے۔

(۱) یا تو اس کی دعا اسی دنیا میں قبول فرما دیتا ہے اور اس کا سوال منظور فرما دیتا ہے۔ یعنی جو مانگتا ہے وہ دے دیتا ہے۔

(۲) یا اس کی دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنا کر رکھ لیتا ہے (یعنی ثواب کی صورت

Marfat.com

میں)۔

(۳) یا دعا کرنے والے کو اس کی مطلوبہ شے کے برابر (اس طرح عطیہ دیتے ہیں کہ) آنے والی مصیبت کو ٹال دیتا ہے۔

یہ سن کر صحابہؓ نے فرمایا اس طرح تو ہم بہت زیادہ کمائی کر لیں گے۔ آپ ﷺ نے اس بات کے جواب میں فرمایا اللہ کی عطا اور بخشش اس سے بہت زیادہ ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۹۶ بحوالہ احمد)

⇦ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں کی جاتی (یعنی ضرور قبول ہوتی ہے)

(۱) روزہ دار کی دُعا جس وقت وہ افطار کرتا ہے۔

(۲) امام عادل یعنی مسلمان صاحب اقتدار جو شریعت کے مطابق چلتا ہو، سب کے ساتھ انصاف کرتا ہو،

(۳) اور مظلوم کی دُعا کو اللہ بادلوں کے اوپر اٹھا لیتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور پروردگار کا ارشاد ہوتا ہے میں تیری مدد کروں گا اگرچہ کچھ وقت گذرنے کے بعد ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۹۵ بحوالہ ترمذی)

⇦ ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا تین دعائیں مقبول ہیں''۔

(۱) والدہ کی دعا۔

(۲) مسافر کی دعا۔

(۳) مظلوم کی دعا

(مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۹۵)

⇦ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا پانچ دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔

(۱) مظلوم کی دعا جب تک بدلہ نہ لے لے۔

(۲) حج کے سفر پر جانے والے کی دعا جب تک گھر واپس نہ آ جائے۔

(۳) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی دعا جب تک لوٹ کر گھر نہ پہنچے۔

Marfat.com

(۴) مریض کی دعا جب تک اچھا نہ ہو جائے۔

(۵) ایک بھائی کی دعا دوسرے مسلمان بھائی کے لئے اس کے پیٹھ پیچھے کرے۔(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۶ بحوالہ بیہقی فی الدعوات الکبیر)

جامع دعا

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ہمیں بہت سی دعائیں تعلیم فرمائی جو یادنہیں ہیں تو ہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے جو بہت سی دعائیں فرمائی تھیں ہم ان کو یاد نہیں رکھ سکے۔یعنی دل یہ چاہتا ہے کہ اللہ سے وہ سب دعائیں مانگیں مگر اب کس طرح، کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا! میں تمہیں ایسی دعا بتائے دیتا ہوں۔جس میں وہ ساری دعائیں آجائیں۔آپ ﷺ نے یہ دعا تعلیم فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسئَلُکَ مِن خَیرِ مَا سَاَلَکَ مِنہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَ نَعوُذُبِکَ مِن شَرِّ مَآ اِستَعَاذَ مِنہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ: ”اے اللہ ہم تجھ سے وہ سب مانگتے ہیں جو تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے تجھ سے مانگا اور ہم ان سب چیزوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے پناہ چاہی“۔

⇦ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ اکثر اوقات آپ ﷺ کی یہ دعا ہوا کرتی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَۃً وَ فِی الاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

”اے اللہ ہم کو عطا فرما دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور بچا کے رکھنا ہمیں آگ کے عذاب سے“۔

قرآن پاک میں موجود چند دعائیں

- تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے جو سب پر مہربان بہت مہربان ہے جو روز جزا کا مالک ہے۔اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد

Marfat.com

مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما ان لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا ہے نہ کہ ان لوگوں کے راستے کی جن غضب نازل ہوا ہے۔ اور نہ ان کے راستے کی جو بھٹکے ہوئے ہیں (سورۃ الفاتحہ)

سورۃ الفاتحہ کو ایک جامع دعا کہا گیا ہے۔ ہر دعا میں اس کو پڑھنے سے دعا بڑی پُر اثر ہو جاتی ہے۔

⇐ ''اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو سدا زندہ ہے جو پوری کائنات سنبھالے ہوئے ہے۔ جس کو نہ کبھی اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ آسمانوں مین جو کچھ ہے وہ بھی اور زمین میں جو کچھ وہ بھی سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے؟ وہ سارے بندوں کے تمام آگے پیچھے کے حالات کو خوب جانتا ہے اور وہ لوگ اس کے علم کی کوئی بات اپنے علم کے دائرے میں نہیں لا سکتے سوائے اس بات کے جسے وہ خود چاہے۔ اس کی کرسی نے سارے آسمانوں اور زمین کو گھیرا ہوا ہے اور ان دونوں کی نگہبانی سے اسے ذرا بھی بوجھ نہیں ہوتا اور وہ بڑا اعالی مقام صاحبِ عظمت ہے۔''

(سورۃ البقرۃ ۲۵۵، آیت الکرسی)

(متقی لوگ جن کو اللہ جنت میں داخل کرے گا) یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ''اے ہمارے پروردگار ہم آپ پر ایمان لے آئے ہیں اب ہمارے گناہوں کو بخش دیجئے اور ہمیں دوزخ کے عذاب دے بچا لیجئے'' (سورۃ آل عمران ۱۶)

(دعا یہ ہے) ربنا اننا امنا فاغفر لنا ذنوبنا و قنا عذاب النارO

''کہہ دو کہ بے شک میری نماز، میری عبادت، میرا جینا مرنا سب کچھ اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اس کے آگے سب سے پہلے سر جھکانے والا ہوں۔ کہہ دو کہ میں اللہ کے سوا کوئی اور پروردگار تلاش کروں، حالاں کہ وہ ہر چیز کا مالک ہے اور جو کوئی شخص کوئی کمائی کرتا ہے اس کا نفع نقصان کسی اور پر نہیں خود اسی پر پڑتا ہے۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی اور کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تمہارے پروردگار کی طرف تم سب کو لوٹنا ہے۔ اس وقت وہ تمہیں وہ ساری باتیں بتائے گا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے''۔

Marfat.com

(سورۃ الانعام ۱۶۲ تا ۱۶۴)

تفسیر:۔کفار کبھی کبھی مسلمانوں سے یہ کہتے تھے کہ تم ہمارے مذہب کو اپنا لو، اگر کوئی عذاب ہوا تو تمہارے حصے کا عذاب بھی ہم اپنے سر لے لیں گے، جیسا کہ سورۃ عنکبوت (۱۲:۲۹) میں قرآن کریم نے ان کو یہ بات نقل فرمائی ہے۔ یہ آیت اس کے جواب میں نازل ہوئی اور اس میں یہ عظیم سبق ہے کہ ہر شخص کو اپنے انجام کی خود فکر کرنی چاہیے۔کوئی دوسرا شخص اسے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔یہی مضمون سورۃ بنی اسرائیل (۱۵:۱۷) سورہ فاطر (۱۸:۳۵) سورۃ زمر (۷:۳۹) اور سورۃ نجم (۳۸:۵۳) میں بھی آیا ہے۔

⇦ ''اور دعا کرو کہ''میرے پروردگار: میں شیطان کے لگائے ہوئے چرکوں سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اور میرے پروردگار میں ان کے اپنے قریب آنے سے بھی آپ پناہ مانگتا ہوں''۔

(سورۃ المومنون ۹۷ تا ۹۸)

⇦ ''تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، بے شک جو لوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے''۔(سورۃ المومن:۶۰)

⇦ ''کہو کہ میں پناہ مانگتا ہوں سب لوگوں کے پروردگار کی، سب لوگوں کے بادشاہ کی ،سب لوگوں کے معبود کی ،اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو پیچھے کو چھپ جاتا ہے، جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے چاہے وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے''۔(سورۃ الناس ا تا ٦)

⇦ حضرت ابراھیم کی دعا: رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ و من ذریتی ○ ربنا و تقبل دعاءِ○ ربنا اغفرلی ولو الدی وللمومنین یوم یقوم الحساب ○

ترجمہ:۔ اے ہمارے پروردگار! جس دن حساب قائم ہوگا اس دن میری بھی مغفرت کریں اور میرے والدین کی بھی اور ان سب کی جو ایمان رکھتے ہیں۔

یہ حضرت ابراھیمؑ کے دعائیہ کلمات جو ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں۔

⇦ و لما برزہ الجالوت و جنودہ قالو ربنا افرغ علینا صبر و ثبت اقد

Marfat.com

منا و انصرنا علی القوم الکفرین (۲۵) (سورۃ البقرۃ ۲: ۲۵۰)

ترجمہ: ''اور جب یہ لوگ جالوت کے آمنے سامنے ہوئے تو انہوں نے کہا'' اے ہمارے پروردگار! صبر واستقلال کی صفت ہم پر انڈیل دے، ہمیں ثابت قدمی بخش دے اور ہمیں اس کافر قوم کے مقابلے میں فتح ونصرت عطا فرمادے''۔

تشریح: جالوت کی کافر قوم کے مقابلے میں جب بنی اسرائیل کی قوم آئی تو انہوں (بنی اسرائیل) نے یہ دعا مانگی ان کی دعا قبول ہوئی فتح نصیب ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام نے نوعمری میں بڑا قوی ہیکل پہلوان جالوت کا قتل کیا۔ اللہ نے ان کی دعا قبول کی۔

⇦ سورۃ البقرہ کی آخری آیت میں ایک جامع دعا ہے۔ اللہ سے یہ دعا کیا کریں اس کو یاد کریں اس کے انمول فوائد اور بے انتہا اجر ہے۔ امن الرسول بما انزل ......ال خ (۲۸۵ تا ۲۸۶)

ترجمہ: ''یہ رسول ﷺ اس چیز پر ایمان لائے ہیں جو ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی اور (ان کے ساتھ) تمام مسلمان بھی ۔ یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ (وہ کہتے ہیں) ہم اس کے رسول کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے اور وہ یہ کہتے ہیں ہم نے (اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو توجہ سے) سن لیا ہے اور ہم خوشی سے تعمیل کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم آپ کی مغفرت کے طلب گار ہیں اور آپ کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ کسی بھی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ ذمہ داریاں نہیں سونپتا۔ اس کو فائدہ بھی اسی کام سے ہوگا جو وہ اپنے ارادے سے کرے اور نقصان بھی اسی کام سے ہوگا جو وہ اپنے ارادے سے کرے۔ اے ہمارے پروردگار! اگر ہم سے کوئی بھول یا چوک ہو جائے تو ہماری گرفت نہ فرمائیں اور اے ہمارے پروردگار! ہم پر اس طرح کا بوجھ نہ ڈالئے جیسا آپ نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اور اے ہمارے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالئے جسے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو اور ہماری خطاؤں سے درگذر فرمائیے۔ ہمیں بخش دیجئے۔ ہم پر رحم فرمائیے، آپ ہی ہمارے حامی وناصر ہیں۔ اس لئے کافر لوگوں کے مقابلے میں ہمیں نصرت عطا فرمائیے''۔ آمین

Marfat.com

(یہ ایک مکمل دعا ہے سورۃ البقرہ کی آخری آیات سے لی گئی ہے۔ یہ اللہ کی رحمت ہے اس کی بڑی فضیلت ہے۔)

⇦ ومنهم من يقول ربنا اتنا فی الدنیاحسنةً و فی الاخرة حسنةً وقنا عذاب النار (۲۰۱) (سورۃ البقرۃ ۲)

ترجمہ اور انہی میں سے وہ بھی ہیں جو یہی کہتے ہیں کہ ''اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے''۔

تشریح:۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد منی سے دو یا زیادہ سے زیادہ تین دن قیام کے دوران اپنے آباواجداد کی تعریف کرنے کی بجائے صرف اللہ کو یاد کرنا چاہیے۔ اسی دعا کے ساتھ جو ایک جامع دعا ہے۔ کچھ لوگوں کی دعا صرف دنیا کے لئے ہوتی ہے تو اللہ انہیں دنیا میں تو نواز دیتا ہے لیکن آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہوتا اور کچھ لوگ صرف آخرت مانگتے ہیں اور جو دنیا و آخرت دونوں مانگتے ہیں ان کے لئے دونوں جہانوں میں بھلائی ہی بھلائی ہے اور دوزخ کے عذاب سے بچنے کے لئے دعا بھی بہت ضروری ہے۔

⇦ فتلقی ادم من ربه کلمت فتاب علیه ط انه هوا لتواب الرحیم (۳۷)
(سورۃ البقرۃ ۲:۳۷)

ترجمہ:۔ پھر آدم نے اپنے پروردگار سے (توبہ کے) کچھ الفاظ سیکھ لئے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی توبہ قبول کی بے شک وہ بہت معاف کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

تشریح: جب آدم علیہ السلام کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ پریشان ہو گئے لیکن سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کن الفاظ میں معافی مانگیں۔ اس لئے۔ اس لئے زبان سے کچھ نہیں نکل رہا تھا۔ پھر اللہ نے ان کو خود توبہ کے الفاظ سکھا دیئے جو سورۃ اعراف میں ہیں۔ قَالا رَبَّنَا ظَلَمنَآ اَنفُسَنَا وَ اِن لَّم تَغفِرلَنَا وَ تَرحَمنَا لَنَکُونَنَّ مِنَ الخٰسِرِینَ (۲۳)

''یعنی اے ہمارے پروردگار ہم اپنی جانوں پر ظلم کر گزرے ہیں اگر آپ نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم برباد ہو جائیں گے'' اس طرح اللہ نے زمین پر بھیجنے سے پہلے انسان کو تعلیم دی کہ جب کبھی نفسانی خواہشات یا شیطان کے بہکاوے میں آ کر

Marfat.com

کوئی گناہ سرزد ہو جائے اسے فوراً اللہ سے توبہ کرنی چاہیے اگر چہ توبہ کے لئے کوئی خاص الفاظ لازمی نہیں ہیں بلکہ ہر وہ جملہ جس میں اپنے کئے پر مناسب اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ شامل ہو اس کے ذریعے توبہ ممکن ہے۔ چونکہ یہ الفاظ خود اللہ کے سکھائے ہوئے ہیں اس لئے ان الفاظ میں توبہ کی قبولیت کی زیادہ اُمید ہے۔ جیسا کہ پیچھے آیت (۲:۳۰) سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اپنا نائب بنا کر بھیجنے کے لئے پیدا فرمایا لیکن زمین پر بھیجنے سے پہلے انہیں جنت میں رکھنے کا مقصد یہ تھا کہ جنت کی نعمتوں کا خود تجربہ کر کے دیکھ لیں کہ ان کی اصل منزل کیا ہے اور زمین پر پہنچنے کے بعد منزل کے حصول میں کس قسم کی رکاوٹیں پیش آسکتی ہیں۔ نجات پانے کا کیا طریقہ ہو گا؟ چونکہ فرشتوں کے مقابلے میں انسان کا اختیار ہی یہی تھا کہ اس میں اچھائی و برائی دونوں صلاحیتیں رکھی گئیں۔ اس لئے ضروری تھا اسے زمین پر بھیجنے سے پہلے ایسے تجربے سے گذرا جائے۔ پیغمبر چونکہ معصوم ہوتے ہیں اور اس لئے ان سے کوئی بڑا گناہ سرزد نہیں ہو سکتا۔ آدم علیہ السلام کی یہ غلطی دراصل اجتہادی غلطی تھی یعنی سوچ کی یہ غلطی کہ اللہ کے حکم کو شیطان کے بہکانے کی وجہ سے ہے ایک خاص وقت کے لئے محدود سمجھ لیا ورنہ اللہ کی کھلی نافرمانی کا ہرگز ان سے تصور نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم چونکہ یہ قصور پیغمبر کے شایان شان نہیں تھا اس لئے بعض آیات میں گناہ یا حکم عدولی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس لئے توبہ کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ ساتھ ہی واضح کیا گیا کہ اللہ نے توبہ قبول فرمائی۔ اس سے عیسائی عقیدے کی تردید فرما دی گئی ہے جن کا کہنا ہے کہ آدم علیہ السلام کا یہ گناہ ہمیشہ کے لئے انسان کی سرشت میں داخل ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں ہر بچہ ماں کے پیٹ سے گناہ گار پیدا ہوتا ہے۔ اور اس مشکل کو حل کرنے کے لئے اللہ کو اپنا بیٹا (نعوذ باللہ) دنیا میں بھیج کر قربان کرنا پڑا تا کہ ساری دنیا کے لئے کفارہ بن جائے۔ قرآن کریم نے دوٹوک الفاظ میں اعلان فرما دیا کہ اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اس لئے نہ وہ گناہ باقی رہا نہ ہی اولادِ آدم میں منتقل ہونے کا کوئی سوال ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قانون عدل میں ایک شخص کے گناہ کا بوجھ دوسرے کے سر پر نہیں ڈالا جاتا۔

⇦ اذ قالت امرات عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محرر فتقبل منی

Marfat.com

ج انک انت السمیع العلیم (سورۃ ال عمران ۳:۳۵)

ترجمہ جب عمران کی بیوی نے کہا تھا کہ یا رب! میں نے نذر مانی ہے کہ میرے حمل میں جو بچہ ہے میں اسے ہر کام سے آزاد کر کے تیرے لئے وقف رکھوں گی۔ میری اس نذر کو قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

تشریح:۔ حضرت عمران بیت المقدس کے امام تھے۔ ان کی اہلیہ کا نام حنہ تھا۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ انہوں نے نذر مانی کہ اگر ان کی کوئی اولاد ہوگی تو اسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دیں گی۔ جب حضرت مریم پیدا ہوئیں تو حضرت عمران کا انتقال ہو گیا اور حضرت مریم کی سر پرستی قرعہ اندازی کے ذریعے حضرت ذکریا علیہ السلام کا نام نکلا۔ آپ حضرت حنہ کے بہنوئی تھے۔

⇦ ھنا لک دعا زکریا ربہ ج قال رب ھب لی من لدنک ذریتہ طیبۃً ج انک سمیع الدعآء (۳۸) (سورۃ ال عمران)

ترجمہ اس موقع پر حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی۔ کہنے لگے یا رب مجھے خاص اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرمائیں۔ بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔

تشریح:۔ حضرت مریم علیہ السلام کے پاس اللہ کی قدرت سے بے موسم کے پھل آیا کرتے تھے حضرت زکریا علیہ السلام نے دیکھا تو انہیں توجہ ہوئی کہ جو خدا ان کو بے موسم کے پھل دیتا ہے وہ مجھے اس بڑھاپے میں اولاد بھی دے سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے یہ دعا مانگی۔

⇦ وَ مَا کَانَ قَولَھُم الا ان قَالُو رَبَّنَا غفِرلَنَا ذُنُوبَنَا وَ اِسرَافَنَا فِی اَمرِنَا وَثَبِّت اَقدَامَنَا وَ انصُرنَا عَلَی اَلقَومِ الکٰفِرِینَ (سورہ آل عمران ۱۴۷)

ترجمہ ان کے منہ سے جو بات نکلی وہ اس کے سوا نہیں تھی کہ وہ کہہ رہے تھے۔

"ہمارے پروردگار! ہمارے گناہوں کو بھی اور ہم سے اپنے کاموں میں جو زیادتی ہوئی ہو اس کو بھی معاف فرما دے، ہمیں ثابت قدمی بخش دے اور کافر لوگوں کے مقابلے میں ہمیں فتح عطا فرما"۔

تشریح:۔ بہت سے لوگوں نے اللہ کی راہ میں لڑے، جہاد کیا نہ ہمت ہاری نہ کمزور

Marfat.com

پڑے اور اپنے رب سے دیئے گئے کلمات سے دعا گو ہوئے چنانچہ انہیں دنیا اور آخرت دونوں میں انعام واکرام فتح وکامرانی نصیب ہوئی۔

⇦ ''آگ ان کے چہروں کو جھلس ڈالے گی اور اس میں ان کی صورتیں بگڑ جائیں گی۔ان سے کہا جائے گا کہ کیا میری آیتیں تمہیں پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں؟ اور تم ان کو جھٹلایا کرتے تھے وہ کہیں گے: ہمارے پروردگار! ہم پر ہماری بدبختی چھا گئی تھی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ہمارے پروردگار! ہمیں یہاں سے باہر نکال دیجئے۔پھر اگر ہم دوبارہ وہی کام کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔اللہ فرمائے گا اسی دوزخ میں ذلیل ہو کر پڑے رہو اور مجھ سے بات بھی نہ کرو میرے بندوں میں ایک جماعت یہ دعا کرتی تھی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے ہیں پس ہمیں بخش دیجئے اور ہم پر رحم فرمایئے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والے ہیں۔تو تم نے ان لوگوں کا مذاق بنایا تھا یہاں تک کہ ان ہی (کے ساتھ چھیڑ چھاڑ) نے تمہیں میری یاد تک سے غافل کر دیا اور تم ان کی ہنسی اڑاتے رہے۔انہوں نے جس طرح صبر سے کام لیا آج میں نے انہیں اس کا یہ بدلہ دیا ہے کہ انہوں نے اپنی مراد پا لی ہے۔پھر اللہ ان دوزخیوں سے فرمائے گا''تم زمین میں کتنے سال رہے؟ وہ کہیں گے کہ ہم ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے (ہمیں پوری طرح یاد نہیں) اس لئے جنہوں نے (وقت کی) گنتی کی ہو ان سے پوچھ لیجئے''
(سورہ المومنون ۱۰۴ تا ۱۱۳)

تفسیر:۔یعنی تمہارا جرم صرف یہی نہیں ہے کہ تم نے اللہ کے حقوق پامال کئے ہیں بلکہ نیک بندوں پر ظلم کر کے حقوق العباد بھی پامال کئے۔اس دن کی ہولناک سزا سے تمہیں پہلے ہی آگاہ کر دیا گیا تھا مگر تم اس کا مذاق اڑاتے رہے، اس لئے اب تم کسی رعایت کے مستحق نہیں ہو۔

آخرت کا عذاب اتنا سخت ہوگا کہ اس کے مقابلے میں دنیا کی ساری زندگی اور اس میں جو عیش کئے تھے وہ ان دوزخیوں کو ایک دن یا اس سے بھی کم معلوم ہوں گے۔

Marfat.com

قرآن پاک کی سورتوں کا تعارف

یہاں قرآن پاک کی سورتوں کا بالترتیب تعارف کا بیان ہے جو کہ آسان ترجمہ قرآن (تشریحات کے ساتھ) از مفتی محمد تقی عثمانی ؒ سے لیا گیا ہے۔اس تعارف سے ہمارے لئے یہ جاننے میں بڑی آسانی پیدا ہو جائے گی کہ اللہ پاک نے کون سی سورت میں ہمیں کون سی چیز کی نشان دہی کی گئی ہے، کس سورت میں کون سا واقعہ آیا ہے۔یا ہمارے کسی بھی مسئلے کا حل کس سورت میں ہے اور جو سورت کا نام آیا وہ کس واقعے کی نشان دہی کرتا ہے۔اللہ نے کون کون سے احکامات کون کون سی سورتوں میں دیئے ہیں۔

۱۔سورۃ الفاتحہ

سورۃ فاتحہ نہ صرف قرآن کریم کی موجودہ ترتیب میں سب سے پہلی سورت ہے بلکہ یہ پہلی وہ سورت ہے جو مکمل طور پر نازل ہوئی، اس سے پہلے کوئی سورت پوری نازل نہیں ہوئی بلکہ بعض سورتوں کی کچھ آیتیں آئی تھیں۔اس سورت کو قرآن کریم کے شروع میں رکھنے کا منشا بظاہر یہ ہے کہ جو شخص قرآن کریم سے ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے اسے سب سے پہلے اپنے خالق و مالک کی صفات کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا شکرادا کرنا چاہیے اور ایک حق کے طلب گار کی طرح اس طرح ہدایت مانگنی چاہیے۔چنانچہ اس میں بندوں کو وہ دعا سکھائی گئی ہے جو ایک طالبِ حق کو اللہ سے مانگنی چاہیے، یعنی سیدھے رستے کی دعا اس طرح اس سورت میں صراط مستقیم یا سیدھے رستے کی جو دعا مانگی گئی ہے، پورا قرآن اس کی تشریح ہے کہ وہ سیدھا رستہ کیا ہے؟

۲۔سورۃ البقرۃ:

Marfat.com

یہ قرآن کی سب سے لمبی سورت ہے۔اس کی آیات ۶۷ تا ۷۳ میں اس گائے کا واقعہ مذکور ہے جسے ذبح کرنے کا حکم بنی اسرائیل کو دیا گیا تھا۔اس لئے اس سورت کا نام سورۃ بقرۃ ہے۔کیوں کہ بقرہ عربی میں گائے کو کہتے ہیں۔سورت کا آغاز اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کے بیان سے ہوا ہے۔اسی ضمن میں انسانوں کی تین قسمیں یعنی مومن، کافر اور منافق بیان کی گئی ہے۔پھر حضرت آدمؑ کی تخلیق کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے، تاکہ انسان کو اپنی پیدائش کا مقصد معلوم ہو۔اس کے بعد آیات کے ایک طویل سلسلے میں بنیادی طور پر خطاب یہودیوں سے ہے جو بڑی تعداد میں مدینہ منورہ کے آس پاس آباد تھے۔ان پر اللہ نے جو نعمتیں نازل فرمائیں اور جس طرح انہوں نے ناشکری اور نافرمانی سے کام لیا اس کا مفصل بیان ہے۔پہلے پارے کے تقریباً آخر میں حضرت ابراہیمؑ کا تذکرہ ہے اس لئے انہیں نہ صرف یہودی اور عیسائی بلکہ عرب کے بت پرست بھی اپنا پیشوا مانتے تھے ان سب کو یاد دلایا گیا کہ وہ خالص توحید کے قائل تھے اور انہوں نے کسی قسم کے شرک کو گوارا نہیں کیا۔اسی ضمن میں بیت اللہ کی تعمیر اور اسے قبلہ بنانے کا موضوع زیر بحث آیا۔دوسرے پارے کے شروع میں اس کے مفصل احکام بیان کرنے کے بعد اس سورت میں مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے متعلق بہت سے احکام بیان فرمائے گئے ہیں، جن میں عبادات سے لے کر معاشرت، خاندانی امور اور حکمرانی سے متعلق بہت سے مسائل داخل ہیں۔

۲۔سورۃ آل عمران

عمران حضرت مریم کے والد کا نام ہے اور ''آل عمران'' کا مطلب ہے ''عمران کا خاندان'' اس سورت کی آیات ۳۳ تا ۳۷ میں اس خاندان کا ذکر آیا ہے، اس لئے اس سورت کا نام ''سورہ آل عمران'' ہے۔

اس سورت کے بیشتر حصے اس دور میں نازل ہوئے ہیں جب مسلمان مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آگئے تھے، مگر یہاں بھی کفار کے ہاتھوں انہیں بہت سی مشکلات در پیش تھیں۔سب سے پہلے غزوہ بدر پیش آیا جس میں اللہ نے مسلمانوں کو غیر معمولی فتح عطا

Marfat.com

فرمائی اور کفار قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ اس شکست کا بدلہ لینے کے لئے اگلے سال انہوں نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور غزوہ احد پیش آیا، جس میں مسلمانوں کو عارضی پسپائی بھی اختیار کرنا پڑی۔ ان دونوں غزوات کا ذکر اس سورت میں آیا ہے اور ان سے متعلق مسائل پر قیمتی ہدایات عطا فرمائی گئی ہیں۔

مدینہ منورہ اور اس کے اطراف میں یہودی بڑی تعداد میں آباد تھے۔ سورہ بقرہ میں ان کے عقائد و اعمال کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر ہو چکا ہے اور ضمناً عیسائیوں کا بھی تذکرہ آیا ہے۔ عرب کے علاقہ نجران میں عیسائی بڑی تعداد میں آباد تھے۔ ان کا ایک وفد آپ کے پاس آیا تھا۔ سورۃ آل عمران کا ابتدائی تقریباً آدھا حصہ انہی کے دلائل کا جواب اور حضرت مسیحؑ کی صحیح حیثیت بتانے میں صرف ہوا ہے نیز اس صورت میں زکوٰۃ، سود اور جہاد سے متعلق احکام بھی عطا فرمائے گئے ہیں اور سورت کے آخر میں دعوت دی گئی ہے کہ اس کائنات میں پھیلی ہوئی قدرتِ خداوندی کی نشانیوں پر انسان کو غور کر کے اللہ کی وحدانیت پر ایمان لانا چاہیے اور ہر حاجت کے لئے اسی کو پکارنا چاہیے۔

۴۔ سورۃ النسآء:

یہ سورت آپ ﷺ کے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد کے ابتدائی سالوں میں نازل ہوئی اور اس کا اکثر حصہ جنگ بدر کے بعد نازل ہوا تھا یہ وہ وقت تھا جب مدینہ منورہ کی نوزائیدہ مسلمان ریاست مختلف مسائل سے دوچار تھی۔ زندگی کا ایک نیا ڈھانچہ اُبھر رہا تھا جس کے لئے مسلمانوں کو اپنی عبادت کے طریقوں اور اخلاق و معاشرت سے متعلق تفصیلی ہدایات کی ضرورت تھی۔ دشمن طاقتیں اسلام کی پیش قدمی روکنے کی سرتوڑ کوششیں کر رہی تھیں اور مسلمانوں کا اپنی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لئے نت نئے مسائل کا سامنا تھا۔ سورہ نساء نے ان تمام معاملات میں تفصیلی ہدایات فراہم کی ہیں۔ چونکہ ایک مستحکم خاندانی ڈھانچہ کسی بھی معاشرے کی بنیاد ہوتا ہے، اس لئے یہ سورت خاندانی معاملات کے بارے میں مفصل احکام سے شروع ہوئی ہے۔ چونکہ خاندانی نظام میں عورتوں کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے اس لئے عورتوں کے بارے میں اس سورت نے بڑے تفصیلی احکام

Marfat.com

فرمائے ہیں اور اسی لئے سورت کا نام سورۃ النساء ہے۔ جنگ احد کے بعد بہت سی خواتین بیوہ اور بہت سے بچے یتیم ہو گئے تھے، اس لئے سورت نے شروع ہی میں یتیموں کے حقوق کے تحفظ کا انتظام فرمایا ہے اور آیت نمبر ۱۴ تک میراث کے احکام تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں عورتوں کے ساتھ طرح طرح کے ظلم ہوتے تھے، ان مظالم کی ایک ایک کر کے نشان دہی کی گئی ہے، اور معاشرے سے ان کے خاتمہ کرنے کی ہدایت دی گئی ہیں اور میاں بیوی کے حقوق متعین فرمائے گئے ہیں۔ یہ مضمون آیت نمبر ۳۵ تک چلا ہے جس کے بعد انسان کی باطنی اور معاشرتی اصلاح کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ مسلمانوں کو عرب کے صحراؤں میں سفر کے دوران پانی کی قلت پیش آتی تھی لہذا آیت ۴۳ میں تیمّم کا طریقہ اور آیت ۱۰۱ میں سفر میں نماز قصر کرنے کی سہولت عطا فرمائی گئی ہے۔ نیز جہاد کے دوران نماز خوف کا طریقہ آیت ۱۰۲ اور ۱۰۳ میں بتایا گیا ہے۔ مدینہ منورہ میں بسنے والے یہودیوں نے آپ ﷺ سے معاہدہ کرنے کے باوجود مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ آیات ۴۴ تا ۵۷ اور ۱۵۳ تا ۱۷۵ میں ان کی بداعمالیوں کو واضح فرمایا گیا ہے اور انہیں راہ راست میں آنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ آیات ۱۷۱ تا ۱۷۵ میں ان کے ساتھ عیسائیوں کو بھی خطاب میں شامل کر لیا گیا ہے اور انہیں تثلیث کے عقیدے کی بجائے خالص توحید اختیار کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ آیات ۵۸، ۵۹ میں سیاست اور حکمرانی سے متعلق ہدایات آئی ہیں۔ منافقین کی بداعمالیاں آیات ۶۰ تا ۷۰ اور آیات ۱۳۷ تا ۱۵۲ میں واضح کی گئی ہیں۔ آیات ۷۱ تا ۹۶ نے جہاد کے احکام بیان کر کے منافقین کی ریشہ دوانیوں کا پردہ چاک کیا ہے۔ اس سیاق میں آیات ۹۲، ۹۳ میں قتل کی سزائیں مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جو مسلمان مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے اور کفار کے ہاتھوں مظالم جھیل رہے تھے، ان کی ہجرت کے مسائل آیات ۹۷ تا ۱۰۰ میں زیر بحث آئے ہیں۔ اسی دوران بہت سے تنازعات آپ کے سامنے فیصلے کے لئے لائے گئے۔ آیات ۱۰۵ تا ۱۱۵ میں ان کے فیصلے کا طریقہ آپ کو بتایا گیا ہے اور مسلمانوں کو آپ کا فیصلہ دل و جان سے قبول کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ آیات ۱۱۶ تا ۱۲۶ میں توحید کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ خاندانی نظام اور میراث کے بارے میں صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے متعدد سوالات

Marfat.com

پوچھے تھے، آیات ۱۲۷ تا ۱۲۹ اور ۱۷۶ میں ان سوالات کا جواب دیا گیا ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ پوری سورت احکامات اور تعلیمات سے بھری ہوئی ہے اور شروع میں تقویٰ کا جو حکم دیا گیا تھا، کہا جاسکتا ہے پوری سورت اس کی تفصیلات بیان کرتی ہے۔

۵۔سورۃ المآیدۃ:

یہ سورت حضور ﷺ کی حیات طیبہ کے بالکل آخری دور میں نازل ہوئی ہے۔علامہ ابوحیانؒ فرماتے ہیں کہ اس کے کچھ حصے صلح حدیبیہ، کچھ فتح مکہ اور کچھ حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئے تھے۔اس زمانے میں اسلام کی دعوت جزیرہ عرب کے طول وعرض میں اچھی طرح پھیل چکی تھی، دشمنان اسلام بڑی حد تک شکست کھا چکے تھے اور مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کی قائم کی ہوئی اسلامی سلطنت مستحکم ہو چکی تھی۔لہذا اس سورت میں مسلمانوں کے سماجی، سیاسی اور معاشی مسائل سے متعلق بہت سی ہدایات دی گئی ہیں۔سورت کا آغاز اس بنیادی حکم سے ہوا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے عہد و پیمان پورے کرنے چاہئیں۔اس بنیادی حکم میں اجمالی طور پر شریعت کے تمام احکام آگئے ہیں۔چاہے وہ اللہ کے حقوق سے متعلق ہیں یا بندوں کے حقوق سے متعلق۔اس ضمن میں یہ اصول بڑی تاکید کے ساتھ سمجھایا گیا ہے کہ دشمنوں کے ساتھ بھی ہر معاملہ انصاف کے ساتھ ہونا چاہیے۔یہ خوشخبری دی گئی کہ دشمنان اسلام کو اب اسلام کی پیش قدمی روکنے سے مایوسی ہو چکی ہے اور اللہ نے اپنا دین مکمل فرما دیا ہے۔اس سورت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کس قسم کی غذائیں حلال ہیں اور کس قسم کی حرام؟ اس سلسلے میں شکار کے احکامات بھی وضاحت کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔اہل کتاب کے ذبیحے اور ان کی عورتوں سے نکاح کے احکام کا بیان آیا ہے۔چوری، ڈاکے کی شرعی سزائیں مقرر فرمائی گئی ہیں۔کسی انسان کو ناحق قتل کرنا کتنا بڑا گناہ ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا ذکر کیا گیا ہے۔ شراب اور جوئے کو صریح الفاظ میں حرام قرار دیا گیا ہے، وضو اور تیمّم کا طریقہ بتایا گیا ہے۔یہودیوں اور عیسائیوں نے کس طرح اللہ سے کیے گئے عہد کو توڑا اس کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے۔

Marfat.com

''مائدہ'' عربی زبان میں دستر خوان کو کہتے ہیں اس سورت کی آیت میں ۱۱۴ میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سے ان کے متبعین نے یہ دعا کرنے کی فرمائش کی تھی کہ اللہ ان کے لئے آسمانی غذاؤں کے ساتھ ایک دستر خوان نازل فرمائے۔ اس واقعے کی مناسبت سے اس سورت کا نام ''مائدہ'' یعنی دستر خوان رکھا گیا ہے۔

۶۔ سورۃ الانعام:

یہ سورت چونکہ مکہ مکرمہ کے اس دور میں نازل ہوئی تھی جب آپ ﷺ کی دعوت اسلام اپنے ابتدائی دور میں تھی۔ اس لئے اس میں اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کو مختلف دلائل کے ذریعے ثابت کیا گیا ہے، اور ان عقائد پر جو اعتراضات کفار کی طرف سے اٹھائے جاتے تھے، ان کا جواب دیا گیا ہے۔ اس دور میں کفار مکہ کی طرف سے طرح طرح کے ظلم توڑے جارہے تھے، اس لئے ان کو تسلی بھی دی گئی ہے۔ کفار مکہ اپنے مشرکانہ عقائد کے نتیجے میں جن بے ہودہ رسموں اور بے بنیاد خیالات میں مبتلا تھے ان کی تردید فرمائی گئی ہے۔

عربی زبان میں ''انعام'' چوپایوں کو کہتے ہیں۔ عرب مشرکین مویشیوں کے بارے میں بہت سے غلط عقیدے رکھتے تھے مثلاً ان کو بتوں کے نام پر وقف کر کے ان کا کھانا حرام سمجھتے تھے۔ چونکہ اس سورت میں ان بے بنیاد عقائد کی تردید کی گئی ہے، (دیکھئے آیات، ۱۳۶ تا ۱۴۶) اس لئے اس کا نام سورۃ الانعام رکھا گیا ہے۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ چند آیتوں کو چھوڑ کر پوری سورت ایک ہی مرتبہ نازل ہوئی تھی لیکن علامہ آلوسیؒ نے اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں ان روایتوں پر تنقید کی ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

۷۔ سورۃ الاعراف:

یہ سورت بھی مکی ہے۔ اس کا بنیادی موضوع آنحضرت ﷺ کی رسالت اور آخرت کو ثابت کرنا ہے۔ اس کے ساتھ توحید کے دلائل بھی بیان ہوئے ہیں۔ خاص طور پر حضرت موسیٰؑ کے کوہ طور پر جانے کا واقعہ سب سے مفصل طریقے پر اسی سورت میں آ۔

Marfat.com

ہے۔''اعراف'' کے لفظی معانی ''بلندیوں'' کے ہیں اور اصطلاح میں یہ اسی جگہ کا نام ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان واقع ہے اور جن لوگوں کے اچھے اور برے اعمال برابر ہوں گے انہیں کچھ عرصے یہاں رکھا جائے گا پھران کے ایمان کی وجہ سے آخرکار وہ بھی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ چونکہ اسی سورت میں اعراف اور اس میں رکھے جانے والوں کا بیان تفصیل سے آیا ہے، اس لئے اس کا نام اعراف رکھا گیا ہے۔

۷۔ سورۃ الانفال:

یہ سورت تقریباً سن ۲ ہجری کے آس پاس مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے اور اس کے بیشتر مضامین جنگ بدر، اس کے واقعات اور مسائل سے متعلق ہیں۔ یہ جنگ اسلام اور کفر کے درمیان پہلے باقاعدہ معرکے کی حیثیت رکھتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح مبین عطا فرمائی اور قریش مکہ کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا۔ چنانچہ اس سورت میں اللہ نے اپنے انعامات بھی یاد دلائے ہیں اور مسلمانوں نے جس جاںنثاری کے ساتھ یہ جنگ لڑی اس کی ہمت افزائی کے ساتھ بعض ان کمزوریوں کی بھی نشاندہی فرمائی ہے جو اس جنگ میں سامنے آئیں اور آئندہ کے لئے وہ ہدایت بھی دی گئی ہے جو ہمیشہ مسلمانوں کی کامیابی اور فتح اور نصرت کا سبب بن سکتی ہے۔ جہاد اور مال غنیمت کی تقسیم کے بہت سے احکامات بھی بیان ہوئے ہیں اور چونکہ جنگ بدر اصل میں کفار مکہ کے ظلم کے پس منظر میں پیش آئی تھی اس لئے ان حالات کا بھی ذکر کیا گیا جن میں آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کا حکم ہوا۔ نیز جو مسلمان مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے ان کے لئے ضروری قرار دیا کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آجائیں۔ ہجرت کی وجہ سے میراث کی تقسیم سے متعلق کچھ احکام عارضی طور پر نافذ کئے گئے تھے۔ سورہ کے آخر میں اسی وجہ سے میراث کے کچھ مستقل احکام دیئے گئے ہیں۔

۹۔ سورۃ التوبہ:

یہ مدنی سورت ہے۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری دور میں نازل ہوئی۔ اپنے مضامین کے اعتبار سے پچھلی سورت یعنی سورۃ انفال کا تکملہ ہے۔ غالباً اس لئے عام سورتوں

Marfat.com

کے برخلاف اس سورت کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ نازل ہوئی اور نہ ہی لکھی گئی اور نہ ہی تلاوت کرتے ہوئے پڑھنی چاہیے۔ جو شخص پچھلی سورت کی تلاوت کرتا آ رہا ہو اسے یہاں بسم اللہ نہیں پڑھنی چاہیے البتہ اگر کوئی اسی سورت سے تلاوت شروع کر رہا ہے تو اسے بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ اوپر جو طریقہ لکھا گیا ہے وہی سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے۔

یہ سورت فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ عرب کے بہت سے قبائل اس انتظار میں تھے کہ آپ ﷺ کے ساتھ جنگ کا انجام کیا ہوتا ہے؟ جب قریش نے حدیبیہ والا معاہدہ توڑ دیا تو آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا۔ کسی خاص خون ریزی کے بغیر اسے فتح کر لیا۔ اس موقع پر کفار کی کمر ٹوٹ چکی تھی البتہ آخری تدبیر کے طور پر قبیلہ ہوازن نے ایک بڑا لشکر مسلمانوں سے مقابلے کے لئے جمع کیا۔ جس سے حنین کی وادی میں آخری بڑی جنگ ہوئی اور شروع میں معمولی ہزیمت کے بعد مسلمانوں کو اس میں بھی فتح ہوئی۔ اس جنگ کے بعد کے واقعات بھی اس سورت میں بیان ہوئے ہیں۔ اب عرب کے جو قبائل قریش کی وجہ سے اسلام قبول کرنے سے ڈرتے تھے یا ان کی جنگوں کے آخری انجام کے منتظر تھے ان کے دل سے اسلام کے خلاف ہر رکاوٹ دور ہو گئی اور اس طرح سے جزیرہ عرب کے بیشتر علاقے پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا اس موقع پر اللہ کی طرف سے جزیرہ عرب کو اسلام اور مسلمانوں کا بنیادی مرکز قرار دیا گیا۔ اصل منشا تو یہ تھا کہ پورے جزیرہ عرب میں کوئی بھی غیر مسلم مستقل باشندے کے طور پر باقی نہ رہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ جزیرہ عرب میں دو دین باقی نہ رہنے پائیں۔ لیکن اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بتدریج طریقہ اختیار کیا گیا۔ سب سے پہلا حدف یہ مقرر فرمایا گیا کہ جزیرہ عرب کو بتوں سے خالی کروایا جائے۔ چنانچہ جو بچے کھچے بت پرست رہ گئے تھے اور جنہوں بیس سال سے زیادہ مدت مسلمانوں کو وحشیانہ مظالم کا نشانہ بنایا تھا، ان کو اس سورت کے شروع میں مختلف مدتوں کی مہلت دی گئی جس میں اگر اسلام قبول نہ کریں تو انہیں جزیرہ عرب چھوڑنے ورنہ جنگ کا سامنا کرنے کے احکام دیئے گئے۔ مسجد حرام کو بت پرستی کی ہر نشانی سے پاک کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اس حدف کے مکمل ہونے کے بعد دوسرا مرحلہ یہود ونصریٰ کو وہاں سے نکالنے کا تھا۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں یہ مرحلہ مکمل نہ ہو سکا لیکن

Marfat.com

آپ ﷺ نے اس کی وصیت فرمادی تھی اور آیت نمبر ۲۹ میں اس کی وضاحت ہے۔

اس سے پہلے روم کے بادشاہ نے مسلمانوں کی طاقت کو دیکھ کر ایک بڑی فوج جمع کی۔ آپ ﷺ پیش قدمی کر کے اس کے مقابلے کے لئے تبوک تک تشریف لے گئے۔ اس سورت کا بڑا حصہ اس مہم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔ منافقین کی معاندانہ کاروائیاں مسلسل جاری تھیں۔ اس سورت میں ان کی بدعنوانیوں کو طشت ازبام کیا گیا ہے۔ اس سورت کو سورت توبہ اور سورت برأت بھی کہا جاتا ہے۔ برأت اس لئے کہ اس کے شروع میں مشرکین سے برأت اور دست برداری کا اعلان کیا گیا اور توبہ اس لئے کہ اس میں بعض صحابہ کرامؓ کی توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے۔ جنہوں نے تبوک کی مہم میں حصہ نہیں لیا تھا اور بعد میں اپنی اس غلطی پر توبہ کی تھی۔

۱۰۔ سورۃ یونس:

یہ سورت مکی ہے۔ بعض مفسرین نے اس کی تین آیتوں (۴۰،۹۴،۹۵) کے بارے میں خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی تھیں لیکن اس کا کوئی یقینی ثبوت موجود نہیں۔ سورت کا نام حضرت یونسؑ کے نام پر رکھا گیا ہے۔ جس حوالہ آیت نمبر ۹۸ میں آیا ہے۔ مکہ مکرمہ میں سب سے اہم مسئلہ اسلام کے بنیادی عقائد کو ثابت کرنا تھا اس لئے اکثر مکی سورتوں میں بنیادی زور توحید، رسالت اور آخرت کے مضامین پر دیا گیا ہے۔ اس سورت کے بھی مرکزی موضوعات یہی ہیں۔ اس کے ساتھ اسلام پر مشرکین عرب کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے اور ان کی غلط طرز عمل کی مذمت کی گئی اور انہیں تنبیہ کی گئی کہ اگر انہوں نے اپنی ضد جاری رکھی تو دنیا و آخرت دونوں میں اللہ کی طرف سے عذاب آسکتا ہے اس سلسلے میں پچھلے انبیائے کرامؑ میں سے حضرت موسیٰؑ کی مخالفت کے نتیجے میں فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ اور حضرت نوحؑ اور حضرت یونسؑ کے واقعات اختصار کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں کافروں کے لئے تو یہ سبق ہے کہ انہوں نے پیغمبر کی مخالفت میں جو رویہ اختیار کیا ہے تو نتیجے میں انجام بھی ایسا ہی ہوسکتا ہے۔ اور آپ اور مسلمانوں کے لئے یہ تسلی کا سامان بھی ہے کہ ان ساری مخالفتوں کے باوجود

Marfat.com

آخری انجام انشا اللہ انہی کے حق میں ہوگا۔

۱۱۔ سورۃ ہُود:

یہ سورت مکی ہے۔ اس کے مضامین پچھلی سورت کے مضامین سے ملتے جلتے ہیں البتہ سورت یونس میں جن پیغمبروں کے واقعات اختصار کے ساتھ بیان ہوئے تھے اس سورت میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا خاص طور پر حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت شعیبؑ اور حضرت لوطؑ کے واقعات زیادہ تفصیل سے اور انتہائی بلیغ اور موثر اسلوب میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ بتانا یہ مقصود ہے اللہ کی نافرمانی بڑی بڑی زور آور قوموں کو تباہ کر چکی ہے اور جب انسان اس نافرمانی کی وجہ سے اللہ کے قہر و رضا کا مستحق ہو جائے تو چاہے وہ کتنے بڑے پیغمبر سے قریبی رشتہ رکھتا ہو اس کا یہ رشتہ اسے عذابِ الٰہی سے نہیں بچا سکتا جیسا کہ حضرت نوحؑ کے بیٹے اور حضرت لوطؑ کی بیوی کو نہیں بچا سکا۔ اس سورت میں عذاب الٰہی کے واقعات اتنے موثر انداز میں بیان ہوئے ہیں اور دین میں استقامت کا حکم اتنی تاکید سے فرمایا گیا ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے سورت ہود اور اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ ان سورتوں میں جو تنبیہ کی گئی ہے اس بنا پر آپ ﷺ کو اپنی امت کے بارے میں بھی یہ خوف لگا ہوا تھا کہ وہ اپنی نافرمانی کی وجہ سے اسی طرح کسی عذاب کا شکار نہ ہو جائیں۔

۱۲۔ سورۃ یوسف:

یہ سورت بھی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ بعض روایات میں ہے کہ کچھ یہودیوں نے آپ ﷺ سے سوال کروایا تھا کہ بنی اسرائیل کے لوگ جو فلسطین کے باشندے ہیں مصر جا کر کیوں آباد ہوئے؟ ان لوگوں کا خیال تھا کہ آپ ﷺ کے پاس تاریخ معلوم کرنے کا کوئی طریقہ نہیں اس لئے جواب نہیں دے پائیں گے اور ان کو یہ پروپیگنڈہ کرنے کو موقع مل جائے کہ آپ ﷺ (معاذ اللہ) سچے نبی نہیں ہیں۔ اس سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ پوری سورت نازل فرمائی۔ جس میں پوری تفصیل کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کا

Marfat.com

واقعہ بیان فرمایا گیا ہے۔ دراصل بنو اسرائیل کے جد امجد حضرت یعقوب علیہ السلام تھے انہی کا دوسرا نام حضرت اسرائیل تھا۔ ان کے بارہ صاحب زادے تھے۔ انہی کی نسل سے بنو اسرائیل کے بارہ قبیلے پیدا ہوئے۔ حضرت یعقوبؑ اپنے صاحب زادوں کے ساتھ فلسطین میں آباد تھے جن میں حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی بن یامینؓ بھی شامل تھے۔ ان دونوں کے سوتیلے بھائیوں نے سازش کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال دیا جہاں سے ایک قافلے نے اٹھا کر مصر کے ایک سردار کے ہاتھ بیچ دیا۔ شروع میں غلامی کی زندگی بسر کی لیکن اس واقعے کے تحت جس کی تفصیل اس سورت میں آرہی ہے اس سردار کی بیوی زلیخا نے انہیں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ مصر کے بادشاہ کے ایک خواب کی صحیح تعبیر دینے پر بادشاہ ان پر مہربان ہوا اور انہیں باعزت بری کر دیا بلکہ وزیر خزانہ مقرر کر دیا اور بعد میں حکومت کے سارے اختیارات انہیں سونپ دیئے۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو فلسطین سے مصر بلوا لیا اور اس طرح بنو اسرائیل فلسطین سے مصر منتقل ہو گئے۔ اس واقعے کو اتنی تفصیل کے ساتھ بیان کر کے اللہ نے کافروں پر ایک حجت قائم فرما دی جو آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے تھے۔ یہ بات ان پر بھی واضح تھی کہ اس واقعے کے علم ہونے کا آپ ﷺ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔ لہذا یہ تفصیل آپ ﷺ کو وحی کے علاوہ کسی اور طریقے سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس کے علاوہ مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو جن تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا ان کے پیش نظر اس واقعے میں آپ ﷺ کے لئے تسلی کا بڑا سامان تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کی سازش کے نتیجے میں بڑے سخت حالات گزارے لیکن آخر کار انہیں عزت وشوکت اور سر بلندی عطا ہوئی۔ اور جن لوگوں نے انہیں تکلیفوں کا نشانہ بنایا ان سب کو ان کے آگے جھکنا پڑا۔ اسی طرح آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں تکلیفیں اٹھانا پڑیں لیکن آخر کار یہ سازشی لوگ آپ ﷺ کے آگے جھکے اور حق غالب ہوا۔ مومن کی تکلیفیں اس کی آزمائش ہوتی ہیں۔ فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے اور مومن ہمیشہ ثابت قدم رہتا ہے۔

۱۳۔ سورۃ الرّعد:

Marfat.com

یہ سورت بھی ہجرت سے پہلے نازل ہوئی تھی اور اس کا بنیادی موضوع اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کے اثبات اور ان پر عائد کئے جانے والے اعتراضات کا جواب ہے۔پچھلی سورت یعنی سورہ یوسف کے آخر (آیت نمبر ۱۰۵) میں اللہ نے فرمایا تھا کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کی قدرت اور اس کی وحدانیت کی بہت سی نشانیاں پھیلی ہوئی ہیں۔لیکن کفار ان کی طرف دھیان دینے کی بجائے ان سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔اس سورت میں کائنات کی ان نشانیوں کی کچھ تفصیل بیان کی گئی ہے جو پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ جس قادرِ مطلق نے اس کائنات کا یہ محیر العقول نظام بنایا ہے اسے اپنی خدائی قائم کرنے کے لئے کسی مددگار یا شریک کی ضرورت نہیں۔اگر انصاف کے ساتھ غور کیا جائے تو کائنات کا ہر زرہ اللہ کی توحید کی بھی گواہی دیتا ہے اور اس بات کی بھی کہ سارا نظام اس نے بے مقصد پیدا نہیں کیا اس کا یقیناً کوئی مقصد ہے۔اور یہ کہ اس دنیوی زندگی کے ہر کام کا کسی دن حساب ہونا ہے۔اس دن نیکیوں کا انعام اور برائیوں کی سزا دی جائے گی۔اس سے خود بخود آخرت کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔پھر نیکی اور برائی کا تعین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کی طرف سے واضح ہدایات بندوں کو دی جائیں۔ان ہدایات کا ذریعہ اللہ کے پیغمبر ہیں جو وحی کے ذریعے اللہ کے احکام جان کر دنیا تک پہنچاتے ہیں۔لہذا اس سے رسالت کا عقیدہ بھی ثابت ہوتا ہے۔کائنات کی جو نشانیاں اس سورت میں بیان کی گئی ہیں اس میں بادلوں کی گرج چمک بھی ہے۔عربی میں گرج کو ''رعد'' کہا جاتا ہے اسی پر اس سورت کا نام رعد رکھا گیا۔

۱۴۔سورۃ ابراھیم:

دوسری مکی سورتوں کی طرح اس سورت کا موضوع بھی اسلام کے بنیادی عقائد کا اثبات اور ان کا انکار کرنے کے خوفناک نتائج پر تنبیہ ہے۔چونکہ عرب کے مشرکین حضرت ابراھیمؑ کو مانتے تھے اس لئے سورت کے آخر سے پہلے رکوع میں ان کی پُر اثر دعا نقل فرمائی گئی ہے، جس میں انہوں نے شرک اور بت پرستی کی صاف صاف بُرائی بیان کرتے ہوئے اللہ سے درخواست کی ہے کہ انہیں اور ان کے بیٹوں کو بت پرستی سے محفوظ رکھا جائے اسی وجہ

Marfat.com

سے سورت کا نام سورۃ ابراھیم ہے۔

۱۵۔ سورۃ الحجر:

اس سورت کی آیت نمبر۹۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکہ مکرمہ میں آں حضرت ﷺ کی بعثت کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی تھی۔ کیوں کہ اس آیت میں پہلی بار آپ کو کھل کر اسلام کی عام تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے۔ سورت کے شروع میں یہ حقیقت بیان فرمائی گئی ہے کہ قرآن کریم اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی کتاب ہے اور جو لوگ اس کی مخالفت کر رہے ہیں ایک وقت آئے گا وہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ اسلام لے آتے۔ یہ لوگ آں حضرت ﷺ کو کبھی (معاذ اللہ) مجنون کہتے کبھی کاہن۔ ان باتوں کی تردید کرتے ہوئے حقیقت آیت نمبر۱۷ اور ۱۸ میں بیان کی گئی ہے۔ ان لوگوں کے کفر کی اصل وجہ ان کا تکبر تھا۔ ابلیس کا واقعہ آیت نمبر ۲۶ تا ۴۴ میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کے تکبر نے کس طرح اس کو اللہ کی رحمت سے محروم کیا۔ کفار کی عبرت کے لئے حضرت ابراھیمؑ، حضرت لوطؑ، حضرت شعیبؑ اور حضرت صالحؑ کے واقعات اختصار کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ کافروں کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے وہ یہ نہ سمجھیں کہ ان کی محبت بے کار جا رہی ہے، ان کا فریضہ اتنا ہے کہ وہ مؤثر انداز میں تبلیغ کریں جو وہ بہترین طریقے پر انجام دے رہے ہیں۔ نتائج کی ذمہ داری ان پر نہیں ہے۔ سورت کا نام قوم ثمود کی بستیوں کے نام پر رکھا گیا جو ''حجر'' کہلاتی تھیں اور ان کا ذکر اس سورت کی آیت نمبر ۸۰ میں آیا ہے۔

۱۶۔ سورۃ النحل:

اس سورت کا بنیادی موضوع اللہ کی ان نعمتوں کا مفصل بیان ہے جو اللہ نے اس کائنات میں انسان کے فائدے کے لئے پیدا فرمائی ہیں۔ اس لئے اس سورت کا نام ''سورۃ النعم'' نعمتوں کی سورت بھی کہا جاتا ہے۔ عرب کے مشرکین عام طور پر یہ مانتے تھے کہ ان میں بیشتر نعمتیں اللہ کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ اس کے باوجود یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ کی

Marfat.com

خدائی میں وہ بت بھی شریک ہیں جن کی وہ عبادت کرتے ہیں۔اس طرح اللہ کی ان نعمتوں کا تذکرہ کر کے انہیں توحید پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے۔ان کے اعتراضات کا جواب دیا گیا اور ایمان نہ لانے کی صورت میں انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا گیا۔یہ سورت جس زمانے میں نازل کی گئی اس وقت مسلمان کفار کے ظلم وستم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو رہے تھے۔آیت نمبر ۴۲ میں انہیں ان کو تسلی دی گئی کہ ان کے مصائب و آلام کا دور ختم ہونے والا ہے اور انہیں دنیا میں اچھا ٹھکانا عطا ہوگا اور آخرت میں بھی بڑا اجر وثواب عطا ہوگا۔بشرطیکہ وہ صبر کریں اور اللہ پر بھروسہ کریں۔سورت کے آخر میں اسلامی شریعت کے کچھ احکام بھی بیان فرمائے گئے ہیں جو ایک مسلمان کے طرزِ عمل کی بنیاد ہونے چاہئیں۔ ’’نحل‘‘ عربی میں شہد کی مکھی کو کہتے ہیں اس سورت کی آیت نمبر ۶۸ میں اللہ نے اپنے انعامات کا تذکرہ کرتے ہوئے شہد کی مکھی کا حوالہ دیا کہ وہ کس طرح اللہ کے حکم سے پہاڑوں اور جنگلوں میں اپنے چھتے بناتی اور شہد پیدا کرتی ہے۔اس لئے سورت کا نام ’’نحل‘‘ رکھا گیا۔

۱۷ سورۃ بنی اسرائیل:

اس سورت کی سب سے پہلی آیت یہ بتا رہی ہے کہ اس کا نزول معراج مبارک کے واقعے کے بعد ہوا ہے۔زیادہ تر روایات کا رجحان اس طرف ہے کہ یہ عظیم واقعہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کے دس سال بعد اور ہجرت سے تین سال پہلے پیش آیا۔اس وقت اسلام کا پیغام بت پرستوں، یہودیوں اور عیسائیوں تک بھی پہنچ گیا تھا۔اس سورت میں معراج کے غیر معمولی واقعے کا حوالہ دے کر آنحضرت ﷺ کی رسالت کا ناقابل انکار ثبوت فراہم کر دیا گیا ہے۔اس کے بعد بنو اسرائیل کے واقعے کا ذکر فرمایا گیا کہ کس طرح انہیں دو مرتبہ اللہ کی نافرمانی کی پاداش میں ذلت و رسوائی اور دشمن کے ہاتھوں بربادی کا سامنا کرنا پڑا۔اس طرح مشرکین عرب کو سبق دیا گیا کہ وہ قرآن کی مخالفت سے باز آجائیں ورنہ ان کو یہی انعام پیش آسکتا ہے۔قرآن کریم ہی وہ واحد کتاب ہے جو اعتدال کے ساتھ سیدھے رستے کی طرف ہدایت کر رہی ہے (آیت نمبر ۹) پھر آیت نمبر ۲۲ تا ۳۸ تک مسلمانوں کو ان

Marfat.com

کے دینی معاشرتی اور اخلاقی طرزِ عمل کے بارے میں نہایت اہم ہدایات دی گئی ہیں اور مشرکین کے نامعقول اور معاندانہ طرزِ عمل کی مذمت کر کے ان کے اعتراضات کا جواب دیا گیا اور مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتے رہیں۔

چونکہ سورت کے شروع میں بنواسرائیل کے دو اہم واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے اس لئے سورت کا نام سورت بنی اسرائیل ہے اور اس کا دوسرا نام ''سورۃ الاسراء'' بھی ہے ''اسراء'' سفرِ معراج کو، خاص کر کے سفر کے اس حصے کو کہتے ہیں جس میں آپ ﷺ مسجد حرام سے بیت المقدس تک لے جایا گیا۔ سورت کا آغاز ہی اس معجزانہ سفر کے تذکرے سے ہوا ہے۔ اس لئے اس کو ''سورۃ الاسراء'' بھی کہتے ہیں۔

۱۸۔ سورۃ الکھف:

حافظ بن طبریؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس سورت کا شانِ نزول یہ نقل کیا ہے کہ مکہ مکرمہ کے کچھ سرداروں نے دو آدمی مدینہ منورہ کے یہودی علما کے ہیں یہ معلوم کرنے کے لئے بھیجے کہ تورات اور انجیل کے یہ علماء آں حضرت ﷺ کے دعوائے نبوت کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ یہودی علما نے ان سے کہا آپ آنحضرت ﷺ سے تین سوالات کیجئے، اگر وہ اس کا صحیح جواب دیں تو سمجھ لینا واقعی وہ اللہ کے نبی ہیں اگر صحیح جواب نہ دیں تو نبوت کا دعویٰ صحیح نہیں ہے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ ان نوجوانوں کا وہ عجیب واقعہ بیان کریں جو کسی زمانے میں شرک سے بچنے کے لئے کسی غار میں چھپ گئے تھے۔ دوسرا اس شخص کا حال بتائیں جس نے مشرق سے مغرب تک پوری دنیا کا سفر کیا تھا۔ تیسرے اس سے پوچھیں روح کی حقیقت کیا ہے۔ چنانچہ یہ دونوں شخص مکہ مکرمہ واپس آئے اور اپنی برادری کے لوگوں کو ساتھ لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور یہ تین سوال پوچھے۔ تیسرے سوال کا جواب تو پچھلی سورت میں (۱۷:۸۵) آچکا ہے۔ پہلے دو سوالات کے جوابات میں یہ سورت نازل ہوئی جس میں غار میں چھپنے والوں کا واقعہ تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ انہی کو اصحاب کہف کہا جاتا ہے۔ کہف عربی میں غار کو کہتے ہیں۔ اس غار کے نام پر سورت کو سورہ

Marfat.com

کہف کہا جاتا ہے۔ دوسرے سوال کے جواب میں سورت کے آخر میں ذوالقرنین کا واقعہ ہے جنہوں نے مشرق و مغرب کا سفر کیا تھا۔ اس کے علاوہ اسی سورت میں حضرت موسیٰؑ کا واقعہ بھی بیان فرمایا گیا ہے جس میں وہ حضرت خضرؑ کے پاس تشریف لے گئے تھے اور کچھ عرصہ ان کے ساتھ سفر کیا۔ یہ تین واقعات اس سورۃ کے مرکزی موضوع ہیں۔ اس کے علاوہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو جو خدا کا بیٹا قرار دیا اس سورت میں بطور خاص اس کی تردید بھی کہ اور حق کا انکار کرنے والوں کو وعید بھی سنائی ہے اور حق کے ماننے والوں کو نیک انجام کی خوشخبری بھی دی گئی ہے۔

سورۃ کہف کی تلاوت کے کئی فضائل ہیں جمعہ کے دن اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اسی لئے بزرگان دین کا معمول رہا کہ وہ جمعہ کے دن اس کی تلاوت کا خاص اہتمام کرتے تھے۔

۱۹۔ سورۃ مریم:

اس سورت کا بنیادی مقصد حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ حضرت مریمؑ کے بارے میں صحیح عقائد کی وضاحت اور ان کے بارے میں عیسائیوں کی تردید ہے۔ اگرچہ مکہ مکرمہ میں جہاں یہ سورت نازل ہوئی عیسائیوں کی کوئی خاص آبادی نہیں تھی لیکن مکہ مکرمہ کے بت پرست کبھی کبھی آپ ﷺ کے دعوائے نبوت کی تردید کے لئے عیسائیوں سے مدد لیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ بہت سے صحابہؓ کفار مکہ سے تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے جہاں عیسائی مذہب کی حکمرانی تھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ مسلمان حضرت عیسیٰ، حضرت مریمؑ، حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ کی صحیح حقیقت سے واقف ہوں۔ چنانچہ اس سورت میں ان حضرات کے واقعات اسی سیاق و سباق میں بیان ہوئے ہیں اور یہ واضح کرنا ضروری تھا کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے نہیں ہیں بلکہ وہ انبیائے کرام علیہ السلام کے ہی مقدس سلسلے کی ایک کڑی ہیں۔ اس لئے دوسرے انبیائے کرام علیہ السلام کا مختصر تذکرہ اس سورت میں آیا ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ ولادت اور اس وقت حضرت مریم علیہ السلام کی کیفیات سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ اس سورت میں بیان ہوئی

Marfat.com

ہیں۔اس لئے سورت کا نام سورۃ مریم رکھا گیا۔

۲۰۔سورۃ طٰہٰ:

یہ سورت مکہ مکرمہ کے بالکل ابتدائی دور میں نازل ہوئی تھی مستند روایات سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ اسی سورت کو سن کر اسلام لائے۔ان کی بہن حضرت فاطمہؓ اور ان کے بہنوئی حضرت سعید بن زیدؓ ان سے پہلے خفیہ طور پر اسلام لا چکے تھے جس کا انہیں پتہ نہیں تھا۔ایک روز وہ گھر سے آنحضرت ﷺ کو (نعوذ باللہ) قتل کرنے کے ارادے سے نکلے راستے میں نعیم نامی ایک صاحب نے انہیں کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لیں، بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔حضرت عمرؓ غصے کے عالم میں گھر آئے تو حضرت خباب بن ارتؓ سے بہن اور بہنوئی سورۃ طٰہٰ پڑھ رہے تھے۔حضرت عمرؓ کو آتے دیکھا تو صحیفہ چھپا دیا لیکن آپؓ تلاوت کی آواز سن چکے تھے۔انہوں نے کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ مسلمان ہو چکے ہو یہ کہہ کر بہن اور بہنوئی کو بہت مارا۔اس وقت دونوں نے کہا آپ ہمیں کوئی بھی سزا دیں ہم مسلمان ہو چکے ہیں اور حضرت محمد ﷺ پر جو کلام اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ پڑھ رہے تھے۔حضرت عمرؓ نے کہا اچھا مجھے دکھاؤ وہ کلام کیسا ہے، بہن نے ان سے غسل کروا کر صحیفہ انہیں دکھایا جس میں سورۃ طٰہٰ لکھی تھی اسے پڑھ کر حضرت عمرؓ مبہوت رہ گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ یہ کلام انسان کا کلام نہیں ہو سکتا۔حضرت خبابؓ نے بھی انہیں اسلام لانے کی ترغیب کی اور بتایا کہ آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی ہے کہ اللہ ابوجہل یا عمر بن خطاب میں سے کسی کو اسلام کی توفیق دے کر اسلام کی قوت کا سامان پیدا فرما دے۔چنانچہ وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔جس زمانے میں سورت نازل ہوئی وہ مسلمانوں کے لئے بڑی آزمائش اور تکلیفوں کا زمانہ تھا۔کفار مکہ نے ان پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا اس لئے اس سورت کا بنیادی مقصد ان کو تسلی دینا تھا کہ اس قسم کی آزمائش حق کے علم برداروں کو پیش آئیں لیکن آخری انجام انہی کے حق میں ہوا ہے۔چنانچہ اسی سلسلے میں حضرت موسیٰؑ کا واقعہ نہایت تفصیل کے ساتھ اسی سورت میں بیان ہوا ہے جس سے دونوں باتیں ثابت ہوتی ہیں اور یہ بھی کہ ایمان والوں کو آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا

Marfat.com

ہے۔ یہ بھی کہ آخری فتح انہی کی ہوتی ہے۔اس کے علاوہ یہ بھی ثابت کرنا مقصود ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہ السلام کی بنیادی دعوت ایک ہی ہوتی ہے کہ انسان خدائے واحد پر ایمان لائے اور اس کے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

۲۱۔سورۃ الانبیاء:

اس سورت کا بنیادی مقصد اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کا اثبات ہے اور ان عقائد کے خلاف کفار مکہ جو اعتراضات اٹھایا کرتے تھے سورت میں ان کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی نبوت پر ان کو ایک اعتراض یہ تھا کہ ہم جیسے انسان کو پیغمبر بنا کر کیوں بھیجا گیا۔اس کے جواب میں فرمایا گیا انسانوں کے پاس انسان ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجنا مناسب تھا اور اس ضمن میں بہت سے پچھلے پیغمبروں کا حوالہ دیا گیا کہ وہ سب انسان ہی تھے اور انہوں نے اپنی اپنی قوموں کو انہی عقائد کی تعلیم دی تھی جو آپ ﷺ کے عقائد ہیں۔انبیاء کرام علیہ السلام کے اسی حوالے سے سورت کا نام سورۃ الانبیاء رکھا گیا۔

۲۲۔سورۃ الحج:

اس سورت کا کچھ حصہ مدنی اور کچھ مکی ہے۔اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ حج کی عبادت حضرت ابراھیمؑ کے زمانے میں کس طرح شروع ہوئی اس کے بنیادی ارکان کیا ہیں؟ اسی وجہ سے سورت کا نام سورۂ حج ہے۔مکہ مکرمہ میں مشرکین نے مسلمانوں کو طرح طرح کے ظلم کا نشانہ بنایا تھا، وہاں مسلمانوں کو صبر کی تلقین کی جاتی تھی لیکن مدینہ منورہ آنے کے بعد اس سورت میں مسلمانوں کو کفار کے ظلم وستم کے مقابلے میں جہاد کی اجازت دی گئی اور فرمایا کہ جن کافروں نے مسلمانوں پر ظلم کر کے گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا ہے مسلمان ان کے خلاف تلوار اٹھا سکتے ہیں۔اس طرح جہاد کو عبادت قرار دے کر یہ خوشخبری دی گئی کہ نہ صرف اس کا ثواب آخرت میں ملے گا بلکہ دنیا میں بھی مسلمانوں کو انشااللہ فتح ہوگئی۔اس کے علاوہ اسلام کے بنیادی عقائد بھی بیان کئے گئے ہیں۔سورت کا آغاز آخرت کے بیان

Marfat.com

سے ہوا ہے جس میں قیامت کے ہولناک منظر کو بڑے مؤثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

۲۳۔سورۃ المومنون:

اس سورت کے شروع میں اللہ نے وہ بنیادی صفت ذکر فرمائی ہیں جو مسلمانوں میں پائی جاتی تھیں۔ مسند احمد میں حضرت عمرؓ کے حوالے سے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ اس سورت کی پہلی دس آیتوں میں جو باتیں ذکر کی گئی ہیں، اگر کوئی شخص وہ ساری باتیں اپنے اندر پیدا کر لے تو سیدھا جنت میں جائے گا۔ اس لئے اس سورت کا نام ''مومنون'' ہے یعنی وہ سورت جو بیان کرتی ہے کہ مسلمانوں کو کیسا ہونا چاہیے۔ نیز نسائی میں روایت ہے کہ ایک صاحب نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کے اخلاق و اوصاف کیسے تھے؟ اس کے جواب میں حضرت عائشہؓ نے سورۃ مومنون کی یہ دس آیتیں تلاوت فرمائیں۔ یہ سب آپ کے اوصاف تھے۔ سورت کا بنیادی مقصد انسان کو اس کی اصلیت کی طرف متوجہ کر کے اس بات پر غور وفکر کی دعوت دینا ہے کہ اس کے دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے؟ مرنے کے بعد انسان کا انجام کیا ہوگا؟ اس کے علاوہ حضرت نوحؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک بہت سے انبیائے کرامؑ کے واقعات دہرائے گئے ہیں تاکہ یہ واضح ہو جائے سب پیغمبروں کی دعوت تواتر کے ساتھ ایک ہی تھی۔ جن لوگوں نے انکار کیا انہیں اللہ کی طرف سے عذاب کا نشانہ بنایا گیا۔ مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کر کے اس کی نیکیوں اور برائیوں کا حساب لیں گے اور ہر انسان کو اپنے عقیدے اور عمل کے اعتبار سے جزا وسزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس عقیدے کو کائنات میں پھیلی ہوئی قدرت خداوندی کی نشانیوں کی طرف متوجہ کر کے ثابت کیا گیا ہے۔

۲۴ سورۃ النور:

اس سورت کا مرکزی موضوع معاشرے میں بے حیائی اور فحاشی کو روکنے اور عفت و عصمت کو فروغ دینے کے لئے ضروری ہدایات اور احکام دینا ہے۔ پچھلی سورت میں مومنوں کی جو خصوصیات بیان فرمائی گئی ہیں ان میں ایک یہ تھی وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت

Marfat.com

کرتے ہیں یعنی باعفت زندگی گزارتے ہیں۔اس سورت میں باعفت زندگی گزارنے کے ضروری تقاضے بیان فرمائے گئے ہیں۔سورت کے شروع ہی میں زنا کی شرعی سزا بیان فرمائی گئی ہےاور ساتھ ساتھ یہ بتایا گیا کہ جس طرح زنا انتہائی گھناونا جرم ہےاسی طرح کسی بے گناہ پر بغیر شرعی ثبوت کے زنا کا الزام لگانا سخت گناہ ہے بلکہ اس پر سخت قانونی سزا مقرر فرمائی گئی ہے۔

غالب گمان یہ ہے کہ یہ سورت ہجرت کے بعد چھٹے سال نازل ہوئی اس سال آپ ﷺ کو ایک قبیلے بنوالمصطلق کے بارے میں یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ آپ پر حملہ کرنے کے لئے ایک لشکر جمع کر رہا ہے۔آپ ﷺ نے اس کے حملے سے پہلے پیش قدمی کر کے اس کے عزائم کو خاک میں ملا دیا۔اس سفر سے واپسی پر منافقین نے حضرت عائشہؓ پر ایک بے بنیاد تہمت لگائی اور اسے مدینہ منورہ میں بڑے پیمانے پر شہرت دی۔اسی سورت کی آیات ۱۱ تا ۲۰ حضرت عائشہ کی برأت کا اعلان کرنے کے لئے نازل ہوئیں۔جن لوگوں نے تہمت لگانے کا گھناونا جرم کیا تھا ان کو سخت عذاب کی وعیدیں سنائی گئیں۔نیز عفت وعصمت کی حفاظت کے پہلے قدم کے طور پر خواتین کو پردے کے احکام بھی اسی سورت میں دیئے گئے ہیں اور دوسروں کے گھر جانے کے لئے ضروری احکام وآداب کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔

۲۵سورۃ الفرقان:

یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس کا بنیادی مقصد اسلام کے بنیادی عقائد کا اثبات اوراس کے بارے میں کفار مکہ کے مختلف اعتراضات کا جواب دینا ہے۔نیز اللہ نے کائنات میں انسان کے لئے جو بے شمار نعمتیں پیدا کی ہیں،انہیں یاد دلا کر اللہ کی فرمانبرداری ،اس کے توحید کا اقرار اور شرک سے علیحدگی کی طرف دعوت دی گئی ہے۔سورت کے آخر میں نیک بندوں کی خصوصیات بیان فرمائی گئی ہیں اوران کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آخرت میں جو اجروثواب رکھا ہےاس کا بیان فرمایا گیا ہے۔

Marfat.com

۲۶۔سورۃ الشّعرآء:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت کے مطابق یہ سورت، سورۃ واقعہ کے بعد نازل ہوئی۔ یہ آپ ﷺ کی مکہ زندگی کا وہ زمانہ تھا جس میں کفار مکہ آپ کی دعوت کی پرزور مخالفت کرتے ہوئے معجزات دکھانے کا مطالبہ کررہے تھے۔اس سورت کے ذریعے آپ ﷺ کو تسلی دی گئی اور کائنات میں پھیلی قدرت کی نشانیوں کی طرف توجہ دلا کر اشارہ فرمایا گیا کہ اللہ کی قدرت کی یہ نشانیاں اس کی توحید کی ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔اگر کسی کے دل میں انصاف ہو اور وہ حق کو تلاش کرنا چاہتا ہو تو قدرت کی یہ نشانیاں اس کی توحید کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔اس ضمن میں پچھلے انبیائے کرام اور ان کی امتوں کے واقعات بیان کرنے کے لئے سنائے گئے ہیں کہ ان کی قوموں نے جو معجزات مانگے تھے تو انہیں وہ معجزات دکھائے گئے لیکن وہ پھر بھی نہ مانے جس کے نتیجے میں عذاب الٰہی کا سامنا کرنا پڑا، کیوں کہ اللہ معجزات دیکھنے کے باوجود ایمان نہ لانے والوں کو ہلاک کردیتا ہے۔اس لئے کفار مکہ کو مہلت دی جارہی تھی کہ وہ معجزات کا مطالبہ کرنے کی بجائے توحید ورسالت کے دوسرے دلائل پر کھلی آنکھوں سے غور کر کے ایمان لائیں اور ہلاکت سے بچ جائیں ۔کفار مکہ آں حضرت ﷺ کو کبھی کاہن کہتے کبھی جادوگر کبھی شاعر، سورت کے آخر میں ان باتوں کی مدلّل تردید فرمائی گئی ہے۔کاہنوں اور شاعروں کی خصوصیات بیان کر کے جتایا گیا ہے کہ ان میں سے کوئی بات آں حضرت ﷺ میں نہیں پائی جاتی۔اسی ضمن میں آیت نمبر ۲۲۷ نے شعراء کی خصوصیات بیان کی ہیں۔اسی وجہ سے سورت کا نام شعراء رکھا گیا ہے۔

۲۷۔سورۃ النمل:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے مطابق یہ پچھلی سورت کے فوراً بعد نازل ہوئی۔اس کا موضوع بھی اسلام کے بنیادی عقائد کا اثبات اور کفر کے بُرے نتائج کا بیان ہے۔حضرت موسیٰؑ اور حضرت صالحؑ کے واقعات کی طرف مختصر اشارہ کر کے فرمایا گیا ہے کہ ان قوموں نے دولت اور سماجی رتبہ پر گھمنڈ کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی رسالت کا انکار

Marfat.com

کرتے رہے۔ دوسری طرف حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے ہر طرح کی دولت اور بے نظیر بادشاہت سے نوازا تھا لیکن یہ دولت اللہ کے احکامات پر عمل کرنے سے مانع نہیں ہوئی۔ اسی طرح ملک سبا کی ملکہ بلقیس بھی بہت دولت مند تھی لیکن حق واضح ہونے بعد فوراً حق قبول کر لیا۔ اس سیاق وسباق میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور سبا کی ملکہ کا واقعہ اس سورت میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اس کے بعد کائنات میں پھیلی ہوئی قدرت خداوندی کی نشانیوں کو بڑے مؤثر انداز میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ جن سے اللہ کی وحدانیت ثابت ہوتی ہے۔ نمل کے معنی عربی میں چیونٹی کے ہوتے ہیں اور چونکہ اس سورت کی آیت نمبر ۱۸ میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹیوں کی وادی کے پاس سے گزرے اس لئے سورت کا نام سورۃ نمل رکھا گیا۔

۲۸۔ سورۃ القصص:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت ہے کہ یہ سورت سورہ نمل کے بعد نازل ہوئی تھی اور مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخری سورت ہے جو مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ سورت کا مرکزی موضوع آپ ﷺ کی رسالت اور دعوت کی سچائی کو ثابت کرنا ہے۔ سورت کی پہلی ۴۳ آیتوں میں حضرت موسیٰؑ کی ابتدائی زندگی کی وہ تفصیلات بیان فرمائی ہیں جو کسی اور سورت میں بیان نہیں ہوئیں۔ اس واقعے کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد آیات ۴۴ تا ۴۷ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ان واقعات کو معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اس کے باوجود جب آپ یہ واقعہ بیان فرمارہے ہیں تو اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آپ پر اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ کفار مکہ کی طرف سے آپ کی نبوت اور رسالت جو اعتراضات کئے جاتے تھے ان کا شافی جواب بھی اسی سورت میں دیا گیا ہے اور آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ جو لوگ ضد پر اڑے ہوئے ہیں ان کے طرز عمل کی کوئی ذمہ داری آپ ﷺ پر عائد نہیں ہوتی۔ پھر کفار مکہ جن جھوٹے خداؤں پر ایمان رکھتے ہیں ان کی تردید کی گئی۔ قریش کے بڑے بڑے سردار اپنی دولت پر غرور کی وجہ سے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول

Marfat.com

کرنے سے انکار کرتے تھے ان کی عبرت کے لئے آیت ۷۶ تا ۸۲ میں قارون کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جو حضرت موسیٰ ؑ کے زمانے میں سب سے زیادہ دولت مند تھا، لیکن اس کی دولت اسے تباہی سے نہ بچاسکی جو غرور اور ضد کے نتیجے میں اس پر آکر رہی۔ سورت کے آخر میں آپ ﷺ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اگرچہ اس وقت آپ ﷺ بے سروسامانی کی حالت میں مکہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے لیکن اللہ آپ کو فاتح کی حیثیت سے دوبارہ مکہ مکرمہ واپس آنے کا موقع عنایت فرمائے گا۔

۲۹۔ سورۃ العنکبوت:

یہ سورت مکہ مکرمہ کے اس دور میں نازل ہوئی تھی جب مسلمانوں کو ان کے دشمنوں کے ہاتھوں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھانی پڑ رہی تھیں۔ بعض اوقات ان تکلیفوں کی شدت سے مسلمان پریشان ہوتے اور ان کی ہمت ٹوٹنے لگتی تھی اس سورت میں اللہ نے ایسے مسلمانوں کو بڑی قیمتی ہدایات عطا فرمائی ہیں۔ اول تو سورت کے بالکل شروع میں فرمایا گیا کہ اللہ نے مومنوں کے لئے دو جنت تیار فرمائی ہیں وہ اتنی سستی نہیں کہ کسی تکلیف کے بغیر حاصل ہو جائیں۔ ایمان لانے کے بعد انسان کو مختلف آزمائشوں سے گذرنا ہی پڑتا ہے۔ دوسرے یہ تسلی دی گی کہ یہ ساری تکلیفیں عارضی نوعیت کی ہیں آخر کار ایک وقت آنے والا ہے جب ظالموں کو ظلم کی طاقت نہیں رہے گی اور غلبہ اسلام اور مسلمانوں ہی کو حاصل ہوگا۔ اسی پس منظر میں اللہ نے اس سورت میں پچھلے کئی انبیائے کرامؑ کے واقعات سنائے ہیں جس میں ہر واقعے میں یہی ہوا کہ شروع میں ایمان لانے والوں کو تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن آخر کار اللہ نے ظالموں کو برباد کیا اور مظلوم مومنوں کو فتح عطا فرمائی۔ مکی زندگی کے اس زمانے میں کئی واقعات ایسے پیش آئے کہ اولاد مسلمان ہوگئی اور والدین کفر پر بضدر ہے اور اپنی اولاد کو واپس کفر اختیار کرنے پر مجبور کرنے لگے۔ ان کا کہنا تھا کہ والدین ہونے کی وجہ سے ان کی اولاد کو دین و مذہب کے معاملے میں ان کی فرمانبرداری کرنی چاہیے۔ اس سورت کی آیت نمبر ۸ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ انسان کا فرض ہے لیکن وہ کفر یا اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں تو اطاعت جائز نہیں ہے۔ جن مسلمانوں کے لئے

Marfat.com

مکہ مکرمہ کے کافروں کا ظلم وستم نا قابل برداشت ہو رہا تھا ان کو اس سورت میں نہ صرف اجازت بلکہ ترغیب دی گئی کہ وہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں وہ اطمینان کے ساتھ دین پر عمل کر سکیں۔ بعض کافر لوگ مسلمانوں پر زور دیتے ہیں کہ دین اسلام کو چھوڑ دو اور اگر اس کے نتیجے میں اللہ کی طرف سے کوئی سزا آئی تو ہم بھگت لیں گے۔ اس سورت کی آیات ۱۲، ۱۳ میں اس لغو پیشکش کی حقیقت واضح کر دی گئی ہے کہ آخرت میں کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا۔ اس کے علاوہ توحید، رسالت اور آخرت کے دلائل بھی اس سورت میں بیان ہوئے ہیں اور اس سلسلے میں جو اعتراضات کافروں کی طرف سے اٹھائے جاتے ہیں ان کا جواب بھی دیا گیا ہے۔

عنکبوت عربی میں مکڑی کے جالے کو کہتے ہیں اور اس سورت کی آیت نمبر ۴۱ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مشرکین کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے مکڑی کے جالے پر بھروسہ کر رکھا ہو اس لئے اس سورت کا نام سورہ عنکبوت ہے۔

۳۰۔ سورۃ الروم:

اس سورت کا ایک خاص تاریخی پس منظر ہے جو آپ ﷺ اور قرآن کریم کی سچائی اور حقانیت کا نا قابل انکار ثبوت فراہم کرتا ہے۔ جس وقت آپ ﷺ کو نبوت عطا ہوئی اس وقت دنیا میں دو بڑی طاقتیں تھیں، ایک ایران کی حکومت جو مشرق کے علاقے میں پھیلی ہوئی تھی اور اس کے بادشاہ کو ''کسریٰ'' کہا جاتا تھا یہ لوگ آتش پرست تھے۔

دوسری بڑی طاقت روم کی تھی جو مکہ مکرمہ کے شمال اور مغرب میں پھیلی ہوئی تھی۔ شام، مصر، ایشیائے کوچک اور یورپ کے علاقے اسی سلطنت کے ماتحت تھے۔ اس کے ہر بادشاہ کو ''قیصر'' کہا جاتا تھا۔ ان کی اکثریت عیسائی مذہب پر تھی۔ جس زمانے میں یہ سورت نازل ہوئی اس وقت دونوں طاقتوں کے درمیان شدید جنگ ہو رہی تھی۔ اس جنگ میں ایران کا پلہ ہر لحاظ سے بھاری تھا۔ اس کی فوجوں نے روم کو شکست دے کر اس کے بڑے شہر فتح کر لئے تھے، یہاں تک کہ بیت المقدس میں عیسائیوں کا مقدس ترین کلیسا تباہ کر کے رومیوں کو مسلسل پیچھے دھکیلتی جا رہی تھی اور روم کے بادشاہ ہرقل کو جائے پناہ تلاش کرنا مشکل

Marfat.com

ہورہاتھا۔ایران کی حکومت چونکہ آتش پرست تھی اس لئے مکہ مکرمہ کے بت پرست ایران کی فتح پر نہ صرف خوشی مناتے بلکہ مسلمانوں کو چڑاتے ۔عیسائی لوگ جو آسمانی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں مسلسل شکست کھاتے جارہے تھے۔اس موقع پر یہ سورت نازل ہوئی جس میں بالکل شروع میں یہ پیشگوئی ہوئی کہ روم کے لوگ اگرچہ اس وقت شکست کھا گئے ہیں لیکن چند سالوں میں وہ فتح حاصل کر کے ایرانیوں پر غالب آجائیں گے اور یہ مسلمان جو اس وقت مکہ مکرمہ کے مشرکین کے ہاتھوں ظلم کا شکار ہیں اس دن وہ بھی مشرکین پر فتح منائیں گے ۔یہ دونوں پیشن گوئیاں اس وقت کے ماحول میں اتنی بعید از قیاس تھیں کہ کوئی شخص جو اس وقت کے حالات سے واقف ہو ایسی پیشن گوئی نہیں کرسکتا تھا۔سلطنت روما کا مشہور مورخ ایڈورڈ گبن اس پیشن گوئی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ جس وقت مبینہ طور پر یہ پیش گوئی کی گئی اس وقت کسی بھی پیشن گوئی کا پورا ہونا اس سے زیادہ بعید نہیں ہوسکتا تھا،اس لئے کہ قیصر ہرقل کی حکومت کے پہلے بارہ سالوں میں یہ بات کھل کر سامنے آگئی تھی کہ رومی سلطنت کا خاتمہ بالکل قریب آچکا ہے ۔چنانچہ مکہ مکرمہ میں مشرکین نے اس پیش گوئی کا بہت مذاق اڑایا، یہاں تک کہ مشہور سردار ابی بن خلف نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ شرط لگائی کہ آئندہ نو سال کے درمیان روم کے لوگ ایرانیوں پر غالب آگئے تو وہ حضرت ابوبکرؓ کو سواونٹ دے گا اور اگر غالب نہ آئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اس کو سواونٹ دیں گے ۔(اس وقت دوطرفہ شرط لگانا حرام نہیں کیا گیا تھا) چنانچہ آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی ایرانیوں کی فتح کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ قیصر کے پایہ تخت قسطنطنیہ کے دیواروں تک پہنچ گئے ۔انہوں نے قیصر ہرقل کی طرف سے صلح کی ہر پیشکش کوٹھکرادیا اور ہرقل کے سر کے سوا کوئی پیش کش منظور نہیں کی جس کے نتیجے میں ہرقل تیونس کی طرف بھاگنے کا منصوبہ بنانے لگا لیکن اس کے فوراً بعد حالات نے عجیب پلٹا کھایا۔ہرقل نے مجبور ہوکر ایرانیوں پر عقب سے حملہ کیا جس میں اسے ایسی کامیابی ہوئی جس نے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا اس پیش گوئی کو ابھی سات سال گذرے تھے کہ رومیوں کی فتح کی خبر عرب تک پہنچ گئی جس وقت یہ خبر پہنچی، یہ ٹھیک وہ وقت تھا جب بدر کے میدان میں سرور دو عالم نے قریش مکہ کو عبرت ناک شکست دی تھی اور مسلمانوں کو اس فتح پر غیر معمولی خوشی حاصل ہوئی

Marfat.com

تھی۔اس طرح قرآن کی دونوں پیشن گوئیاں کھلی آنکھوں اس طرح پوری ہوئیں جن کا بظا ہرکوئی امکان نہیں نظر آتا تھا۔اس وقت آنحضرت ﷺ کی سچائی اور قرآن پاک کی سچائی روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی۔اس وقت ابی بن خلف جس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شرط لگائی تھی وہ مر چکا تھا پھراس کے بیٹوں نے شرط کے مطابق سواونٹ حضرت ابوبکر صدیقؓ کوعنایت کیۓ اور چونکہ اس وقت جوۓ کی حرمت آچکی تھی اور وہ طرفہ شرط جوۓ کی ایک قسم ہے اس لئے آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کوحکم دیا وہ یہ اونٹ خود استعمال کرنے کی بجائے صدقہ کردیں۔اس پیشن گوئی کے علاوہ اس سورت میں اسلام کے بنیادی عقائد توحید رسالت اور آخرت کومختلف دلائل سے ثابت کیا گیا ہےاور مخالفین کی تردید کی گئی ہے۔

۳۱۔سورۃ لقمٰن :

یہ سورت بھی مکہ مکرمہ کے اس دور میں نازل ہوئی جب آنحضرت ﷺ اور قرآن کے بارے میں کفار مکہ کی مخالفت اپنے شباب پرتھی اور کافروں کے سردار پرتشدد کارروائیوں سے اسلام کی نشر اشاعت کا راستہ روکنے کی کوشش کررہے تھے۔قرآن کریم کا اثر انگیز اسلوب جب لوگوں کے دلوں پراثر انداز ہوتا تو وہ ان کی توجہ اس سے ہٹانے کے لئے انہیں قصے کہانیاں اور شعروشاعری میں الجھانے کی کوشش کرتے۔جس کا تذکرہ آیت نمبر۶ میں کیا گیا ہے۔حضرت لقمان علیہ السلام اہل عرب کے بڑے دانش وروں کی حیثیت سے مشہور تھے۔ان کی حکیمانہ باتوں کواہل عرب بڑا وزن دیتے تھے۔قرآن کریم نے اس سورت میں یہ واضح فرمایا ہے کہ لقمان علیہ السلام جیسے حکیم اور دانشور جن کی عقل وحکمت کا تم بھی لوہا مانتے ہو وہ بھی توحید کے قائل تھے اور انہوں نے شرک کوظلم عظیم قرار دیا اور اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی تم کبھی شرک نہ کرنا۔اس ضمن میں ان کی اور بھی کئی نصیحتیں ذکر فرمائی ہیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھیں۔مشرکین کا حاصل یہ تھا وہ اپنی اولاد کوتوحید اور نیک عمل کی نصیحت تو کیا کرتے بلکہ انہیں شرک پرمجبور کرتے ،اگران میں کوئی مسلمان ہوجاتا تو دباؤ ڈالتے کہ دوبارہ شرک اختیار کرلے۔اس مناسبت سے حضرت لقمان کی نصیحتوں کے درمیان (آیت ۱۴،۱۵) میں اللہ نے وہ اصول بیان فرمایا ہے جوسورۃ عنکبوت میں گزرا

Marfat.com

ہے۔ والدین کی اطاعت اپنی جگہ لیکن اگر وہ اپنی اولاد کو شرک اختیار کرنے کے لئے دباؤ ڈالیں تو ان کا کہنا ماننا جائز نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ سورت توحید کے دلائل اور آخرت کی یاددہانی کے مؤثر مضامین پر مشتمل ہے۔

۳۲۔ سورۃ السّجدہ:

اس سورت کا مرکزی موضوع اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، آنحضرت ﷺ کی رسالت اور آخرت کا اثبات ہے نیز کفار عرب ان عقائد کی مخالفت کرتے تھے اس سورت میں ان کے اعتراضات کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ ان کا انجام بھی بتایا گیا ہے۔ اس سورت میں آیت نمبر ۱۵ سجدے کی آیت ہے جو کوئی اس کی تلاوت کرے یا سنے اس پر سجدہ تلاوت واجب ہے۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے کہ حضور ﷺ جمعہ کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں بکثرت یہ سورت پڑھا کرتے تھے اور مسند احمد (۳۴:۲) کی ایک حدیث ہے آپ ﷺ رات کو سونے سے پہلے دو سورتوں کی تلاوت ضرور فرماتے تھے۔ ایک سورۃ تنزیل السجدہ اور دوسری سورۃ ملک۔

۳۳۔ سورۃ الاحزاب:

یہ سورت مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے چوتھے پانچویں سال کے درمیان نازل ہوئی۔ اس کے پس منظر میں چار واقعات خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔

پہلا واقعہ جنگ احزاب کا ہے جس کے نتیجے پر سورت کا نام ہے۔ بدر کی ناکامی کے بعد قریش کے لوگوں نے عرب کے دوسرے قبیلوں کو آپ ﷺ کے خلاف اکسایا ایک متحدہ محاذ بنا کر مدینہ منورہ پر حملہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے پر مدینہ منورہ کے دفاع کے لئے ایک خندق کھدوائی تاکہ دشمن اسے عبور کر کے شہر تک نہ پہنچ سکے۔ اسی لئے اس جنگ کو جنگِ خندق بھی کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر مسلمانوں کو شدید آزمائش سے گزرنا پڑا جس کی تفصیل بھی بیان فرمائی گئی ہے۔

دوسرا اہم واقعہ جنگ قریظہ کا ہے۔ قریظہ یہودیوں کا قبیلہ جو مدینہ کے مضافات میں

Marfat.com

آباد تھا۔ آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد ان سے امن معاہدہ کیا تھا جس کا ایک حصہ یہ تھا کہ مسلمان اور یہودی ایک دوسرے کے دشمن کی مدد نہیں کریں گے لیکن قریظہ کے یہودیوں نے معاہدہ کی دوسری خلاف ورزیوں کے علاوہ جنگ احزاب کے نازک موقع پر خفیہ ساز باز کر کے پیچھے سے مسلمانوں کی پشت میں خنجر گھونپنا چاہا۔ اس لئے جنگ احزاب سے فراغت کے بعد اللہ کا حکم ہوا کہ آپ فوراً بنو قریظہ پر حملہ کر کے ان آستین کے سانپوں کا قلعہ قمع فرمائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ فرمایا، جس کے نتیجے میں بہت سے افراد قتل ہوئے بہت سے گرفتار ہوئے۔ اس واقعہ کی تفصیل اس سورت میں آئی ہے۔

تیسرا اہم واقعہ یہ تھا کہ اہل عرب جب کسی کو منہ بولا بیٹا بنا لیتے تو اسے ہر معاملے میں سگے بیٹے کا درجہ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ میراث بھی پاتا تھا اور اس منہ بولے بیٹے کے لئے جائز نہیں سمجھا جاتا تھا کہ وہ اس کے بیوہ یا مطلقہ بیوی سے نکاح کرے بلکہ اس کو بدترین معیوب عمل سمجھا جاتا تھا۔ عرب کی اس جاہلانہ رسم کا خاتمہ صرف زبانی نصیحت سے ممکن نہ تھا اس لئے آپ ﷺ نے ان رسموں کا خاتمہ کرنے کے لئے سب سے پہلے خود عمل کیا۔ اس کی بہت سی مثالیں آپ ﷺ کی سیرت طیبہ میں موجود ہیں۔ منہ بولے بیٹے کی رسم کے سد باب کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ ﷺ اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہؓ کی مطلقہ بیوی حضرت زینب بن جحشؓ سے نکاح فرمائیں۔ واضح رہے حضرت زینبؓ آنحضرت ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں اور حضرت زیدؓ سے خود آپ ﷺ نے ان کا نکاح کروایا تھا۔ اگرچہ حضرت زینبؓ کی حضرت زیدؓ سے نہ بن سکی۔ جب ان کا نکاح ختم ہو گیا تو اگرچہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح ایک صبر آزما عمل تھا مگر اللہ کے حکم کے آگے سر جھکا لیا اور نکاح کر لیا اسی نکاح کے ولیمے میں حجاب (پردے) کے احکام پر مشتمل آیات نازل ہوئیں جو اس سورت کا حصہ ہیں۔

چوتھا واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہراتؓ نے ہر طرح کے سرد و گرم حالات میں آپ ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا لیکن جب مختلف فتوحات کے نتیجے میں مالی طور پر وسعت ہوئی تو انہوں نے اپنے نفقے میں اضافے کا مطالبہ کیا۔ یہ مطالبہ عام حالات میں کسی طرح بھی کوئی ناجائز مطالبہ نہ تھا لیکن پیغمبر اعظم ﷺ کی زوجیت کا شرف رکھنے والی ان

Marfat.com

مقدس خواتین کا مقامِ بلند اس قسم کے مطالبات سے بالاتر تھا۔ اس لئے اللہ نے ازواج مطہرات کو یہ اختیار دیا کہ اگر وہ دنیا کی زیب و زینت چاہتی ہیں تو آنحضرت ﷺ انہیں اعزاز و اکرام سے علیحدہ کرنے کو تیار ہیں اور اگر وہ پیغمبر اعظم ﷺ کے مشن کی ساتھی ہیں اور آخرت کی طلب گار ہیں تو پھر یہ مطالبے ان کو زیب نہیں دیتے۔

چونکہ حضرت زینبؓ سے نکاح پر کفار و منافقین نے آپ ﷺ کے خلاف اعتراضات کئے۔ اس لئے حضور کا بلند مقام اس سورت میں بتایا گیا ہے اور آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم اور اطاعت کا حکم دے کر یہ واضح فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ جیسی عظیم شخصیت پر نادانوں کے اعتراضات آپ کے مقام میں ذرہ برابر کمی نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ ازواج مطہرات کے ساتھ آپ ﷺ کے طرز عمل اور اس سے متعلق تفصیلات اسی سورت میں بیان ہوئی ہیں۔

۳۴۔ سورۃ سبا:

اس سورت کا بنیادی موضوع اہل مکہ اور مشرکین کو اسلام کے بنیادی عقائد کی دعوت دینا ہے۔ اس سلسلے میں ان کے اعتراضات کا جواب بھی دیا گیا اور ان کو نافرمانی کے برے انجام سے ڈرایا گیا۔ اسی مناسبت سے حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور دوسری طرف قوم سبا کی عظیم الشان حکومتوں کا ذکر فرمایا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایسی زبردست سلطنت سے نوازا گیا جس کی کوئی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ لیکن ان برگزیدہ پیغمبروں کو ذرہ برابر غرور نہیں ہوا اور اس سلطنت کو اللہ کا انعام سمجھ کر اللہ کے حقوق ادا کرتے رہے اور اپنی حکومت کو نیکی کی ترویج اور بندوں کی فلاح و بہبود کے کاموں میں استعمال کیا۔ چنانچہ وہ دنیا و آخرت میں سرخرو رہے۔ دوسری طرف قوم سبا جو یمن میں آباد تھی۔ اللہ نے انہیں ہر طرح کی خوشحالی سے نوازا لیکن انہوں نے ناشکری کی روش اختیار کی، کفر و شرک کو فروغ دیا، نتیجتاً ان پر اللہ کا عذاب آیا۔ ان کی خوشحالی قصہ پارینہ بن کر رہ گئی۔ ان دونوں واقعات کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ اللہ کی طرف سے کوئی اقتدار حاصل ہو یا دنیوی خوش نصیبی حاصل ہو تو اللہ کو بھلا بیٹھنا تباہی کو دعوت دینا ہے۔ اس

Marfat.com

میں مشرکین کے ان سرداروں کو متنبہ کیا گیا ہے جو اپنے اقتدار کے گھمنڈ میں مبتلا ہو کر دینِ حق کے رستے میں روڑے اٹکا رہے تھے۔

۳۵۔ سورۃ فاطر:

اس سورت میں بنیادی طور پر مشرکین کو توحید اور آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی قوت کاملہ اور حکمت بالغہ کی جو نشانیاں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں ان پر سنجیدگی سے غور کرنے سے اول تو یہ حقیقت واضح ہوئی ہے کہ جس قادر مطلق نے یہ کائنات پیدا فرمائی ہے اسے اپنی خدائی کا نظام چلانے کے لئے کسی شریک مددگار کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ وہ کسی مقصد کے بغیر فضول پیدا نہیں کر سکتا یقیناً اس کا کوئی مقصد ہے اور وہ یہ کہ جو لوگ ان کے احکام کے مطابق نیک زندگی گزاریں انہیں انعامات سے نوازا جائے اور جو نافرمانی کریں انہیں سزا دی جائے جس کے لیے آخرت کی زندگی ضروری ہے۔ تیسرے یہ کی جو ذات کائنات کے اس عظیم الشان کارخانے کو عدم سے وجود میں لے کر آئی ہے اس کے لئے اس کو ختم کر کے نئے سرے سے آخرت کا عالم پیدا کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے جسے ناممکن سمجھ کر اس کا انکار کیا جائے۔ اور جب یہ حقیقتیں مان لی جائیں تو اس سے خود بخود یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اللہ نے لوگوں کو صحیح رستے پر لانے کے لئے راہنمائی کا کوئی نہ کوئی سلسلہ ضرور جاری کیا ہوگا، اس سلسلے کا نام رسالت، نبوت یا پیغمبری ہے اور حضور ﷺ اس سلسلے کے آخری نمائندے ہیں۔ اس سورت میں یہ تسلی بھی دی گئی کہ اگر کافر لوگ آپ ﷺ کی بات نہیں مان رہے تو اس میں آپ ﷺ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی بلکہ آپ ﷺ کا فریضہ صرف اتنا ہے کہ لوگوں تک حق کا پیغام واضح طور پر پہنچا دیں اسے ماننا یا نہ ماننا ان کا کام ہے وہی اس کے جواب دہ ہیں۔

سورت کا نام ''فاطر'' بالکل پہلی آیت سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں پیدا کرنے والا اس سورت کا دوسرا نام سورۃ ملائکہ بھی ہے کیوں کہ اس کی پہلی آیت میں فرشتوں کا بھی ذکر آیا ہے۔

Marfat.com

۳۶۔ سورۃ یٰسین :

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی وہ نشانیاں بیان فرمائی ہیں جو نہ صرف پوری کائنات میں بلکہ خود انسانوں کے اپنے وجود میں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ان مظاہر سے ایک طرف یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو ذات اتنی قدرت اور حکمت کی مالک ہے اس کو اپنی خدائی کا نظام چلانے کے لئے نہ کسی شریک کی ضرورت ہے اور نہ کسی مددگار کی، اس لئے وہ اور صرف وہ عبادت کے لائق ہیں، دوسری طرف قدرت کی ان نشانیوں سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ جس ذات نے یہ کائنات اور اس کا محیر العقول نظام وضع فرمایا ہے اس کے لئے یہ بات کچھ بھی مشکل نہیں کہ وہ انسانوں کے مرنے کے بعد انہیں دوسری زندگی عطا فرمائے۔ اسی طرح قدرت کی ان نشانیوں سے توحید اور آخرت کا عقیدہ واضح ہوتا جاتا ہے۔ حضور ﷺ لوگوں کو یہی دعوت دینے کے لئے تشریف لائے تھے کہ وہ ان نشانیوں پر غور کر کے اپنا عقیدہ اور عمل درست کر لیں۔ اس کے باوجود کچھ لوگ دعوت کو قبول نہیں کر رہے ہیں اور اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ کیوں کہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا مستحق بن رہے ہیں۔ اس سلسلے میں آیت نمبر ۱۳ تا ۲۹ تک ایسی قوم کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے۔ جس نے دعوتِ حق قبول نہ کی بلکہ حق کے داعیوں کے ساتھ ظلم اور بربریت کا معاملہ کیا جس کے نتیجے میں حق کے داعی کا انجام تو بہترین ہوا لیکن حق کے منکر اللہ کی پکڑ میں آ گئے۔ چونکہ اس سورت میں اسلام کے بنیادی عقائد کو بڑے فصیح اور جامع انداز میں بیان فرمایا گیا ہے اس لئے حضور ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے اس سورت کو قرآن کا دل کہا ہے۔

۳۷۔ سورۃ الصّٰفّٰت :

مکی سورتوں میں زیادہ تر اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید رسالت اور آخرت کے اثبات پر زور دیا گیا ہے۔ اس سورت کا مرکزی موضوع بھی یہی ہے۔ البتہ اس سورت میں خاص طور پر مشرکین عرب کے غلط عقیدے کی تردید کی گئی ہے جس کی رو سے کہا جاتا ہے

Marfat.com

فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔یہی وجہ ہے کہ سورت کا آغاز فرشتوں کے اوصاف سے کیا گیا ہے۔سورت میں آخرت میں پیش آنے والے حالات کی منظر کشی کی گئی ہے۔کفار کو کفر کے ہولناک انجام سے ڈرایا گیا اور انہیں تنبیہ کیا گیا کہ تمام تر مخالفت کے باوجود دنیا میں اسلام ہی غالب آکر رہے گا۔اسی مناسب سے حضرت نوحؑ،حضرت لوطؑ،حضرت موسیٰؑ،حضرت الیاسؑ اور حضرت یونسؑ کے واقعات مختصراً اور حضرت ابراھیمؑ کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔

خاص طور پر حضرت ابراھیمؑ کو اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا جو حکم دیا گیا اور انہوں نے قربانی کے جس عظیم جذبے سے اس کی تعمیل فرمائی اس کا واقعہ بڑے پُراثر اور مفصل انداز میں بیان ہوا ہے۔سورت کا نام اس کی پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔

۳۸۔سورۃ صٓ:

اس سورت کا نزول ایک خاص واقعہ ہے جو معتبر روایتوں میں بیان کیا گیا ہے۔آنحضرت ﷺ کے چچا ابو طالب آپ ﷺ پر ایمان نہیں لاتے تھے لیکن اپنی رشتہ داری کا حق نبھانے کے لئے آپ ﷺ کی مدد بہت کرتے تھے۔ایک مرتبہ قریش کے دوسرے سردار ابوطالب کے پاس وفد کی شکل میں آئے اور کہا اگر محمد ﷺ ہمارے بتوں کو بُرا کہنا چھوڑ دیں تو ہم انہیں دین پر عمل کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں، حالانکہ آپ ﷺ کے بتوں کو اس کے سوا کچھ نہ کہتے تھے کہ ان میں کوئی نفع یا نقصان پہنچانے کی طاقت نہیں اور ان کو خدا ماننا گمراہی ہے۔چنانچہ جب آپ ﷺ کو مجلس میں بلا کر یہ تجویز رکھی گئی تو آپ ﷺ نے کہا۔"چچا جان! کیا میں انہیں اس چیز کی دعوت نہ دوں جس میں ان کی بہتری ہے؟"ابوطالب نے پوچھا!"وہ کیا چیز ہے؟"آپ ﷺ نے فرمایا!"میں ان سے ایک ایسا کلمہ کہلانا چاہتا ہوں جس کے ذریعے سارا عرب ان کے آگے سرنگوں ہو جائے اور یہ پورے عجم کے مالک ہو جائیں"۔ بعد میں آپ نے کلمہ توحید پڑھا۔یہ سن کر تمام لوگ کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہم سارے معبودوں کو چھوڑ کر ایک کو اختیار کرلیں؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔اس موقع پر سورت صٓ کی آیات نازل ہوئیں۔اس کے

Marfat.com

علاوہ اس سورت میں مختلف پیغمبروں کا بھی تذکرہ ہے جن میں حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے واقعات بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

۳۹۔سورۃ الزمر:

یہ سورت مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی۔اس میں مشرکین مکہ کے مختلف باطل عقیدوں کی تردید کی گئی ہے۔مشرکین مانتے ہیں کہ کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔لیکن انہوں نے مختلف دیوتا گھڑ کر یہ مانا ہوا تھا کہ ان کی عبادت کر کے وہ خوش ہوں گے اور اللہ کے پاس ہماری سفارش کریں گے۔بعض نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا۔سورت میں ان مختلف عقائد کی تردید کر کے انہیں توحید کی دعوت دی گئی ہے۔یہ وہ دور ہے جب مسلمانوں کو مشرکین کے ہاتھوں بدترین اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔اس لئے اس سورت میں مسلمانوں کو اجازت دی گئی کہ وہ کسی ایسے خطے کی طرف ہجرت کر جائیں جہاں وہ اطمینان سے اللہ کی عبادت کر سکیں۔نیز کافروں کو متنبہ کیا گیا کہ اگر انہوں نے اپنی معاندانہ روش نہ چھوڑی تو انہیں بدترین سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔سورت کے آخر میں نقشہ کھینچا گیا کہ آخرت میں کافروں کو کس طرح گروہوں کی شکل میں دوزخ تک لے جائیں گے۔اور مسلمانوں کو کس طرح گروہوں کی شکل میں جنت تک لے جائیں گے۔گروہوں کے لئے عربی لفظ ''زمر'' استعمال ہوا ہے اور وہی اس سورت کا نام ہے۔

۴۰۔سورۃ المومن:

یہاں سے سورہ احقاف تک ہر سورت حٰمٓ کے حروف مقطعات سے شروع ہو رہی ہے۔جیسا کہ سورہ بقرہ کے شروع میں عرض کیا گیا ہے۔ان حروف کا ٹھیک ٹھیک مطلب اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ان کے اسلوب میں عربی بلاغت کے لحاظ سے جو ادبی حس ہے اس کی وجہ سے انہیں عروس القرآن یعنی قرآن کی دلہن کا لقب دیا گیا۔یہ تمام مکی سورتیں ہیں اور ان میں اسلام کے بنیادی عقائد توحید، رسالت اور آخرت کے مضامین پر زور دیا گیا ہے، کفار کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے اور کفر کے بُرے انجام سے خبردار کیا گیا

Marfat.com

ہے۔ بعض انبیاء کرامؑ کے واقعات کا حوالہ دیا گیا۔ اس پہلی سورت میں حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کا بیان کرتے ہوئے آیت نمبر ۲۸ سے ۳۵ تک فرعون کی قوم کے ایسے مردِ مومن کی تقریر نقل فرمائی۔ جنہوں نے اپنا ایمان اب تک چھپایا ہوا تھا لیکن جب حضرت موسیٰؑ اور ان کے رفقاء پر فرعون کے مظالم بڑھنے کا اندیشہ ہوا اور فرعون نے (نعوذ باللہ) حضرت موسیٰؑ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو مومنوں نے اپنے ایمان کا اعلان کرتے ہوئے یہ مؤثر تقریر فرمائی۔ اس مردِ مومن کے حوالے سے سورت کا نام بھی مومن ہے اور اسے سورہ غافر بھی کہتے ہیں ''غافر'' کے معنی ہیں ''معاف کرنے والا'' اس سورت کی پہلی آیت میں یہ لفظ اللہ کی صفات بیان کرتے ہوئے استعمال ہوا ہے اس وجہ سے سورت کی پہچان کے لئے اس کا ایک نام ''غافر'' بھی رکھا گیا ہے۔

۴۱۔ سورۃ حٰم السجدۃ۔

یہ سورت اس مجموعے کا حصہ ہے جسے حوامیم کہا جاتا ہے۔ جس کا تعارف پیچھے سورت کے شروع میں گزر چکا ہے۔ اس سورت کے مضامین بھی دوسری مکی سورتوں کی طرح اسلام کے بنیادی عقائد کے اثبات اور مشرکوں کی تردید پر مشتمل ہے۔ اس سورت کی آیت نمبر ۳۸ آیت سجدہ ہے۔ یعنی اس کے پڑھنے اور سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے اس لئے اس کو حٰم سجدہ کہا جاتا ہے۔ اس کا دوسرا نام ''سورۃ فُصِّلَتْ'' ہے کیوں کہ اس کی پہلی آیت میں یہ لفظ آیا ہے۔ نیز اسے سورہ المصابیح اور سورۃ الاقوات بھی کہا جاتا ہے۔ (روح المعانی)

۴۲۔ سورۃ الشّوریٰ:

یہ حوامیم کے مجموعے کی تیسری سورت ہے۔ دوسری مکی سورتوں کی طرح اس میں توحید، رسالت اور آخرت کے بنیادی عقائد پر زور دیا گیا ہے اور ایمان کی قابل تعریف صفات بیان فرمائی گئی ہیں۔ اسی ذیل میں آیت نمبر ۳۸ میں مسلمانوں کی یہ خصوصیت بیان فرمائی گئی ہے کہ ان کے معاملات آپس کے مشورے سے طے ہوتے ہیں۔ مشورے کے لئے عربی کا لفظ ''شوریٰ'' استعمال کیا گیا ہے۔ اس بنا پر سورت کا نام شوریٰ ہے۔ سورت کے

Marfat.com

آخر میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی انسان سے روبرو ہو کر ہم کلام نہیں ہوتا بلکہ وحی کے ذریعے کلام فرماتا ہے اور وحی کی مختلف صورتیں بیان فرمائی گئی ہیں۔

۴۳۔ سورۃ الزخرف:

اس سورت کا مرکزی موضوع مشرکین مکہ کی تردید ہے جس میں ان کے اس عقیدے کا خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے جس کی رو سے فرشتوں کو وہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ نیز وہ اپنے دین کو صحیح قرار دینے کے لئے یہ دلیل دیتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی طریقے پر پایا ہے۔ اس کے جواب میں اول تو یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ قطعی عقائد کے معاملے میں باپ دادوں کی تقلید بالکل غلط طرز عمل ہے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کا حوالہ دے کر فرمایا گیا کہ اگر باپ دادوں کی تقلید کرنا درست عمل ہے تو حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کیوں نہیں کرتے جنہوں نے شرک سے کھلم کھلا بیزاری کا اعلان فرمایا تھا۔ مشرکین آں حضرت ﷺ پر جو اعتراضات کیا کرتے تھے اس سورت میں ان کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ اس کا ایک اعتراض یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو پیغمبر بھیجنا ہی تھا تو کسی دولت مند سردار کو اس مقصد کے لئے کیوں نامزد نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں یہ واضح فرمایا ہے کہ دنیاوی مال و دولت کا انسان کے تقدس اور اللہ کے تقرب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو بھی دنیا بھر کی دولت اور سونا چاندی دیتا ہے وہ اسی دولت سے خوب مزے لوٹتا ہے اور پھر مرنے کے بعد یہی دولت اس کے لئے آگ کا عذاب لاتی ہے جو پھر کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اللہ کے پیغمبروں کو دنیا میں کڑی آزمائشوں سے گزر کر آخرت میں جو نعمتیں میسر آتی ہیں وہ دنیا کے سارے مال دولت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اس سورت میں یہ واضح فرمایا گیا ہے دنیا میں اللہ معاشی وسائل کی تقسیم اپنی حکمت کے مطابق ایک خاص انداز سے فرماتے ہیں۔ جس کے لئے ایک مستحکم نظام بنایا گیا ہے اس ذیل میں اللہ نے حضرت موسیٰؑ اور فرعون کا واقعہ بھی اختصار کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ کیوں کہ فرعون کو بھی موسیٰ علیہ السلام پر یہی اعتراض تھا کہ وہ دنیوی مال و دولت کے لحاظ سے کوئی حیثیت نہیں رکھتے، اور فرعون کے پاس سب کچھ ہے، لیکن انجام یہ ہوا فرعون اپنے کفر کی وجہ سے

Marfat.com

غرق ہوا اور موسیٰؑ غالب آ کر رہے۔ نیز اس سورت میں حضرت عیسیٰؑ کا بھی مختصر ذکر فرما کر ان کی صحیح حیثیت واضح فرمائی گئی ہے۔

''زخرف'' عربی زبان میں سونے کو کہتے ہیں اور سورت کی آیت نمبر ۳۵ میں اسی سیاق میں کیا گیا ہے۔ اگر اللہ چاہے تو سارے کافروں کو سونے ہی سونے سے نہال کر دے اسی وجہ سے اس سورت کا نام ''زخرف'' ہے۔

۴۴۔ سورۃ الدُّخان:

مستند روایات کے مطابق یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب اللہ نے مکہ مکرمہ کے کافروں کو متنبہ کرنے کے لئے ایک شدید قحط میں مبتلا فرمایا اس موقع پر لوگ چمڑے تک کھانے پر مجبور ہوئے اور ابوسفیان کے ذریعے کافروں نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ قحط دور کرنے کے لئے اللہ سے دعا کریں اور ہم وعدہ کرتے ہیں اگر قحط دور ہو گیا تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی تو اللہ نے قحط سے نجات دلائی۔ لیکن جب قحط دور ہو گیا تو یہ کافر اپنے وعدے سے پھر گئے اور ایمان نہیں لائے۔ اس واقعہ کا تذکرہ اس سورت کی آیت نمبر ۱۰ تا ۱۵ میں آیا ہے اس سلسلے میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ایک دن آسمان پر دھواں ہی دھواں نظر آئے گا۔ دھوئیں کو عربی میں ''دخان'' کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے سورت کا نام سورت دخان ہے۔ سورت کے باقی مضامین توحید، رسالت اور آخرت کے اثبات پر مشتمل ہیں۔

۴۵۔ سورۃ الجاثیۃ:

اس سورت میں بنیادی طور پر تین باتوں پر زور دیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ کائنات میں ہر طرف اللہ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی اتنی نشانیاں پھیلی ہوئی ہیں کہ ایک انسان اگر معقولیت کے ساتھ ان پر غور کرے تو اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کائنات کے خالق کو اپنی خدائی کے انتظام میں کسی شریک کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرا کر اس کی عبادت کرنا سراسر بے بنیاد ہے۔ دوسرے حضور ﷺ کو بتایا گیا ہے کہ

Marfat.com

آپ ﷺ کو شریعت کے کچھ ایسے احکامات دیئے گئے ہیں جو پچھلی امتوں کو دیئے گئے تھے۔ یہ احکام پچھلے احکام سے کسی قدر مختلف ہیں۔ چونکہ یہ سارے احکام اللہ کی طرف سے ہیں اس لئے اس پر کسی کو تعجب نہیں ہونا چاہیے۔ تیسرے اس سورت میں قیامت کے ہولناک منظر کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ آیت نمبر ۲۸ میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن لوگ اتنے خوف زدہ ہوں گے کہ ڈر کے مارے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں گے۔ ''جاثیہ'' عربی زبان میں ان لوگوں کو کہتے ہیں جو گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوں گے۔

۴۶۔ سورۃ الاحقاف:

اس سورت کی آیت نمبر ۲۹ اور ۳۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس وقت نازل ہوئی تھی جب جنات کی ایک جماعت نے حضور ﷺ سے قرآن سنا تھا۔ معتبر روایات کے مطابق یہ واقعہ ہجرت سے پہلے اس وقت پیش آیا تھا جب حضور ﷺ طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے اور نخلہ کے مقام پر فجر کی نماز میں قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ دوسری مکی سورتوں کی طرف اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید رسالت اور آخرت کو دلائل کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ اسی زمانے میں اسی قسم کے واقعات پیش آرہے تھے کہ ایک ہی گھرانے کے والدین مسلمان ہو گئے اور اولاد مسلمان نہیں ہوئی اور اس نے اپنے والدین کو ملامت شروع کر دی کہ وہ کیوں اسلام لائے۔ اس کے برعکس اولاد مسلمان ہوگئی اور والدین کفر پر قائم رہے تو انہوں نے اولاد کو کلمہ کفر پڑھنے پر مجبور کر دیا اور تشدد کرنا شروع کر دیا۔ لیکن ایمان والے ہر تشدد برداشت کرتے مگر کلمہ حق سے نہ پھرتے۔ اس سورت کی آیت نمبر ۱۶، ۱۷ میں اسی قسم کی صورت حال کر تذکرہ کیا گیا ہے اور اسی پس منظر میں اولاد پر ماں باپ کے حقوق بیان فرمائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ماضی میں جن قوموں نے نافرمانی کی روش اختیار کی ان کے برے انجام کا حوالہ دیا گیا ہے اور قوم عاد کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ جس جگہ یہ قوم آباد تھے وہاں بہت سے ریت کے ٹیلے تھے جنہیں عربی میں ''احقاف'' کہا جاتا ہے اسی مناسبت سے اس سورت کا نام ''احقاف'' ہے۔

Marfat.com

۴۷۔ سورۃ محمد ﷺ:

یہ سورت مدنی زندگی کے ابتدائی دور میں اور بعض مفسرین کی رائے میں جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی یہ وہ وقت تھا جب عرب کے کفار مدینہ منورہ کی ابھرتی ہوئی اسلامی حکومت کو کسی نہ کسی طرح زیر کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ اس پر حملے کی تیاریاں کررہے تھے اس لئے اس سورت میں بنیادی طور پر جہاد و قتال کے احکام بیان فرمائے گئے ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کا کلمہ بلند کرنے کے لئے جہاد کرتے ہیں ان کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ مدینہ منورہ میں ایک بڑی تعداد منافقوں کی تھی جو زبان سے تو اسلام لائے تھے لیکن دل سے کافر تھے۔ ایسے لوگوں سے جب جہاد اور لڑائی کی بات کی جاتی تو اپنی بزدلی اور دل کے کھوٹ کی وجہ سے لڑائی سے بچنے کے بہانے تلاش کرتے تھے اس سورت میں ان کی مذمت کرکے ان کا برا انجام بتایا گیا ہے۔ جنگ کے دوران جو قیدی گرفتار ہوں ان کے احکام بھی اس سورت میں بیان ہوئے ہیں۔ چونکہ اس سورت کی دوسری ہی آیت میں حضور ﷺ کا نام مبارک لیا گیا ہے اس لئے اس کا نام محمد ﷺ ہے اور چونکہ اس میں جہاد وقتال کے احکام بیان فرمائے گئے ہیں اس لئے اس کو سورت قتال بھی کہا جاتا ہے۔

۴۸۔ سورۃ الفتح:

یہ سورت صلح حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی تھی جس کا واقعہ مختصراً یہ ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال حضور نبی کریم ﷺ نے یہ ارادہ فرمایا کہ اپنے صحابہؓ کے ساتھ عمرہ ادا فرمائیں گے۔ آپ ﷺ یہ خواب بھی دیکھا تھا کہ آپ ﷺ مسجد حرام میں اپنے صحابہؓ کے ساتھ داخل ہو رہے ہیں چنانچہ آپ ﷺ چودہ سو صحابہ کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ جب مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ کو پتہ چلا کہ قریش نے ایک بڑا لشکر تیار کیا ہے جس کا مقصد آپ ﷺ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنا ہے۔ اس خبر کے ملتے ہیں آپ ﷺ نے پیش قدمی روک دی اور مکہ سے کچھ دور حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ (یہ جگہ آج کل شمیسی کہلاتی ہے) وہاں پر آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو ایلچی بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا کہ وہ وہاں کے

Marfat.com

سرداروں کو بتائیں کہ آنحضرت ﷺ کسی جنگ کے ارادے سے نہیں بلکہ عمرہ کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ مکہ مکرمہ آئے تو یہ افواہ پھیل گئی کہ مکہ مکرمہ کے کافروں نے انہیں قتل کر دیا ہے۔ اس موقع پر آنحضرت ﷺ سے صحابہ کرامؓ سے یہ بیعت لی کہ اگر کفار مسلمانوں پر حملہ آور ہوں گے تو وہ ان کے مقابلے میں اپنی جانوں کی قربانی پیش کریں گے اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے قبیلہ خزاعہ کے سردار کے ذریعے قریش کے سرداروں کو یہ پیشکش کی کہ وہ ایک مدت تک جنگ بندی کا معاہدہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ اس کے لئے تیار ہیں۔ جواب میں مکہ مکرمہ سے کئی ایلچی آئے اور آخر کار ایک معاہدہ لکھا جس میں محمد اسحٰق کی روایت کے مطابق یہ طے ہوا کہ آپ ﷺ اور کفار قریش آئندہ دس سال تک ایک دوسرے کے خلاف کوئی جنگ نہیں کریں گے۔ (سیرت ابن ہشام ۲:۳۱۷ و فتح الباری ۸:۲۸۳) اسی معاہدے کو صلح حدیبیہ کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر صحابہ کرامؓ کافروں کے طرز عمل سے بہت غصے کی حالت میں تھے۔ اور کافروں نے صلح کی یہ شرط رکھی تھی کہ اس وقت مسلمان واپس مدینہ چلے جائیں اور اگلے سال آکر عمرہ کریں۔ تمام صحابہ کرامؓ احرام باندھ کر آئے تھے اور احرام کھولنا ان کو بہت بھاری معلوم ہو رہا تھا۔ اس وقت کافروں نے یہ شرط بھی رکھی تھی کہ اگر مکہ مکرمہ کا کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ منورہ جائے گا تو مسلمانوں کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اسے واپس مدینہ منورہ بھیج دیں اور اگر کوئی شخص مدینہ چھوڑ کر مکہ آئے تو قریش کے ذمہ یہ نہ ہوگا کہ اسے واپس بھیج دیں۔ یہ شرط بھی مسلمانوں کے لئے تکلیف دہ تھی اور اس کی وجہ سے وہ یہ چاہتے تھے کہ اس شرط کو قبول کرنے کی بجائے کافروں سے فیصلہ کن معرکہ ہو جائے لیکن آنحضرت ﷺ کے حکم کے آگے انہوں نے سر جھکا لیا اور صلح سے راضی ہو کر واپس مدینہ منورہ چلے گئے۔ اگلے سال عمرہ کیا اس کے کچھ عرصے کے بعد ایک واقعہ یہ ہوا کہ ابو بصیر نامی ایک شخص مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آیا تو آپ ﷺ نے واپس بھیج دیا۔ انہوں نے مکہ کی بجائے ایک درمیانی جگہ پر پڑاؤ ڈال کر قریش کے خلاف ایک چھاپہ مار جنگ شروع کر دی کیوں کہ وہ صلح حدیبیہ کے معاہدہ کے پابند نہیں تھے اس چھاپہ مار جنگ سے قریش اتنے پریشان ہوئے کہ خود انہوں نے درخواست کی کہ ہم وہ شرط جس کی رو سے مکہ مکرمہ کے مسلمانوں کو واپس بھیجنا ضروری قرار دیا تھا واپس لیتے ہیں اور جو کہ مسلمان ہو کر

Marfat.com

مکہ سے آئے آپ ﷺ اسے مدینہ ہی رکھیں اور ابو بصیرؓ اور اس کے ساتھیوں کو اپنے پاس بلائیں چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں مدینہ منورہ بلالیا۔ دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ قریش کے کافروں نے دو سال کے اندر حدیبیہ کے معاہدہ کی خلاف ورزی کی آپ ﷺ نے پیغام بھیجا کہ یا تو اس کی تلافی کریں یا معاہدہ ختم کریں۔ قریش نے غرور میں آکر کوئی بات نہ مانی تو آپ ﷺ نے انہیں پیغام بھیج دیا کہ اب آپ کا اور ہمارا معاہدہ ختم ہو گیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے آٹھویں سال دس ہزار صحابہ کرام کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف پیش قدمی فرمائی اس وقت قریش کا غرور ٹوٹ چکا اور آنحضرت ﷺ کسی خاص خون ریزی کے بغیر مکہ مکرمہ میں فاتح بن کر داخل ہوئے اور قریش کے لوگوں نے شہر آپ ﷺ کے حوالے کر دیا۔ سورت فتح میں صلح حدیبیہ کے مختلف واقعات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی تعریف کی گئی ہے کہ انہوں نے ہر معاملہ میں بہادری، سرفروشی اور اطاعت کے جذبے کا مظاہرہ کیا۔ دوسری طرف منافقین کی بداعمالیوں اور برے انجام کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔

۴۹۔ سورۃ الحجرات:

اس سورت کے بنیادی دو موضوع ہیں ایک یہ کہ مسلمانوں کو حضور ﷺ کے ساتھ تعظیم کا کیسا رویہ اختیار کرنا چاہیے اور دوسرا یہ مسلمانوں کا درمیان اتحاد و اتفاق قائم رکھنے کے لئے کن اصولوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں پہلے تو یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے تو دوسرے مسلمانوں پر کیا فریضہ عائد ہوتا ہے اور اس کے بعد وہ اسباب بیان فرمائے گئے ہیں جو عام طور سے رہن سہن کے دوران آپس کے لڑائی جھگڑے پیدا کرتے ہیں مثلاً ایک دوسرے کا مذاق اڑانا۔ غیب کرنا، دوسروں کے معاملات میں ناحق مداخلت کرنا، بدگمانی کرنا وغیرہ نیز حقیقت پوری وضاحت اور تاکید کے ساتھ بیان فرمائی گئی ہے کہ خاندان، قبیلے، زبان اور قومیت کی بنیاد پر ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنی بڑائی جتانے کا اسلام میں کوئی جواز نہیں ہے تمام انسان برابر ہیں اور کسی کو دوسرے پر فوقیت ہو سکتی ہے تو وہ صرف اپنے کردار اور تقویٰ کی بنیاد پر ہو سکتی ہے۔ سورت کے آخر میں یہ حقیقت بیان فرمائی گئی ہے کہ اگر مسلمان ہونے کے لئے صرف

Marfat.com

زبان سے اقرار کر لینا کافی نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے تمام احکام کو دل سے ماننا بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر اسلام کا دعویٰ معتبر نہیں ہے۔

''حجرات'' میں ''حجرۃ'' کی جمع ہے جو کمرے کو کہتے ہیں اس سورت کی چوتھی آیت میں آنحضرت ﷺ نے رہائشی حجروں کے پیچھے سے آواز دینے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس وجہ سے اس سورت کا نام سورت حجرات فرمایا گیا ہے۔

۵۰۔ قٓ:

اس سورت کا اصل موضوع آخرت کا اثبات ہے۔ اسلام کے عقائد میں عقیدہ آخرت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ یہ وہ عقیدہ ہے جو انسان کے قول و فعل میں ذمہ داری کا احساس پیدا کرتا ہے اور اگر یہ عقیدہ دل میں پیوست ہو جائے تو وہ ہر وقت انسان کو اس بات کی بات کی یاد دلاتا رہتا ہے کہ اسے اپنے ہر کام کا اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا ہے اور پھر یہ عقیدہ انسان کو گناہوں جرائم اور ناانصافیوں سے دور رکھنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اس لئے قرآن کریم نے آخرت کی زندگی کو یاد دلانے پر بہت زور دیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ صحابہ کرامؓ ہر وقت آخرت کی زندگی بہتر بنانے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ اب جو مکی سورتیں آ رہی ہیں ان میں زیادہ اسی عقیدے کے دلائل اور قیامت کے حالات اور جنت دوزخ کی منظر کشی پر زور دیا گیا ہے۔ سورت قٓ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ حضور ﷺ بکثرت فجر اور جمعہ کی نماز میں اس سورت کی تلاوت فرماتے تھے۔ سورت کا آغاز حروف مقطعات میں حرف قٓ سے کیا گیا ہے جس کے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں۔ اس حرف کے نام پر سورت کا نام لکھا گیا ہے۔

۵۱۔ سورۃ الذّٰریٰت:

یہاں سے سورہ حدید (سورت نمبر ۴۷) تک تمام سورتیں مکی ہیں ان سب کا بنیادی موضوع اسلام کے بنیادی عقائد کی تعلیم اور خاص طور پر آخرت کی زندگی جنت و دوزخ کے

Marfat.com

حالات اور پچھلی قوموں کا عبرت ناک انجام کا نہایت فصیح اور انتہائی مؤثر تذکرہ ہے۔اس تاثیر کو ترجمے کے ذریعے کسی اور زبان میں منتقل کرنا ممکن نہیں ہے لیکن ترجمے کے ذریعے اس کے مفہوم کو کسی درجہ بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۵۲۔سورۃ الطّور:

اس سورت کی پہلی آیت میں کوہ طور کی قسم کھا کر قیامت کی ہولناک تباہی کا ذکر کیا گیا ہے۔اس سورت میں کافروں کے لئے عذاب اور مومن بندوں کے لئے جنت کی نعمتوں کو ذکر کیا گیا ہے۔بتایا گیا ہے یہ جھٹلانے والے اپنے مکر کی وجہ سے رسول ﷺ اور ان پر نازل کئے گئے کلام کو جھٹلاتے اور جب روز حشر کو دیکھ لیں گے تو ان کے ہوش اڑ جائیں گے اور ان کا مکر کچھ کام نہ آئے گا۔مومن بندوں کو اللہ کی تسبیح کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

۵۳۔سورۃ النجم:

یہ سورت مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلی وہ سورت ہے جو آپ ﷺ نے الاعلان ایسے مجمع میں پڑھ کر سنائی جس میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ مشرکین کی کی بھی بڑی تعداد موجود تھی۔نیز یہ پہلی سورت ہے جس میں آیت سجدہ نازل ہوئی اور جس وقت آپ ﷺ نے سجدے کی آیت اس مجمع کے سامنے تلاوت فرمائی تو یہ حیرت انگیز واقعہ پیش آیا کہ آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے ساتھ مسلمانوں نے سجدہ کیا ہی تھا،اس وقت جو مشرکین موجود تھے انہوں نے بھی سجدہ کیا۔اس سورت کا اصل موضوع حضور ﷺ کی رسالت کو ثابت کرنا ہے اور یہ کہ جو وحی آپ ﷺ پر نازل ہوتی ہے وہ کسی شک وشبہ کے بغیر اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے۔حضرت جبرائیلؑ لے کر آتے ہیں۔اس ضمن میں یہ حقیقت بھی بیان کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں دو مرتبہ اپنی اصل صورت میں دیکھا ہے۔ان میں ایک اس وقت جب آپ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے۔آپ ﷺ کی رسالت کے ساتھ ساتھ اس میں مشرکین مکہ کے غلط عقائد اور ان کے بعض بے ہودہ دعووں کی تردید بھی ہے اور پچھلی امتوں پر نازل ہونے والے

Marfat.com

عذاب کے حوالے سے انہیں حق کو تسلیم کرنے کی مؤثر دعوت بھی دی گئی ہے ''نجم'' عربی میں ستارے کو کہتے ہیں اور چونکہ اس سورت کی پہلی ہی آیت میں ستارے کی قسم کھائی گئی ہے اس لئے اس سورت کا نام سورت النجم ہے۔

۵۴۔ سورۃ القمر:

یہ سورت مکہ میں اس وقت نازل ہوئی جب آنحضرت ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے کرنے کا معجزہ دکھایا اس لئے اس سورت کا نام سورۃ القمر ہے۔ حضرت عائشہؓ سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی اس وقت میں بچی تھی اور کھیلا کرتی تھی ۔سورت کا موضوع دوسری مکی سورتوں کی طرح کفار مکہ کو توحید و رسالت اور آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے۔ اس ضمن میں عاد و ثمود، حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی قوموں اور فرعونوں کے دردناک انجام کا ایک بلیغ انداز میں تذکرہ فرمایا گیا اور بار بار یہ جملہ دہرایا گیا کہ اللہ نے نصیحت حاصل کرنے کے لئے قرآن کو بہت آسان بنا دیا ہے۔ تو کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے۔

۵۵۔ سورۃ الرحمٰن:

یہ سورت وہ واحد سورت ہے جس میں بیک وقت انسان اور جنات کو صراحت کے ساتھ مخاطب فرمایا گیا ہے۔ دونوں کو اللہ کی بے شمار نعمتیں یاد دلائی گئی ہیں جو کائنات میں پھیلی پڑی ہیں اور بار بار یہ فقرہ دہرایا گیا ہے کہ ''اب تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے'' اپنے اسلوب و فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے ایک منفرد سورت ہے جس کی تاثیر کو کسی اور زبان میں ترجمہ کر کے منتقل نہیں کیا جا سکتا۔ اس بارے میں روایات مختلف ہیں کہ یہ سورت مکی ہے یا مدنی۔ عام طور پر قرآن کے نسخوں میں مدنی قرار دیا ہے لیکن علامہ قرطبیؒ نے کئی روایتوں کی بنا پر یہ رجحان ظاہر کیا ہے کہ یہ مکی سورت ہے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

۵۶۔ سورۃ الواقعہ:

یہ سورت مکہ زندگی کے ابتدائی دور کی سورتوں میں سے ہے۔اس میں معجزانہ فصاحت و بلاغت کے ساتھ پہلے تو قیامت کے حالات بیان فرمائے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ آخرت میں تمام انسان اپنے انجام کے لحاظ سے تین مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ایک گروہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کا ہوگا جو ایمان اور عمل صالح کے لحاظ سے اعلیٰ ترین مرتبہ کے حامل ہیں۔دوسرا گروہ ان عام مسلمانوں کا ہوگا جنہیں ان کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور تیسرا گروہ ان کافروں کا ہوگا جن کے اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔پھر ان تینوں گروہوں کو جن حالات سے سابقہ پیش آئے گا اس کی ایک جھلک بڑے موثر انداز میں دکھائی گئی ہے۔اس کے بعد انسان کو خود اس کے اپنے وجود اور ان نعمتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اسی کا شکر بجا لا کر اس کی وحدانیت کا اعتراف کرے اور توحید پر ایمان لائے۔پھر آخری رکوع میں قرآن کریم کی حقانیت کا بیان فرماتے ہوئے انسان کو اس کی موت کا وقت یاد دلایا گیا ہے کہ اس وقت وہ کتنا ہی بڑا آدمی سمجھا جاتا ہو نہ وہ خود اپنی موت سے چھٹکارا پا سکتا ہے نہ اپنے محبوب کو موت سے بچا سکتا ہے۔لہذا جو پروردگار موت اور زندگی کا مالک ہے وہی مرنے کے بعد انسان کے انجام کا فیصلہ کرنے کا حق رکھتا ہے۔انسان کا کام ہے یہ کہ اس کی عظمت کے آگے سر بسجود ہو۔سورت کی پہلی آیت میں ''واقعہ'' کا لفظ آیا ہے جس سے مراد قیامت کا واقعہ ہے اور اسی کے نام پر اس سورت کو سورہ واقعہ کہا جاتا ہے۔

۵۷۔ سورۃ الحدید:

اس سورت کی آیت نمبر ۱۰ سے معلوم ہوتا ہے یہ فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔اس موقع پر چونکہ مسلمانوں کے خلاف کافروں کی کاروایاں چونکہ بڑی حد تک دھیمی پڑ گئی تھیں اور جزیرہ نما عرب پر مسلمانوں کا تسلط بڑھ رہا تھا اس لئے اس سورت میں مسلمانوں کو تلقین

Marfat.com

کی گئی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان صفات سے آراستہ کرنے پر توجہ دیں جو ان کے دین کو مطلوب ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی کوتاہیوں سے مغفرت مانگیں، نیز انہیں ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا مال خرچ کریں اور آخرت کی بہبود کو دنیا کے مال و دولت پر ترجیح دیں جس کے نتیجے میں آخرت میں ایسا نور عطا ہوگا جو انہیں جنت تک لے جائے گا۔ جب کہ منافق لوگ اس نور سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ سورت کے آخر میں عیسائیوں کو یاد دلایا گیا ہے کہ جو رہبانیت (ترک دنیا) انہوں نے اختیار کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مطابقت نہیں رکھتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ دنیا کو بالکل چھوڑ کر بیٹھ جاؤ بلکہ یہ تاکید فرمائی تھی کہ اس دنیا میں رہ کر اللہ کے احکام پر عمل کرو اور تمام حقوق اسی کی ہدایت کے مطابق ادا کرو۔ نیز عیسائیوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں تو اس کے لئے حضور ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس سورت کی آیت نمبر ۲۵ میں لوہے کا ذکر آیا ہے۔ لوہے کو عربی میں ''حدید'' کہتے ہیں اس لئے سورت کا نام سورۃ الحدید ہے۔

۵۸۔ سورۃ المجادلہ:

اس سورت میں بنیادی طور پر چار اہم موضوعات کا بیان ہے۔ پہلا موضوع ''ظہار ہے'' اہل عرب میں یہ طریقہ تھا کہ کوئی شوہر اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ ''انت علی کظھر امی ''یعنی تم میرے لئے میری ماں کی پشت کی طرح ہو۔ جاہلیت کے زمانے میں ایسا کہنے سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی تھی۔ سورت کی ابتدا میں اسی کے احکام کا بیان ہے جس کی تفصیل انشاء اللہ ان آیتوں کے حواشی میں آنے والی ہے۔ دوسرا موضوع یہ ہے کہ بعض یہودی اور منافقین آپس میں اس طرح سرگوشیاں کیا کرتے تھے جس سے مسلمانوں کو اندیشہ ہوتا تھا کہ وہ ان کے خلاف کوئی سازش کر رہے ہیں۔ نیز بعض صحابہ کرامؓ حضور اقدس ﷺ سے تنہائی میں کوئی مشورہ یا کوئی اور بات کرنا چاہتے تھے۔ اس سورت میں ان خفیہ باتوں کے احکام بیان فرمائے گئے ہیں۔ تیسرا موضوع ان آداب کا بیان ہے جو مسلمانوں کو اپنی اجتماعی مجلسوں میں ملحوظ رکھنے چاہئیں۔ چوتھا اور آخری موضوع ان

Marfat.com

منافقوں کا تذکرہ ہے جو ظاہر میں تو ایمان کا اور مسلمانوں سے دوستی کا دعویٰ کرتے تھے لیکن درحقیقت وہ ایمان نہیں لائے تھے اور در پردہ مسلمانوں کے دشمنوں کی مدد کرتے تھے۔

سورت کا نام ''مجادلہ'' یعنی بحث کرنا ہے۔ اس کی پہلی آیت سے لیا گیا ہے جس میں ایک خاتون کے بحث کرنے کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔

۵۹۔ سورۃ الحشر:

یہ سورت حضور ﷺ کے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے دوسرے سال نازل ہوئی تھی ۔مدینہ منورہ میں یہودیوں کی ایک بڑی تعداد آباد تھی۔ آنخضرت ﷺ نے ان سے یہ معاہدہ کرلیا تھا کہ آپس میں امن وامان سے رہیں گے اور مدینہ پر حملہ ہونے کی صورت میں مل کر اس کا دفاع کریں گے۔ یہودیوں نے اس معاہدے کو قبول تو کرلیا لیکن آپ ﷺ سے دلی بغض کی وجہ سے خفیہ طور پر آپ ﷺ کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے در پردہ مکہ مکرمہ کے بت پرستوں سے تعلقات رکھے ہوئے تھے۔ ان کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے رہتے تھے۔ ان سے یہ وعدہ کرلیا تھا کہ اگر تم مسلمانوں پر حملہ کرو گے تو ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ یہودیوں کا ایک قبیلہ بنونضیر کہلاتا تھا، ایک دفعہ آپ ﷺ ان سے معاہدے کہ کچھ شرائط پر عمل کروانے کے لئے ان کے پاس تشریف لے گئے تو ان لوگوں نے یہ سازش کی کہ جب آپ ﷺ بات چیت کے لئے بیٹھیں گے تو ایک شخص اوپر سے آپ ﷺ پر (نعوذ باللہ) ایک چٹان گرادے گا جس سے (معاذ اللہ) آپ شہید ہو جائیں گے۔ اللہ نے وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو سازش سے باخبر کیا اور آپ ﷺ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ اس واقعے کے بعد آپ ﷺ نے بنونضیر کو پیغام بھیجا کہ اب تم لوگوں سے ہمارا معاہدہ ختم ہوگیا ہے اور ہم آپ کے لئے ایک مدت مقرر کرتے ہیں اس مدت کے اندر اندر آپ مدینہ چھوڑ کر کہیں چلے جائیں ورنہ مسلمان آپ پر حملہ کرنے کے لئے آزاد ہوں گے۔ کچھ منافقین نے بنونضیر کو جا کر یقین دلایا کہ آپ ڈٹے رہیں اگر مسلمانوں نے حملہ کیا تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ چنانچہ بنونضیر مقررہ مدت میں مدینہ منورہ سے نہیں گئے۔ آنخضرت ﷺ نے مدت گزرنے کے بعد ان کا محاصرہ کرلیا۔ منافقین نے ان کی کوئی

Marfat.com

مدنہ کی آخران لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو مدینہ منورہ سے جلا وطن کرنے کا حکم دیا۔ البتہ یہ اجازت دی کہ ہتھیاروں کے سوا وہ اپنا سارا مال و دولت اپنے ساتھ لے جاسکتے ہیں۔ یہ سورت اس واقعے کے پس منظر میں نازل ہوئی۔ اس میں اس واقعے پر تبصرہ اور واقعے سے متعلق مختلف ہدایات بھی دی گئی ہیں۔ حشر کے معنی جمع کرنا ہے اس سورت کی آیت نمبر ۲ میں یہ لفظ آیا ہے اس لئے اس سورت کا نام سورت الحشر ہے۔ بعض صحابہ کرامؓ سے منقول ہے وہ اسے سورہ بنی نضیر بھی کہا کرتے تھے۔

۶۰۔ سورۃ الممتحنۃ:

یہ سورت صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں نازل ہوئی۔ اس سورت کے بنیادی موضوع دو ہیں ایک یہ کہ صلح حدیبیہ کی شرائط میں جو بات طے ہوئی تھی کہ اگر مکہ مکرمہ سے کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آئے گا تو مسلمان اسے واپس بھیجنے کے پابند ہوں گے اس کا اطلاق مسلمان ہونے والی عورتوں پر نہ ہوگا۔ اگر کوئی عورت مسلمان ہو کر آئے گی تو نبی کریم ﷺ اس کا جائزہ لے کر دیکھیں گے کہ واقعی وہ مسلمان ہو کر آئی ہے یا پھر آنے کا کچھ اور مقصد ہے۔ اگر واقعی مسلمان ہو کر آئی تو واپس نہیں بھیجا جائے گا۔ اس صورت میں ایک وہ شادی شدہ ہے اور اس کا شوہر مکہ مکرمہ میں رہ گیا ہے تو اس کے نکاح اور مہر کے متعلق کیا احکام ہیں؟ وہ بھی اس سورت میں بیان فرمائے گئے ہیں اور مسلمانوں کے نکاح میں ابھی تک بت پرست عورتیں تھیں ان کے بارے میں یہ حکم دیا گیا کہ اب وہ ان کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ چونکہ اس سورت میں آنحضرت ﷺ کو عورتوں کے جائزہ لینے کا حکم فرمایا گیا تھا اس لئے اس سورت کا نام ''ممتحنہ'' امتحان لینے والی ہے۔

سورت کا دوسرا موضوع جو سورت کے شروع میں بیان ہوا ہے وہ یہ ہے مسلمانوں سے غیر مسلموں سے کس قسم کے تعلقات رکھنا جائز ہیں اور کس قسم کے ناجائز ہیں۔ چنانچہ سورت کو حکم سے شروع فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو دشمنوں سے خصوصی دوستی نہیں رکھنی چاہیے۔ ان آیتوں کے نزول کا پس منظر یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے معاہدوں کو کافروں نے دو سال کے اندر اندر ہی توڑ دیا تھا تو آنحضرت ﷺ نے قریش کو واضح فرما دیا کہ ایک وہ

Marfat.com

معاہدہ باقی نہیں رہا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فتح مکہ کی تیاری شروع کردی لیکن ساتھ یہ کوشش یہ تھی کہ قریش کے لوگوں کو آپ ﷺ کی تیاری کا علم نہ ہو۔ اسی دوران سارا نامی عورت جو گا بجا کر پیسے کماتی تھی مکہ سے مدینہ آئی اور اس نے بتایا کہ وہ مسلمان ہو کر نہیں آئی بلکہ وہ شدید مفلسی میں مبتلا ہے، کیوں کہ جنگ بدر کے بعد قریش مکہ کی عیش و عشرت کی محفلیں ویران ہو چکی ہیں اب کوئی اسے گانے بجانے کے لئے نہیں بلاتا اس لئے مالی امداد حاصل کرنے کے لئے آئی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے بنو عبدالمطلب کو اس کی مدد کرنے کی ترغیب دی اور اس کو کچھ نقدی اور کچھ کپڑے دے کر رخصت کیا۔ دوسری طرف مہاجر صحابہ کرامؓ میں حضرت حاطبؓ ایک ایسے بزرگ تھے جو اصل میں یمن کے باشندے تھے اور مکہ مکرمہ آکر بس گئے تھے۔ مکہ مکرمہ میں ان کا قبیلہ نہیں تھا۔ وہ خود ہجرت کر کے مدینہ گئے تھے۔ دوسرے مہاجر صحابہ کو تو کس قدر اطمینان تھا کہ ان کا تو پورا قبیلہ وہاں موجود ہے جو کافروں کے ظلم سے انہیں تحفظ دے سکتا ہے لیکن حضرت حاطبؓ کے اہل عیال کو یہ تحفظ حاصل نہ تھا۔ جب سارا نامی عورت مکہ مکرمہ جانے لگی تو اس کے دل میں یہ خیال آیا اگر میں قریش کے لوگوں کو خفیہ طور پر ایک خط میں یہ اطلاع دے دوں کہ حضور ﷺ ان پر حملے کی تیاری کر رہے ہیں تو اس سے آنحضرت ﷺ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا کیوں کہ اللہ نے آپ ﷺ سے مکہ مکرمہ کی فتح کو وعدہ فرمایا رکھا ہے لیکن میری طرف سے قریش پر ایک احسان ہو جائے گا اور اس احسان کی وجہ سے میرے اہل وعیال کے ساتھ نرمی کو معاملہ ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے ایک خط سارا کے حوالے کر دیا کہ قریش کے سرداروں کو پہنچا دے۔ ادھر اللہ نے وحی کے ذریعے آنحضرت ﷺ کو اطلاع دے دی کہ سارا ایک خفیہ خط لے کر گئی ہے اور روضۃ خاخ کے مقام پر پہنچ چکی ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت مرثدؓ اور حضرت زیدؓ کو اس مہم پر روانہ کیا کہ وہ عورت کا پیچھا کر کے اس سے خط برآمد کریں اور یہاں واپس لے آئیں۔ یہ حضراتؓ گئے اور خط برآمد کرلیا۔ حضرت حاطبؓ سے پوچھا گیا تو انہوں نے معذرت کی اور اپنی غلطی کی وہی وجہ بیان کی جو اوپر ذکر کی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی نیک نیتی کی وجہ سے ان کی غلطی کو معاف فرما دیا۔ اس واقعے پر اس سورت کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں۔

Marfat.com

۶۱۔ سورۃ الصّف:

یہ سورت مدینہ منورہ میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب منافقین آس پاس کے یہودیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کر رہے تھے۔اس سورت میں بنی اسرائیل کے یہودیوں کا یہ کردار خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے کہ انہوں نے خود اپنے پیغمبر حضرت موسیٰؑ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں، جس کے نتیجے میں ان کے مزاج میں ٹیڑھ پیدا ہوگئی اور جب حضرت عیسیٰؑ تشریف لائے تو انہوں نے نبوت کا بھی انکار کیا اور آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کی جو بشارتیں دی گئی تھیں ان پر بھی کان نہ دھرا۔ چنانچہ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو نہ صرف نبوت کا انکار کیا بلکہ آپ ﷺ کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔بنی اسرائیل کے اس کردار کو واضح کرنے کے لئے اس سورت میں مخلص مسلمانوں کو یہ خوشخبری دی کہ اگر انہوں نے حضور ﷺ کی ٹھیک پیروی کی اور وہ کام کیے جس کا حکم اللہ نے انہیں اس سورت میں دیا ہے۔ان میں جہاد خصوصی اہمیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ عنقریب ان کو فتح ونصرت عطا فرمانے والے ہیں۔جس کے نتیجے میں منافقین اور یہودیوں کی ساری سازشیں خاک میں مل جائیں گی۔سورت کی چوتھی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تعریف فرمائی ہے جو اللہ کی راہ میں صف بنا کر جہاد کرتے ہیں اسی مناسبت سے سورت کا نام سورۃ صف ہے۔

۶۲۔ سورۃ الجمعۃ:

اس سورت کے پہلے رکوع میں حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت اور آپ ﷺ کی بعثت کے مقاصد بیان فرما کر پوری انسانیت کو آپ ﷺ ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے اور خاص طور پر یہودیوں کی مذمت کی گئی ہے کہ جو جس کتاب یعنی تورات پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں اس میں آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت موجود ہے۔اس کے باوجود آپ ﷺ پر ایمان نہ لا کر خود اپنی کتاب کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔پھر دوسرے رکوع میں مسلمانوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ ان کی سرگرمیاں اللہ تعالیٰ کی عبادت

Marfat.com

کے راستے میں رکاوٹ نہیں بننی چاہئیں۔ چنانچہ حکم دیا گیا کہ جمعہ کی آذان کے بعد ہر قسم کی خرید و فروخت بالکل ناجائز ہے۔ نیز جب آنحضرت ﷺ خطبہ دے رہے ہوں اس وقت تجارتی کام کے لئے آپ ﷺ کو چھوڑ جانا جائز نہیں ہے اور اگر دنیوی مصروفیات کا شوق کسی دینی فریضے میں رکاوٹ بننے لگے تو اس بات کا دھیان کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے آخرت میں جو کچھ تیار کر رکھا ہے وہ دنیا کی ان دلفریبیوں سے کہیں زیادہ بہتر ہے اور دینی فرائض کو رزق کی خاطر چھوڑ دینا سراسر نادانی ہے کیوں کہ رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا رزق اس کی نافرمانی کر کے نہیں بلکہ اطاعت کر کے حاصل کرنا چاہیے۔ چونکہ دوسرے رکوع میں جمعے کے احکام بیان فرمائے گئے ہیں اس لئے سورت کا نام ''سورۃ الجمعہ'' ہے۔

۶۳۔ سورۃ المنافقون:

یہ سورت ایک خاص واقعے کے پس منظر میں نازل ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بنو المصطلق عرب کا ایک قبیلہ تھا جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ کو یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے لشکر جمع کر رہا ہے آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کے ساتھ خود وہاں تشریف لے گئے، ان سے جنگ ہوئی اور آخر کار ان لوگوں نے شکست کھائی بعد میں مسلمان بھی ہوئے۔ جنگ کے بعد آپ ﷺ نے وہیں ایک چشمے کے پاس پڑاؤ ڈالا جس کا نام مریسیع تھا۔ اسی قیام کے دوران ایک مہاجر اور ایک انصاری کے مابین پانی کے کسی معاملے پر جھگڑا ہو گیا۔ جھگڑے میں نوبت ہاتھا پائی تک آ گئی اور ہوتے ہوتے مہاجر نے اپنی مدد کے مہاجر کو پکارا اور انصاری نے انصار کو یہاں تک کہ اندیشہ ہو گیا کہ کہیں مہاجرین اور انصار کے درمیان لڑائی نہ چھڑ جائے۔ آپ ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا، مہاجرین اور انصار کے نام پر لڑائی کرنا وہ جاہلانہ عصبیت ہے جس سے اسلام نے نجات دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ عصبیت کے بدبودار نعرے ہیں جو مسلمانوں کو چھوڑنے ہوں گے۔ ہاں مظلوم جو کوئی بھی ہو اس کی مدد کرنی چاہیے اور ظالم جو کوئی ہو اسے ظلم سے باز رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد جھگڑا فرو ہو گیا

Marfat.com

اور جن حضرات میں ہاتھا پائی ہوئی تھی ان کے درمیان معافی تلافی ہوگئی۔ یہ جھگڑا تو ختم ہو گیا لیکن مسلمانوں کے لشکر میں کچھ منافق لوگ بھی تھے جو مال غنیمت میں حصہ دار بننے کے لئے شامل ہوئے تھے۔ ان کے سردار عبداللہ بن اُبی کو جب اس جھگڑے کا علم ہوا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا، تم نے مہاجروں کو اپنے شہر میں پناہ دے کر اپنے سر پر چڑھا لیا ہے یہاں تک کہ وہ مدینے کے اصل باشندوں پر ہاتھ اٹھانے لگے ہیں یہ صورت حال قابلِ برداشت نہیں پھر اس نے یہ بھی کہا کہ جب ہم مدینہ واپس پہنچیں گے تو جو عزت والا ہے وہ ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔ اس کا واضح اشارہ اس طرف تھا کہ مدینے کے اصل باشندے مہاجرین کو نکال باہر کریں گے۔ اس موقع پر ایک مخلص انصاری صحابی زید بن ارقمؓ بھی موجود تھے انہوں نے بات کو بہت بُرا سمجھا اور حضور ﷺ کو بتایا کہ عبداللہ بن اُبی نے ایسا کہا ہے۔ آپ ﷺ نے عبداللہ بن اُبی سے پوچھا تو وہ صاف مکر گئے کہ میں نے ایسا نہیں کہا۔ آپ ﷺ نے درگزر فرمایا کہ حضرت زید بن ارقمؓ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ حضرت زید بن ارقمؓ کو یہ رنج تھا کہ عبداللہ بن ابی نے آنحضرت ﷺ کے سامنے اس کو جھوٹا بنایا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوئے، ابھی مدینہ منورہ نہ پہنچے تھے کہ یہ سورت نازل ہوئی جس نے حضرت زید بن ارقمؓ کی تصدیق کی اور منافقین کی حقیقت واضح فرمائی۔

۶۴۔ سورۃ التغابن:

اگرچہ بعض مفسرین نے اس سورت کی کچھ آیتوں کو مکی اور کچھ کو مدنی کہا ہے لیکن اکثر مفسرین نے پوری سورت کو مدنی قرار دیا ہے البتہ اس کے مضامین مکی سورتوں کی طرح اسلام کے بنیادی عقائد کی دعوت پر مشتمل ہیں۔ اللہ کی قدرت کاملہ کے حوالے سے توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان کی دعوت دی گئی ہے اور پچھلی اُمتوں کی تباہی کے اسباب بتاتے ہوئے توجہ دلائی گئی ہے کہ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کے رسول برحق اور ان نازل ہونے والی کتاب پر ایمان لاکر آخرت کی تیاری کرنی چاہیے اور اگر انسان کی بیوی بچے اس راستے میں رکاوٹ بنیں تو سمجھنا چاہیے کہ وہ انسان کی خیر خواہی نہیں، دشمنی کر رہے

Marfat.com

ہیں۔سورت کا نام آیت نمبر ۹ سے ماخوذ ہے۔

۶۵۔سورۃ الطلاق:

پچھلی دو سورتوں میں مسلمانوں کو یہ تنبیہ فرمائی گئی تھی کہ وہ اپنے بیوی بچوں کی محبت میں گرفتار ہو کر اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوں اب اس سورت اور اس اگلی سورت میں میاں بیوی کے تعلقات سے متعلق ضروری احکام بیان فرمائے گئے ہیں۔ازدواجی تعلقات کے مسائل میں طلاق ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں عملاً بہت افراط وتفریط پائی جاتی ہے۔چنانچہ قرآن کریم نے اس کے بارے میں متوازن طرزِ عمل اختیار کرنے کے لئے طلاق کے وہ احکام سورہ بقرہ میں بیان فرمائے ہیں،(۲۲۶ تا ۲۳۰)اس سورت میں طلاق کے وہ احکام بیان فرمائے ہیں جو وہاں بیان نہیں ہوئے تھے چنانچہ بتایا گیا کہ اگر طلاق دینی ہو تو اس کا صحیح طریقہ اور صحیح وقت کیا ہے۔نیز جن عورتوں کو حیض نہ آتا ہو ان کی عدت کتنی ہو گی۔عدت کے دوران ان کے سابق شوہروں کو ان کا خرچ کس معیار پر اور کب تک اٹھانا ہوگا۔اگر اولاد ہو چکی تو اس کو دودھ پلانے کی ذمہ داری کس پر ہوگی۔اس قسم کے احکام بیان فرماتے ہوئے بار بار اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ہر مرد اور عورت کو اللہ سے ڈرتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنے چاہئیں،کیوں کہ میاں بیوی کا تعلق ایسا ہے کہ ان کی ہر شکایت کا علاج عدالتوں میں نہیں مل سکتا۔ایک متوازن خاندانی نظام اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتا جب تک ہر فریق اللہ کے سامنے جواب دہی کا احساس کرتے ہوئے اپنے فرائض انجام نہ دے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں انہیں کو دنیا اور آخرت میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

۶۶۔سورۃ التحریم:

اس سورت کا بنیادی موضوع بھی پچھلی سورت کی طرح میاں بیوی کو آپس میں اور اپنی اولاد کے ساتھ کس طرح معتدل اور متوازن رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ایک طرف ان سے معقول حدود میں محبت بھی دین کا تقاضا ہے اور دوسری طرف ان کی نگرانی بھی ضروری ہے کہ وہ اللہ کے احکام سے انحراف نہ کریں۔اس سلسلے میں ایک واقعہ خود آنحضرت ﷺ

Marfat.com

کے ساتھ پیش آیا تھا کہ اپنی ازواج مطہرات کی خوشنودی کی خاطر آپ ﷺ نے یہ قسم کھالی تھی کہ میں آئندہ شہد نہیں پیوں گا۔ جس کا ذکر آیت نمبرا میں ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے یہ فرمایا جو چیز اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی ہے، اسے آپ ﷺ اپنے اوپر حرام کیوں کرتے ہیں؟ اس لئے سورت کا نام تحریم ہے، جس کے معنی ہیں ''حرام کرنا''۔

۶۷۔ سورۃ الملک:

یہاں سے قرآن کریم کے آخر تک زیادہ تر مکی سورتیں ہیں۔ تقریباً ان سب سورتوں کا مرکزی موضوع اسلام کے بنیادی عقائد، توحید، رسالت اور آخرت کا اثبات، جنت و دوزخ کے حالات اور اسلام کی تبلیغ کے لئے حضور ﷺ کو ہدایت اور تسلی دینا ہے۔ چونکہ یہ پچھلی سورتوں کے مقابلے میں مختصر سورتیں ہیں اس لئے ان سب کے الگ الگ تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔

Marfat.com

سورۃ الاخلاص کی ایک خوبصورت تشریح

(میرے پاپا جان کے اپنے قلم سے (اللہ جنت نصیب کرے) آمین۔

سورۃ اخلاص میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کی مکمل اور جامع پہچان کرائی ہے۔اس کی اگر مختصر تشریح کی جائے تو مفہوم مندرجہ ذیل شکل میں سامنے آتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔قل ھو اللہ احد. کہو اللہ ایک ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات ہر لحاظ سے یکتا ہے اس کی صفات میں کوئی شریک نہیں اس کی ذات بے مثال ہے۔

اللہ الصمد ۔اللہ کی ذات بے نیاز ہے۔

اس کائنات میں ہر چیز کا دارومدار ایک دوسرے پر ہے۔مثال کے طور پر اگر کشش ثقل نہ ہوتی تو یہ کائنات قائم نہیں رہ سکتی تھی ۔ہوا پانی یا خوراک نہ ہو تو جاندار چیزیں زندہ نہیں رہ سکتیں ۔اسی طرح پودوں کو دیکھیں ان کا انحصار بہت ساری چیزوں پر ہے۔اس کائنات کے وجود کے لئے Time and Space بھی بہت ضروری ہے مگر اللہ تعالیٰ کی ذات ان سب چیزوں سے بے نیاز ہے۔لہذا وہ ازل سے ابد تک رہے گی۔کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے سے اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔وقت کے ساتھ ہر چیز متاثر ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کی ذات پر وقت کا کوئی اثر نہیں اس کی ذات ہر چیز سے بے نیاز ہے۔

لم یلد ولم یولد ۔اللہ کی ذات نہ کسی سے پیدا ہوئی ہے اور نہ کسی چیز کو اس کے وجود کا حصہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

اس کائنات میں جتنی بھی چیزیں ہیں وہ سب کی سب ایک دوسرے سے جزوی طور پر یا مکمل طور پر مل کر وجود میں آئی ہیں اور کچھ کسی نہ کسی حوالے ایک دوسرے کا By Product ہیں۔اس طرح سے توانائی کی شکلیں ہیں وہ ایک دوسرے سے اخذ ہوئی ہیں۔مثال کے طور پر حرارت، بجلی، روشنی، آواز وغیرہ وغیرہ۔مگر اللہ تعالیٰ کی ذات بالکل یکتا ہے۔اس کا وجود ازل سے ہے اور پوری کائنات کا خود خالق ہے۔

ولم یکن لہ کفو ا احد۔اور کوئی اس کی برابری نہیں کرسکتا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی مثال آپ ہے۔اس کی صفات کی کوئی حد نہیں۔اگر دنیا کے سب درختوں کے قلم بنائے جائیں اور سارے سمندر سیاہی کے طور پر استعمال ہوں پھر بھی اس کی صفات نہیں لکھی جاسکتیں۔اس کائنات میں کوئی چیز اس سے اوجھل نہیں وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔جب کسی چیز کا ارادہ کرلیتا ہے تو سب کچھ اس وقت ویسے ہی ہو جاتا ہے جیسے وہ سوچتا ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں لہذا اس کی برابری کون کرسکتا ہے۔

نصر اللہ خان بلوچ تونسوی

(Chief Scientist)

پڑھنے والوں سے التماس ہے کہ جتنی دفعہ پڑھ سکیں یہ سورت پڑھ لیں اور اس کا ثواب میرے پیارے، بہت محبت کرنے والے، پاپا جان نصر اللہ خان بلوچ تونسوی کو بخش دیں

(شکریہ)

Marfat.com

ایک عظیم شہادت / حضرت اسماءؓ کا حجاج سے بے باک مکالمہ

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پیٹ میں سب سے پہلے حضورﷺ کا لعاب مبارک پہنچا اور آپﷺ نے ان کے لئے برکت کی دعا کی۔ سات آٹھ سال کی عمر میں انہوں نے حضور اقدسﷺ سے بیعت کی۔ ان کے بڑے بڑے فضائل ہیں۔ نسب کے اعتبار سے وہ حضرت ابوبکرؓ کے نواسے اور حضرت زبیر بن العوامؓ کے بیٹے تھے جو عشرہ مبشرہ میں تھے اور حضورﷺ نے ان کو اپنا حواری یعنی خاص الخاص آدمی قرار دیا تھا۔ ان کی دادی حضرت صفیہؓ تھیں جو حضورﷺ اقدس کی پھوپھی تھیں اور ان کی والدہ حضرت صدیق اکبرؓ کی صاحبزادی، حضرت اسماءؓ تھیں۔

حضور اقدسﷺ سے عرض کیا گیا کہ قریش کے چند لڑکے (عبداللہ بن جعفرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عمر بن سلمہؓ) ذرا بڑے ہو گئے ہیں آپﷺ ان کو بیعت فرما لیتے تو اچھا ہوتا۔ اس سے ان کو آپﷺ کی برکت نصیب ہو جائے گی اور قابل ذکر فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ آپﷺ نے درخواست منظور فرمائی۔ جب کم سن لڑکے حاضر خدمت ہوئے تو طبعی طور پر جھجکنے لگے۔ ان میں سے عبداللہ بن زبیرؓ آگے بڑھے اور آنحضرتﷺ نے ان کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا انہ ابن ابیہ کہ یہ اپنے باپ کا بیٹا ہے۔ یعنی اپنے باپ کی طرح جری ہے اور خیر کی طرف آگے بڑھنے والا ہے۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے سات آٹھ سال کی عمر میں آپﷺ سے بیعت کی اور ان کی عمر نو سال کی تھی جب فخر کونینﷺ کی وفات

Marfat.com

ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بہت عبادت گزار تھے۔ روزوں پر روزے رکھتے چلے جاتے تھے، نماز سے خاص شغف تھا۔ جب نماز پڑھتے تو ایسا معلوم ہوتا کوئی ستون کھڑا ہے۔ اپنی زندگی کی راتوں کو تین طرح گزارتے۔ ایک رات نماز میں کھڑے، دوسری رات رکوع میں اور تیسری رات سجدہ میں گزارتے تھے۔ عمرو بن دینار سے منقول ہے کہ میں نے کوئی شخص عبداللہ بن زبیرؓ سے بڑھ کر اچھی طرح نماز پڑھنے والا نہیں دیکھا۔ کعبہ شریف کے قریب حطیم میں بڑے اطمینان سے اس وقت بھی مشغول تھے جب کہ دشمنوں کی جانب سے بزریعہ منجنیق گولے برسائے جارہے تھے۔ ان کے کپڑوں میں گولے آکر لگتے تھے مگر وہ ذرا بھی توجہ نہ فرماتے تھے۔ عثمان بن ابی طلحہؓ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ سے نہ بہادری میں مقابلہ کیا جاسکتا، نہ عبادت میں، نہ بلاغت میں، آپؓ کی آواز بہت بلند تھی، جب خطبہ دیتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسا کہ پہاڑ جواب دے رہے ہیں۔ جنگ جمل کے موقع پر جب عبداللہ بن زبیرؓ کو لاشوں کے درمیان زندہ نکالا گیا تو ان کے جسم میں چالیس سے اوپر زخم تھے (الاصابہ)

حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کے بھتیجے حضرت ہشام بن عروہؓ نے فرمایا ہمارے چچا نے بچپن میں بولنا شروع کیا تھا۔ زبان سے سب سے پہلا لفظ ''السیف'' نکلا۔ سیف تلوار کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ بولتے جاتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر ان کے والد ماجد فرماتے تھے ''خدا کی قسم تو قتل وقتال کے بہت دن دیکھے گا''۔ (تاریخ الخلفاء)

یزید کی بیعت سے انکار کرنا اور مکہ میں خلافت قائم کرنا:۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا اور ۶۴ھ یا ۶۵ھ میں خود اپنی خلافت قائم کرلی تھی۔ حجاز، یمن، عراق اور خراسان کے لوگ آپ کے حلقہ اطاعت میں داخل ہوگئے تھے۔ دارالخلافہ مکہ معظّمہ میں رہا اور ۹ سال کے لگ بھگ خلیفہ رہے۔ آٹھ سال امام المسلمین اور امیر المومنین ہونے کی حیثیت سے لوگوں کو حج کرایا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے خلافت کے مقابلہ میں عبدالملک بن مروان نے اپنی حکومت بنالی تھی۔ اس کے تسلط میں شام اور مصر تھے۔ اس کے گورنر حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیرؓ پر چڑھائی کی

Marfat.com

اور مکہ معظمہ کا گھیراؤ کرلیا۔ چھ مہینے سترہ دن حصار رہا، بالآخر عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کر دیا اور عبدالملک بن مروان کا تسلط مکہ پر بھی ہو گیا۔

واقعہ شہادت:

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ دشمنوں کے حصار کے زمانے میں ایک دن اپنی والدہ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ کے پاس گئے۔ پوچھا: امی جان کیا حال ہے۔ انہوں نے فرمایا میں مریض ہوں۔ بیٹے نے کہا ان فی الموت لراحۃ یعنی موت میں راحت ہے۔ حضرت اسماءؓ نے فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے تو اپنے سامنے میری موت کی آرزو کرتا ہے۔ حالانکہ میں چاہتی ہوں جب تک دشمنوں سے جنگ کر کے تیرا معاملہ صاف نہ ہو جائے اس وقت تک زندہ رہوں۔ اگر تو مقتول ہو جائے تو میں بیٹے کی موت پر صبر کر کے ثواب لے لوں گی اور اگر دشمن کے مقابلہ میں کامیاب ہو جائے تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ یہ بات سن کر عبداللہ بن زبیرؓ ہنسے، پھر جس روز ان کو شہید کیا گیا اس دن والدہ کے پاس آئے وہ اس وقت مسجد میں تھیں۔ انہوں نے نصیحت کی: بیٹا قتل کے خوف سے دشمن کی جانب سے ایسی چیز قبول نہ کرنا جس سے ذلت کا سامنا کرنا پڑے۔ خدا کی قسم عزت میں تلوار کی دھار برداشت کر لینا اس سے بہتر ہے کہ آدمی ذلت برداشت کرے اور تلوار کی دھار کی بجائے ایک کوڑے کی مار کھا کر ذلت کی زندگی گزارے۔ اس کے بعد آپؓ نے لڑنا شروع کیا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کے دونوں ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔ خوب جنگ کی حتیٰ کہ صفا کی جانب سے ان کی آنکھوں کے درمیان ایک پتھر آ کر لگا۔ اس کے بعد دشمن ان کو مارتے رہے یہاں تک کہ آپؓ شہید ہو گئے۔

حضرت اسماءؓ کا حجاج سے بے باک مکالمہ:

دشمنوں نے آپ کو شہید کر کے آپؓ کی لاش کو سولی پر چڑھا دیا۔ حضرت اسماءؓ حجاج بن یوسف کے پاس گئیں اسوقت نابینا ہو چکی تھیں۔ انہوں نے حجاج سے کہا۔ اس سوار کے اترنے کا وقت نہیں آیا۔ حجاج نے کہا یہ منافق؟ حضرت اسماءؓ نے کہا اللہ کی قسم وہ منافق نہیں

Marfat.com

تھا۔ بلکہ روزے رکھنے والا، راتوں کو نماز پڑھنے والا اور حسن سلوک سے پیش آنے والا تھا۔ حجاج نے کہا بڑھیا تو چلی جا، تیری عقل خراب ہوگئی ہے۔ حضرت اسماءؓ نے کہا اللہ کی قسم میری عقل خراب نہیں ہوئی میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ ثقیف کے قبیلے میں ایک بڑا جھوٹا اور بڑا فسادی ہوگا۔ بہت بڑے جھوٹے کو ہم دیکھ چکے (یعنی مختار بن عبید ثقفی) اور فسادی تو میرے خیال میں تو ہی ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے۔ حجاج بن یوسف نے حضرت اسماءؓ کو بلوایا تو انہوں نے آنے سے انکار کر دیا۔ اس نے پھر قاصد بھیجا کہ ضرور چلی آؤ ورنہ ایسا شخص بھیجوں گا جو تمھارے بال پکڑ کر کھینچ لائے گا۔ حضرت اسماءؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں تیرے پاس نہیں آؤں گی یہاں تک کہ تو کوئی ایسا شخص بھیجے جو میرے بال پکڑ کر کھینچتا ہوا لے جائے۔ اس پر حجاج خود روانہ ہوا اور حضرت اسماءؓ کے پاس آکر کہنے لگا تو نے دیکھا میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا کیا۔ حضرت اسماءؓ نے برجستہ جواب دیا میرے نزدیک اس جنگ کا خلاصہ یہ ہے کہ تو نے میرے بیٹے کی دنیا خراب کی اور اس نے تیری آخرت خراب کر دی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۵۲ بحوالہ صحیح مسلم)

عبدالملک بن مروان کی جانب سے حکم آنے پر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی نعش کو حجاج بن یوسف نے صلیب سے اتروا دیا۔ حضرت اسماءؓ اللہ سے دعا کرتی تھیں اے اللہ مجھے اس وقت موت مت دیجیو جب تک میرے بیٹے کی لاش میرے پاس نہ آجائے۔ حضرت ابن ابی ملیکہ نے فرمایا میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے حضرت اسماءؓ کو اس بات کی خوش خبری دی کہ آپؓ کے بیٹے کی لاش صلیب سے اتار دی گئی ہے۔ انہوں نے ٹب منگوایا اور مجھے حکم دیا ان کو غسل دے دو۔ چنانچہ ہم نے غسل دینا شروع کیا جس عضو کو ہاتھ لگاتے ہاتھ کے ساتھ اکھڑا چلا آتا تھا۔ ہم غسل دیتے رہے اعضاء کو کفن کے کپڑوں میں ترتیب سے رکھتے رہے۔ جب غسل و کفن سے فارغ ہوئے تو حضرت اسماءؓ نے اپنے بیٹے کی نماز جنازہ ادا فرمائی (الاستیعاب الاصابہ)

حضرت اسماء کے سر میں درد ہوتا تو فرماتی کہ یہ گناہوں کی وجہ سے ہے جو بعض گناہوں کی سزا ہے اور جو گناہ اللہ بغیر سزا معاف فرما دیتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ (الاستیعاب الاصابہ) شادی کے بعد زندگی بہت تنگی کی گزاری۔ فرماتی تھیں کہ جب

Marfat.com

زبیر بن عوامؓ سے میرا نکاح ہوا تو ان کی ملکیت میں نہ کوئی مال تھا نہ غلام، نہ کوئی چیز، ایک گھوڑا تھا جسے میں چارا کھلاتی تھی اور اس کی خدمت کرتی تھی اور کھجور کی گٹھلیاں کوٹ کوٹ کر کھلاتی تھی۔ یہ گٹھلیاں ان کی زمین سے اپنے اوپر لاد کر لاتی تھی، یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ نے ایک خادم بھیج دیا جس نے گھوڑے کی خدمت کا کام سنبھال لیا۔

حضرت اسماءؓ کا لقب ''ذات النطاقین'' تھا نطاق پٹکہ کو کہتے ہیں۔ (جو کپڑا محنت کا کام کاج یا زینت کے لئے کمر پر باندھ لیا جاتا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو حضرت اسماءؓ نے سفر کا کھانا تیار کیا تو اس کو باندھنے کے لیے کچھ نہ ملا اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کے والد، نے مشورہ دیا کہ اپنا پٹکا پھاڑ کر ایک ٹکڑے سے مشکیزہ اور دوسرے سے زادراہ باندو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے کہا اس کے عوض اللہ تمہیں دو پٹکے عنایت فرمائے گا (الاصابہ)

حضرت اسماءؓ کی پیدائش ہجرت سے ۲۷ سال پہلے مکہ میں ہوئی۔ یکم ہجری کو مدینہ ہجرت کی۔ وہاں پہنچ کر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے۔ آخری عمر میں مکہ میں قیام کیا۔ ۷۳ ہجری میں وہیں وفات پائی اپنے بیٹے کی شہادت کے بعد دس بیس دن زندہ رہ کر دنیائے فانی کو چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ سو سال کی عمر تھی مگر نہ کوئی دانت ٹوٹا تھا نہ عقل میں کسی طرح کا فتور آیا تھا۔ (الاستیعاب، الاصابہ)

Marfat.com

لیو سے عبداللہ

(دل کو چھو جانے ایک خاکہ)

پہلے لوگ مسلمانوں کے اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرتے تھے اور اب لوگ مسلمانوں کے زوال اور بدحالی، بدفعلی، بدعملی کی وجہ سے اسلام جیسے مکمل اور خوب صورت مذہب کی تعلیمات سے متاثر ہونے کے باوجود، اسلام کی سچائی ماننے کے باوجود مسلمان کہلوانا پسند نہیں کرتے۔ خود کو مسلم کہلوانا قابل نفرت سمجھتے ہیں۔ (اے مسلمانوں! اپنی مسلمانی کو پہچانو اور اپنے اندر قوتِ ایمانی پیدا کرو)

یہاں میں سلطان بشیر محمود اٹامک سائنٹسٹ انجینئر کی اپنی زبانی ان کا لیو کے ساتھ ہونے والا ایک مکالمہ کا ذرا ساحصہ ان کی کتاب سے پیش کرتی ہوں۔ یہ پاکستانی سائنسدان جب کام کے سلسلے میں چین گئے تو ان کی ڈیوٹی کے دوران اور بعد بھی سارا وقت ان کے ساتھ لیو پنگ کونگ تھے۔ جو بہت مہمان نواز تھے۔ ان کو میری نماز کے اوقات کا خیاص خیال ہوتا۔ ان اوقات میں اگر میٹنگز ہوتی تو تھوڑے وقت کے لیے برخاست کروادیتے۔ ایک دفعہ میں نے باتوں کا رخ دورانِ گفتگو ربِ کائنات کی طرف موڑ دیا۔ وہ میری باتیں غور سے سنتا رہا۔ وہ پہلے بھی اسلام کا مطالعہ کرتا رہا تھا۔ میں نے اسلام میں داخلے کا ایک فارمولا اسے بتایا تو اس نے کہا:

لیو: صاحب آپ ہی نے مجھے بتایا تھا کہ لا الہ الا اللہ کہنے سے انسان بدل جاتا ہے۔ آپ ہی نے بتایا اس چار حرفی فارمولا میں کیا راز ہے جو انسان کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لے آتا ہے۔ اب جب مجھ پر یہ راز کھلا تو میں اپنے آپ کو

Marfat.com

اتنا مضبوط نہیں پاتا کہ میں اس کا بوجھ اٹھا سکوں۔ آپ کا کہنا تھا یہ کلمہ بول میں ہلکا اور بوجھ میں بہت بھاری ہے۔ پہاڑوں سے بھی زیادہ وزنی۔ آپ نے کہا تھا اس کا مطلب دنیا بھر کے جھوٹ خداؤں سے جنگ ہے میں خود کو اتنا مضبوط نہیں پاتا کہ ان سب کا مقابلہ کر سکوں۔

یہ آپ مسلمانوں ہی کا کام ہے کہ زبان سے لاالہ الااللہ کہیں لیکن دل میں اپنے من پسند معبودوں کا محل بنایا ہوا ہو۔ اور جب تک میرے دل کا کمرہ دھن، دولت، عہدہ، لالچ، حرص، حسد کے بتوں سے بھرا پڑا ہے میں اس میں اپنے پیارے رب کے لئے جگہ کیسے بنا سکوں گا۔

صاحب! میں مسلمانوں کی طرح مصلحتوں کا بندہ نہیں جب کافر تھا تو پکا کافر تھا۔ میں جیسا بنوں گا اس کا ہو کر رہوں گا۔ مجھ میں یہ صلاحیت نہیں کہ بیک وقت جھوٹے خداؤں اور سچے خدا کو خوش رکھ سکوں۔ صاحب میں اتنا بے حیا نہیں کہ خالق کائنات کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کروں۔ لیو کی آواز بلند ہوتی جارہی تھی، اس کے جذبات پگھل رہے تھے۔ آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہ کہہ رہا تھا صاحب لا الہ الااللہ کا مطلب مجھے ماسوائے اللہ تعالیٰ ہر چیز کے خوف، حرص، لالچ سے مکمل آزادی حاصل کرنا سمجھ آیا ہے لیکن یہ مسلمان لوگ تو دنیا کی حقیر سے حقیر چیز سے خوف زدہ ہیں۔ یہ بحیثیت فرد اپنے مفاد کی پوجا کرتے ہیں۔ بحیثیت قوم یہ غیروں کی غلامی کرتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے فائدے کے لئے یہ خود کو بیچ دیتے ہیں۔ اپنے ضمیر کا سودا کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بھی سودا کرتے ہیں (نعوذ باللہ) (یہاں لیو کا مطلب یہ ہوگا کہ بڑی شرم کی بات یہ کہ اللہ کے احکامات کا اپنی ذہنی سطح کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں) ہر چڑھتے سورج کے پجاری ہیں، ہر چمک سے خیرہ چشم، ہر طاقت کے غلام، دوسروں کو خدائے واحد کے لئے سجدہ کی دعوت دیتے ہیں لیکن خود بت پرست ہیں۔

صاحب آپ نے مجھے بتایا تھا کہ کلمہ کا دوسرا جز محمد الرسول اللہ ہے۔ پھر مسلمان رسول اللہ کی باتوں پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ ان جیسی زندگی کیوں نہیں گزارتے مجھے ایسا لگا جیسے لیو نے میری ذات پر حملہ کیا ہے، میرے عشق رسول ﷺ کے جذبہ کو چیلنج کیا ہے۔

Marfat.com

میں نے کس قدر غصے سے آنکھیں کھول کر کہا بس لیو! اب بہت ہو گیا، تم ہمارے حضورﷺ کا مقام کیا جانو، ہم ان کے نام پر قربان، مدینہ منورہ کی مٹی ہماری آنکھوں کا سرمہ، ان کی چوکھٹ پر ہمارا سر۔

لیو: صاحب میری گستاخی معاف کر دیں لیکن مجھے بتائیں مسلمان آپﷺ کے اسوہ حسنہ کے مطابق خود کو کیوں نہیں ڈھالتے۔ ہم کیمونسٹس کا لیڈر ''ماؤزے تنگ'' مر چکا ہے لیکن ان کی فلاسفی ہمارے لئے مشعل راہ ہے ہم ان پر عمل کرتے اور دوسروں پر عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں لیکن میں مسلمانوں کو عجیب پایا ہے وہ کہتے ہیں ہم اللہ کے رسولﷺ کے عاشق ہیں، لیکن محبت کسی اور سے کرتے ہیں۔

مجھے ایک گہری سوچ میں ڈال کر وہ خاموش ہو گیا اس نے میری روح کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا واقعی وہ عشق کیا جو محبت سے خالی ہو وہ محبت کیسی جس میں اتباع نہ ہو اور وہ اتباع کیسی جس میں روح کا خلوص نہ ہو۔

پھر وہ گویا ہوا آپ نے مجھے سورۃ فاتحہ کے معانی بڑی تفصیل سے سمجھائے تھے۔ اس کی پہلی آیت الحمد اللہ رب العالمین ہے ''ہر طرح کی تعریف کے لائق ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے جو تمام دنیاؤں کا رب ہے''۔ تو پھر یہ کیسے لوگ ہیں اپنی نماز میں بار بار اسی بات کا اعادہ کرتے ہیں لیکن غیروں کی خوشامد میں ان لوگوں کا جواب نہیں۔ اور پھر اگلی آیت میں ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں''۔ لیکن اس کے برخلاف مسلمانوں سے بڑے منگتے دنیا بھر میں نہیں پائے جاتے۔ پھر صراط مستقیم مانگتے ہیں لیکن قرآن کو چھوڑ کر ہر الٹی سیدھی بات میں نجات سمجھتے ہیں۔

وہ کہنے لگا صاحب! ایک بات پوچھوں آپ کہتے ہیں قرآن مجید ''لاریب'' ہے یعنی یہ کتاب شک وشبہ میں بالاتر ہے تو مسلمان سود کیوں کھاتے ہیں، سودی کاروبار کیوں کرتے ہیں۔ کیمونسٹ چین میں تو سود کا لین دین بند ہے بلکہ اگر کوئی سود پر قرض دے تو سزا دی جاتی ہے۔ قرآن میں لکھا ہے ''سود مت کھاؤ یہ اللہ اور اس کے رسولﷺ کے ساتھ کھلی جنگ ہے''۔ آپ مجھے بتائیں مسلمانوں کے کردار اور کلام میں اس قدر تضاد کیوں ہے پھر بھی آپ چاہتے ہیں کہ مسلمان ہو جاؤں۔

Marfat.com

صاحب آپ نے مجھے بتایا کہ قرآن میں 750 آیات ایسی ہیں جو انسان کو غور و فکر کی دعوت دیتی ہیں۔ واقعی یہ باکمال کلام ہے جو قوم قرآن کو مانتی ہے اس کے سائنسدان ، دانشور، فلاسفر اور علماء کا مقام اقوام عالم میں صف اول میں ہونا چاہیے ،لیکن فی زمانہ تو مسلمانوں سے جاہل کوئی قوم دنیا میں نظر نہیں آتی قرآن میں اللہ پاک کا فرمان ہے ''میں نے تمہارے لئے کائنات کو مسخر کر دیا ہے'' لیکن آج کائنات کو مسخر کرنے والے وہ ہیں جن کو آپ کافر کہتے ہیں۔

آپ نے مجھے بتایا تھا کہ پہلا لفظ جو نبی پاک ﷺ پر وحی ہوا وہ ''اقراء'' یعنی پڑھ ہے۔ (ترجمہ ''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو پیدا کیا......'') لیکن دنیا بھر میں مسلمان سے زیادہ ان پڑھ کوئی قوم نہیں۔

آپ نے خود ہی بتایا کہ اللہ فرماتا ہے'' کافروں اور یہود و نصاریٰ سے دوستی مت کرو'' لیکن مسلمان تو ان کی دوستی کے لئے مرتے ہیں۔

مسلمانوں کی عبادت بھی خالص نہیں، عبادت خلوص سے عاری ہوتی ہے اس بات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ اپنے رب کی نہیں بلکہ دنیا طلبی کے بت کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ لالچ کہ رب کائنات کو بھی دنیا کی خاطر پوجتے ہیں۔

اسی طرح لیو نے یہ بھی کہا کہ اگر حج وعمرے کے بعد دل میں حاضری کا تصور پیدا نہیں ہوتا تو مکہ جائیں یا پیرس دونوں برابر ہیں۔ اللہ سے اصل تعلق تو یہ ہے کہ بندے کی زبان، اس کے ہاتھ، اس کے پاؤں، اس کا دل، اس کا دماغ سبھی کچھ صفات حق تعالیٰ کے رنگ میں رنگ جائیں۔

لیو چپ ہو چکا تھا، کمرے کے سکوت سے مجھے ڈر لگ رہا تھا۔ اس وقت لیو مجھے ولی اللہ معلوم ہو رہا تھا ، میرا دل چاہا کہ اس کے پاؤں کو چھو لوں اس کے کندھوں کو دباؤں۔ عقیدت کے اس اظہار کے لئے میں نے ہاتھ بڑھایا اور ساتھ ہی کہا کہ آپ نے جو کچھ کہا یہی تو اسلام ہے۔ آپ تو قابلِ رشک مسلمان ہیں۔ وہ یک دم برہم ہو کر اٹھ بیٹھا۔ ''صاحب مجھے میرے حال پر چھوڑ دو''۔ میں مسلمان نہیں ہوں گا کبھی ایسا مسلمان نہیں ہوں گا۔ پانچ سال پہلے ایک شامی مسلمان مجھے جائے نماز اور قرآن کا انگریزی ترجمہ

Marfat.com

تحفہ کر کے گیا۔ میں اس وقت سے مطالعہ کر رہا ہوں۔ مجھے اسلام تو سمجھ آتا ہے لیکن مسلمان نہیں نظر آتا، قرآن تو ہے لیکن صاحب قرآن نہیں۔ میں اسلام کے نام پر دھبہ نہیں بننا چاہتا، اس لئے میں مسلمان نہیں ہوں گا۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ مجھے آئینہ میں میری اپنی شکل دکھا کر باہر جا چکا تھا۔ دل چاہتا تھا کہ پاش پاش ہو جاؤں، جانے کب تک اس حالت میں مدہوش پڑا رہا۔ جب ہوش آیا تو لیو کے کمرے میں پھر دیکھا وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔ ''صاحب میں مسلمان نہیں لیکن اللہ کا بندہ بننا چاہتا ہوں''۔ اللہ کا بندہ ''عبداللہ'' وہ میری طرف آیا ہم دونوں گلے ملے۔ ایسے ملے جیسے کروڑوں سالوں سے ملنے کے لئے ہماری روحیں بے تاب تھیں۔ وہ کہہ رہا تھا ''صاحب بہت بہت شکریہ آپ کی وجہ سے مجھے اللہ کا نور نصیب ہوا۔ میں اسلام کے متعلق عرصے سے پڑھ رہا تھا لیکن مسلمانوں کی حالتِ زار دیکھ کر اسلام قبول کرنے سے ڈر رہا تھا۔ آپ کا بہت شکریہ آپ کی وجہ سے میری منافقت کا جال ٹوٹا۔

اس واقعہ کو پچیس سال گذر چکے ہیں۔ اس دوران چینی وفد کے ساتھ ملتان ریفائنری پر ایک ہفتے کے لئے آیا۔ ملاقات نہ ہو سکی۔ ٹیلی فون پر پوچھا۔ آج کل آپ کا نام کیا ہے وہ بولا ''لیو عبداللہ'' میں پوچھا جس مسلمان کی وجہ سے آپ مسلمان نہیں ہونا چاہتے تھے اس کا کیا بنا۔ وہ بولا عبداللہ عبداللہ ہی ہے اور مسلمان مسلمان۔ میں نے جواب میں اقبال کا یہ شعر پڑھا۔ جس کا ترجمہ ہے۔

مسلمانوں سے باہر نکل آ اور مسلمانی میں پناہ لے لے کیوں کہ مسلمانوں نے تو کفر کو روا کر لیا ہے۔

آج اللہ سے توبہ کریں سچی توبہ اور اپنے دل کو ایمان اور تقویٰ (یعنی خوف خدا) کی زینت سے سجا لیں۔ اس دل کو اتنا کشادہ کر لیں کہ اللہ کی محبت اللہ کے رسول کی محبت اس میں سما جائے اور کسی شے کے لئے کوئی جگہ باقی نہ رہے، اور ذکر خدا سے ہمیشہ زبان کو تر رکھیں اور موت کو خوب یاد رکھیں۔ اگر ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصلِ مقصود ہو گی تو بُرا کوئی کام نہ ہو گا اور کوئی عمل بے فائدہ نہ ہو گا۔

Marfat.com

رضا خداوندی حاصل کرنے کے ذرائع

یہاں اسلام کے تمام بنیادی احکامات کو احادیث کی روشنی میں بیان کیا ہے جو اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کا باعث ہیں۔

- حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ''سب انسانی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت کے مطابق پھل ملتا ہے۔ پس جس شخص نے اللہ اور رسول ﷺ کی رضا جوئی واطاعت کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت درحقیقت اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی کی طرف ہوئی اور جو کسی دنیاوی غرض کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کی خاطر مہاجر بنا (اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے نہ ہوگی بلکہ) جس غرض اور نیت سے اس نے ہجرت کی عنداللہ بس اسی کی طرف اس کی ہجرت مانی جائے گی''۔ (صحیح بخاری، باب بدء الوحی)
- حضرت ابو ایوب سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کو کروں تو وہ مجھے جنت سے قریب اور جہنم سے دور کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو''۔ جب وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ شخص ان امور پر مضبوطی سے قائم رہا تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان)
- حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مسجد کے

Marfat.com

دروازے پر فرشتے آجاتے ہیں نوٹ کرتے جاتے ہیں کہ پہلے کون آیا اور اس کے بعد کون ، پھر جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو دفتر بند کر کے خطبہ سننا شروع کر دیتے ہیں۔

(صحیح بخاری: کتاب بدء الخلق)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔

(صحیح مسلم، کتاب لمساجد)

- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے، اس امت میں جو یہودی اور نصرانی میری خبر پائے اور پھر اس دین پر ایمان نہ لائے جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں اور اسی حال میں مر جائے تو وہ دوزخیوں میں سے ہوگا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان)
- حضرت عباسؓ سے عبدالمطلب بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کے رب ہونے ، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا اس نے ایمان کی حلاوت پالی۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان)
- حضرت ابو سعید حذریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا میں آرام کیسے کر سکتا ہوں جبکہ حال یہ ہے کہ اصرافیل صور منہ میں لئے کان لگائے ، پیشانی جھکائے انتظار کر رہا ہے کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ پڑھتے رہو حسبنا اللہ و نعم الوکیل (ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور کیا خوب کارساز اور سرپرست ہے) (مسند احمد، مرویات ابو سعید حذریؓ ۱۶۷)

آپ ﷺ کا فرمان ہے. الایما ن بین الخوف و الرجاء

(ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے) (صحیح مسلم، کتاب الجمعہ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کو بعض نمازوں میں یہ دعا پڑھتے سنا۔

اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِی حِسَابًا یَسِیراً

Marfat.com

(اے اللہ میرا آسان حساب لیجئے گا) میں پوچھا آسان حساب کا کیا مطلب ہے، فرمایا، آسان محاسبہ یہ ہے کہ اللہ بندوں کا اعمال نامہ دیکھے اور اس کی برائیوں سے درگزر فرمادے۔ پھر فرمایا۔ اے عائشہؓ! جس سے سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوگا وہ تو تباہ ہوگیا۔ (مسند احمد، مرویات عائشہؓ)

- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم (مسجد نبوی ﷺ) میں بیٹھے قضا وقدر کے مسئلے پر بحث کررہے تھے۔ رسول ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ غضبناک ہوئے، یہاں تک کہ چہرہ مبارک اس قدر سرخ ہوگیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے رخساروں پر انار نچوڑ دیا گیا ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں یہی حکم ہے کہ مجھے دنیا میں اس مقصد کے لئے بھیجا گیا ہے (کہ تم قضاقدر جیسے نازک مسئلہ پر بحث کرو) سنو تم سے پہلی قومیں اس وقت ہلاک ہوئیں جب انہوں نے اس مسئلہ میں بحث حجت کو اپنا طریقہ بنا لیا۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں تم پر لازم کرتا ہوں اس مسئلہ میں بحث وحجت نہ کیا کرو۔
(جامع ترمذی، باب القدر)

- حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کررکھا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کوئی انسان اس کا تصور ہی کرسکا۔ (بخاری، کتاب التوحید، مسلم، کتاب الجنۃ)

سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے بندے کو نماز کا حساب دینا پڑے گا۔ اگر وہ صحیح رہا تو بہتر ورنہ خداوند اقدس فرمائے گا تم لوگ اس طرف دیکھو کہ میرے بندوں کے پاس کچھ نماز نفل ہے پھر اگر نماز نفل ہوگی تو اس سے فرض نماز کی کمی مکمل کردی جائے گی۔ پھر باقی اعمال کا حساب بھی اسی طرح سے ہو گا۔ (ابوداؤد: کتاب الصلوٰۃ)

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھ لینے کے بعد آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کے ساتھ کون تجارت کرے گا۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور

Marfat.com

اس کے ساتھ نماز پڑھ لی۔ (یعنی اس کے ساتھ شریک ہو جائے تا کہ جماعت کا ثواب دونوں کو مل جائے ورنہ وہ شخص اس محروم رہتا) (ترمذی، ابواب الصلوٰۃ)

سجدہ سات ہڈیوں کے بل:

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے جسم کی سات ہڈیوں کے بل سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ فرما کر آپ ﷺ نے اپنی ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنوں اور پیروں کے پنجوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ یہ بھی حکم دیا کہ نماز میں بالوں اور کپڑوں کو درست نہ کریں۔ (بخاری، کتاب الصلوٰۃ)

(اللہ کو راضی رکھنے کے لیے نماز کی ادائیگی وقت پر اور تمام احکامات کے ساتھ ہونی چاہیئے۔)

تم نے نماز نہیں پڑھی:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو ایک شخص کو دیکھا مسجد میں نماز پڑھی۔ ختم کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا پھر فرمایا: نماز دوبارہ پڑھو اس لیے یہ نماز نہیں ہوئی وہ شخص گیا پہلے کی طرح پھر نماز پڑھ کے سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ پھر نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس طرح تیسری بار بھی یہی ہوا۔ پھر اس نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو رسول برحق مبعوث فرمایا کہ اس سے بہتر میں نماز ادا نہیں کر سکتا، اب آپ ﷺ تعلیم فرمائیں، فرمایا: اول تکبیر کہو، پھر جو قرآن یاد ہو وہ پڑھو، پھر با اطمینان رکوع کرو اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدے میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ بجالانے کے بعد اطمینان سے اٹھ کر بیٹھو اور بقیہ نماز کی رکعات بھی اسی طرح مکمل کرو۔ (بخاری: کتاب الصلوٰۃ)

(یعنی نماز وہی ہے جس میں بندہ پوری توجہ اور حضور قلب کے ساتھ ادا کرے اور تمام ارکان نہایت اطمینان سے مکمل کرے۔)

Marfat.com

گناہوں کا مٹانے والا عمل:

حضرت ابو ہریرہؓ سے رویات ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس کے دروازے کے سامنے نہر گزرتی ہو وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہ جائے گا؟ صحابہؓ نے جواب دیا، اس کے جسم پر کبھی بھی میل باقی نہیں رہے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہی حال پانچ نمازوں کا ہے ، اللہ اس کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری: کتاب الصلوٰۃ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بندے اور کفر میں امتیاز نہیں مگر نماز کا چھوڑنا۔ (سنن نسائی کتاب الصلوٰۃ)

زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر وعید:

حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں میں رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے، مجھے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: رب کعبہ کی قسم! وہ قیامت کے دن خسارہ پانے والے ہیں۔ ابو ذرؓ فرماتے ہیں میں نے سوچا شاید میرے متعلق کچھ اترا ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، وہ کون لوگ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مال دار لوگ ہیں، سوائے اُن کے جو ادھر ادھر دے۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے لپ بنا کر دائیں بائیں اور سامنے کی طرف اشارہ کیا ۔ پھر فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو شخص مرتے وقت اونٹ، گائے وغیرہ بغیر زکوٰۃ کے چھوڑ جاتا ہے، قیامت کے دن یہی جانور اس سے زیادہ طاقتور اور موٹا ہو کر آئے گا اور اس کو اپنے کھروں تلے روندے اور سینگ مارتے گزر جائے گا، جب وہ گزر جائے گا تو پچھلا جانور لوٹے گا اور اس کے ساتھ اسی طرح ہوتا رہے گا، یہاں تک کہ لوگ حساب کتاب سے فارغ ہو جائیں۔

(رواہ الترمذی، کتاب الزکوٰۃ)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ ایک روز حضرت بلالؓ کی قیام گاہ پر

Marfat.com

تشریف لے گئے تو دیکھا ان کے پاس چھواروں کا ایک ڈھیر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بلالؓ یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا میں نے یہ آئندہ کے لیے ذخیرہ بنایا ہے (تاکہ مستقبل میں خوراک کا کچھ انتظام موجود رہے) آپ ﷺ نے فرمایا: بلالؓ تمہیں اس بات کا خوف نہیں ہے کہ کل قیامت کے دن آتش دوزخ میں اس کی تپش دیکھو۔ اے بلالؓ! تمہارے ہاتھ جو کچھ آئے اس کو اپنے اوپر اور دوسروں پر خرچ کرتے رہو اور عرش عظیم کے مالک سے قلت کا خوف نہ کرو۔ (یقین کرو جس طرح اس نے تمہیں دیا ہے وہ آئندہ بھی عطا فرماتا رہے گا اس کے خزانے میں کیا کمی ہے۔ اس لئے کل کے لئے ذخیرہ رکھنے کی فکر نہ کرو)۔
(رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

افطار میں جلدی کرنا:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے نزدیک محبوب ترین بندہ وہ ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔
(ترمذی، کتاب الصوم)

ایام تشریق:

حضرت نبشیہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا، ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں (ایام تشریق گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحج ہیں) رسول ﷺ نے بالعموم صراحت کے ساتھ بغیر کسی استثنا کے ان دنوں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے) (صحیح مسلم، کتاب الصوم)

صرف جمعہ کا روزہ مکروہ ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھے مگر اس سے پہلے اور بعد کا روزہ بھی رکھے۔ (ترمذی، کتاب الصوم)

حج:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا حج اور عمرہ ایک

Marfat.com

دوسرے کے بعد کرتے رہو کیوں کہ یہ دونوں محتاجی اور گناہ کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے سونے اور چاندی کی میل کچیل دور کرتی ہے اور حج مقبول کا ثواب تو بلاشبہ جنت ہے (ترمذی، کتاب الحج)

حج نہ کرنے پر وعید:

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا، جس کے پاس سفر حج کا ضروری سامان ہے اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر اور یہ اس لئے کہ اللہ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں''
(ترغیب و ترتیب عن البیہقی، ترمذی، ابواب الحج)

جنگ بذات خود مقصود نہیں:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ فرمایا دشمن سے مقابلے کی تمنا مت کرو اور جب ان سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو۔ (مسلم، کتاب الجہاد والسیر)

فضیلت میں جہاد کے برابر کوئی عمل نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کا ایک شخص رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا کام بتایئے جو جہاد کے برابر ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں جہاد کے برابر کوئی کام نہیں سمجھتا بعد ازاں اس شخص سے فرمایا کیا تو ایسا کر سکتا ہے کہ جب صحابہ اپنے گھر سے باہر ہوں اور تو مسجد کے اندر داخل ہو اور ہمیشہ نماز کے لئے کھڑا رہے اور کبھی نہ تھکے اور روزہ رکھے پھر کبھی افطار نہ کرے۔ اس شخص نے کہا کہ ایسا کون کر سکتا ہے۔
(سنن النسائی: کتاب الجہاد)

Marfat.com

جھوٹی قسم کے ذریعے مال حاصل کرنے کی سزا:

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے جھوٹی قسم کے ذریعے کوئی مال حاصل کر لیا اور اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ کوڑھی ہوگا۔
(ابوداؤد شریف)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم سودا تو بکوا دیتی ہے اور کمائی کی برکت کو ختم کر دیتی ہے۔
(بخاری و مسلم و ابوداؤد کما فی الترغیب)

شہید کے چھ انعامات:

حضرت مقدام بن معدیکربؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کی چھ خصلتیں ہیں: خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے۔ عذاب قبر سے محفوظ ہوتا ہے۔ بڑی گھبراہٹ سے مامون ہوگا اس کے سر پر عزت و وقار کا تاج رکھا جائے گا، جس کا ایک یاقوت دنیا و مافیا سے بہتر ہوگا۔ بڑی آنکھوں والی بہتر (۷۲) حوریں اس کے نکاح میں دی جائیں گی اور اس کے ستر (۷۰) رشتہ داروں کے معاملے میں اس کی سفارش قبول ہوگی
(الترمذی: فضائل جہاد عن رسول اللہ)

فرشتے نیک بندوں سے محبت رکھتے ہیں:۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبرائیلؑ کو بلا کر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو چنانچہ جبرائیلؑ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر جبرائیلؑ آسمان والوں سے کہتے ہیں کہ اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین پر بھی اس کو مقبول عام حاصل ہو

Marfat.com

جاتا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب التوحید)

علم کی فضیلت:

کثیر بن قیسؒ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابودرداءؓ کے پاس دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا وہ کہنے لگا: اے ابودرداءؓ میں آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے شہر سے آیا ہوں۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ ابودرداءؓ نے اس شخص سے پوچھا، کیا تم تجارت کی غرض سے آئے ہو؟ وہ کہنے لگا نہیں۔ پھر حضرت ابودرداءؓ نے اس سے پوچھا: کیا تم کسی اور مقصد سے آئے ہو اس شخص جواب دیا نہیں۔ پھر حضرت ابودرداءؓ نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے، جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے نکلا، اللہ اس شخص کے لئے جنت کا رستہ آسان کر دیتے ہیں اور فرشتے اس شخص کے اس عمل سے خوش ہو کر اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور طالب علم کے لئے آسمانوں اور زمین میں موجود ساری مخلوقات حتیٰ کہ مچھلیاں پانی کے اندر اس کے لئے دعا کرتی ہیں۔ علم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسا کہ چاند کی فضیلت ستاروں پر۔ بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء اپنی وراثت میں درہم اور دینار نہیں چھوڑتے بلکہ علم ان کی میراث ہوتا ہے جو شخص اس میراث میں کوئی حصہ پالے تو اس نے بہت بڑی بھلائی کو پالیا۔ (ابوداؤد: کتاب العلم)

- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو لوگ خدا کے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن کی تعلیم اور مذاکرے میں مشغول ہوتے ہیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں۔ رحمت الٰہی ان کا احاطہ کر لیتی ہے۔ سکینت ان پر نازل ہوتی ہے اور خود اللہ اپنے قرب ملائکہ میں ان کا تذکرہ کرتا ہے۔ جو کوئی علم کی تلاش میں ایک راہ چلتا ہے، خدا اس کے لئے جنت کی بھی ایک راہ آسان کر دیتا ہے، جس کسی کو علم نے پیچھے کر دیا، نسب اسے آگے نہیں کر سکتا۔“ (مسلم: کتاب الذکر والدعاء)

Marfat.com

- حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تھوڑا علم بہت عبادت سے بہتر ہے۔ انسان کو تھوڑا علم بھی کافی ہے اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور تھوڑی جہالت بھی بہت ہے اگر اپنی رائے پر مغرور ہو۔ آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں، عالم اور جاہل۔ عالم سے کج بحثی نہ کرو اور جاہل سے گفتگو نہ کرو۔'' (رواہ الطبرانی)
- حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا ہی اچھا تحفہ ہے اور کیا ہی خوب سوغات: حکمت کا بول، جسے تم نے سنا اور یاد کر لیا، پھر اپنے مسلمان بھائی سے ملے اور اسے بھی سکھا دیا۔ ایسا ایک عمل سال بھر کی عبادت کے برابر ہے۔'' (رواہ الطبرانی)
- حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا، ایک عبادت گزار پر عالم کی فضیلت ایسے ہے جیسے میری فضیلت ایک ادنی مسلمان پر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین کی مخلوق، یہاں تک کہ چیونٹی بل میں اور مچھلی پانی میں لوگوں کو بھلائی سکھانے والے کے لئے رحمت کی دعائیں کرتی ہیں۔ (ترمذی: کتاب العلم)
- حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن تین قسم کے گروہ شفاعت کریں گے، انبیاء، علما اور شہدا۔'' (رواہ ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے ہدایت کی طرف دعوت دی اسے اتنا اجر و ثواب ملے گا جتنا اس پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور عمل کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے گمراہی کی دعوت دی تو اس پر اتنا ہی گناہ ہے جتنا اس پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور عمل کرنے والے کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (ترمذی: کتاب العلم)

کیا آپ نے خود کو پانچ سوالات کے لئے تیار کر لیا ہے؟

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن بندے کے قدم اپنی جگہ سے ہل نہ سکیں گے جب تک اس سے

Marfat.com

پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھ نہ لیا جائے: اس کی جوانی کے متعلق کہ اس نے کن مشاغل میں گذاری؟ عمر کن کاموں میں گذاری؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور یہ کہ اس نے علم کے مطابق کس حد تک عمل کیا''؟ (ترمذی: ابواب القیامۃ)

نیک عمل مگر بدنیتی کے ساتھ: (غور طلب بات)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے جس شخص کو دوزخ میں ڈالے جانے کا فیصلہ سنایا جائے گا وہ شہید ہوگا، جسے لا کر پیش کیا جائے گا۔ اللہ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا تم نے ان نعمتوں کا کیا کیا؟ وہ کہے گا میں تیری راہ میں جہاد کیا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے تو نے جہاد اس لئے کیا کہ لوگوں میں تیری بہادری کے چرچے ہوں، چنانچہ تیرے چرچے ہو چکے۔ پھر حکم ہوگا اور اسے اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اور ایک شخص وہ ہوگا جس نے علم دین حاصل کیا ہوگا اور لوگوں کو تعلیم دی ہوگی اور قرآن مجید کا بھی پڑھنے والا ہوگا وہ بھی بارگاہ خداوندی میں پیش کیا جائے گا۔ اللہ اس کو اپنی نعمتیں گنوائے گا وہ سب نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا بتا تو نے میری ان نعمتوں کو کس کام میں استعمال کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری ہی رضا کے لئے قرآن پڑھتا رہا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جھوٹ بولتا ہے تو نے علم اس لئے حاصل کیا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں، سو وہ کہا جا چکا، چنانچہ اللہ حکم دے گا اور اسے بھی اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ایک وہ شخص ہوگا جس کو اللہ نے خوب دولت بخشی ہوگی اور ہر طرح کا مال عطا کیا ہوگا وہ بھی پیش کیا جائے گا۔ اور اس کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں یاد دلائے گا وہ نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ اللہ اس سے پوچھے گا تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ عرض کرے گا اے اللہ! میں نے کوئی بھی ایسی راہ نہیں چھوڑی جہاں پر مال خرچ کرنا تجھے پسند ہو اور وہاں خرچ کیا ہو اور یہ صرف تجھے خوش کرنے کے لئے کیا۔ اللہ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے، یہ سب تو نے اس لئے کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں، چنانچہ تیری فیاضی کے چرچے ہو چکے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا اور اسے

Marfat.com

بھی اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں پھنک دیا جائے گا۔(رواہ مسلم والنسائی)

تمام غموں کو ایک غم میں بدل دو:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اگر اہل علم اپنے علم کی حفاظت کریں اورانہیں ان لوگوں تک پہنچائیں جوان کے اہل ہیں تو وہ اس علم کے ذریعے اپنے زمانے کی قیادت کریں لیکن انہوں نے علم کو دنیا داروں تک پہنچایا تا کہ اس علم کے ذریعے دنیا حاصل کریں ۔ایسا کرنے سے انہوں نے اپنی قدر و منزلت کھو دی ۔میں نے رسول ﷺ کو فرماتے سنا ہے، جو شخص اپنے تمام غموں کو ایک غم میں بدل دے یعنی آخرت کی فکر تو اللہ اس کے دنیا کے غموں کے لئے کافی ہو جاتا ہے اروجو شخص دنیا کے جھمیلوں میں کھو جائے اور بہت سارے غم پال لے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کس گھاٹی میں گر کر ہلاکت کا شکار ہوتا ہے۔(سنن ابن ماجہ: کتاب الایمان)

سات ہلاکت کرنے والی چیزیں:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہلاک کرنے والی سات چیزوں سے بچو، حضرات صحابہؓ نے عرض کیا وہ سات ہلاک کرنے والی چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا:

۱۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔

۲۔ جادو کرنا۔

۳۔ اس جان کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ نے حرام فرما دیا مگر یہ کہ حق کے ساتھ ہو۔

۴۔ سود کھانا۔

۵۔ یتیم کا مال کھانا۔

۶۔ میدان جنگ میں پشت پھیر کر بھاگ جانا۔

۷۔ پاکباز عورتوں کو تہمت لگانا

(بخاری ومسلم)

Marfat.com

نقل اتارنے پر تنبیہ:

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے (ایک مرتبہ) رسول اکرم ﷺ سے عرض کر دیا کہ صفیہ بس اتنی سی ہے (یعنی اس کے حسن کی مزید کوئی خامی بتانے کی ضرورت نہیں پست قد ہونا ہی کافی ہے) یہ سن کر رحمت اللعالمین ﷺ نے فرمایا تو نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو سمندر کو بھی بگاڑ ڈالے گا۔ یہ واقعہ بتا کر حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ حضور ﷺ کے سامنے ایک آدمی کی نقل اتاری۔ اس پر سید المرسلین ﷺ نے فرمایا مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ کسی شخص کی نقل اتاروں اگر چہ مجھے ایسا کرنے پر (دنیا کی) اتنی اتنی دولت مل جائے۔

(سنن ابی داؤد، ص ۳۱۲ ج ۲ باب فی الغیبۃ کتاب الاداب)

فاسق و کافر کی تعریف:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو پروردگار عالم جل مجدہ غصہ ہوتے ہیں اور اللہ کا عرش حرکت کرنے لگا تا ہے۔ (بیہقی)

گانے گانے کی مذمت:

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گانا دل میں نفاق کو اُگاتا ہے جیسے پانی کھیتی کو اگاتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے اور بلا شبہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ کے قریب ہوتی ہے جبکہ وہ

Marfat.com

اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔ (الترغیب والترتیب للمنذری ص ۲۲۶ جلد ۱، از طبرانی)

نابینا سے پردہ کرنے کا حکم:

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں اور میمونہؓ ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں کہ اچانک عبداللہ بن ام مکتومؓ سامنے سے آ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے لگے (عبداللہ نابینا تھے اس لئے ہم نے ان دونوں نے پردہ کرنے کا ارادہ نہیں کیا اور اسی طرح اپنی جگہ بیٹھی رہیں) آپ ﷺ نے فرمایا ان سے پردہ کرو، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ ہم کو تو وہ نہیں دیکھ رہے۔ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم دونوں نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟ (مشکوٰۃ ص ۲۶۹، از ترمذی و ابوداؤد)

شراب کی ممانعت:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے شراب پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور اس کے بنانے والے پر اور اس کو اٹھا کر دوسری جگہ جانے والے پر اور جس کے پاس لے جائے اس پر بھی۔ (ابوداؤد شریف، ابن ماجہ)

حیا اور ایمان لازم وملزوم ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ حیاء اور ایمان دونوں ساتھی ہیں، پس جب ان دونوں میں سے ایک اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۳۲، از بیہقی)

Marfat.com

سونے چاندی کا زیور:

حضرت حذیفہؓ کی بہن روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عورتو! کیا چاندی کے زیور سے تمہاری آراستگی کا کام نہیں چل سکتا؟ خبردار! تم میں سے جو عورت ظاہر کرنے کے لئے سونے کا زیور پہنے گی، اس کی وجہ سے ضرور عذاب بھگتے گی۔
(مشکوٰۃ شریف، ص ۳۷۹، از ابوداؤد ونسائی)

گھنٹی کی ممانعت:

حضرت بنانہؓ فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس حاضر تھی۔ اس وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک عورت ایک لڑکی کو ہمراہ لئے حضرت عائشہؓ کے پاس اندر آنے لگی۔ وہ لڑکی جھانجن پہنے ہوئے تھی، جس سے آواز آرہی تھی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا جب تک اس کے جھانجھن نہ کاٹے جائیں میرے پاس اسے ہرگز نہ لانا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس گھر میں گھنٹی ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۷۹ عن ابی داؤد)

ایک اور حدیث ہے۔
"گھنٹیاں شیطان کے باجے ہیں" (مشکوٰۃ، ص ۳۳۸)

ایک اور حدیث ہے۔
ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے"۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۷۹)

زندگی گزارنے کے لئے مختصر سامان:

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یعنی جو شخص اللہ کی جانب سے ملنے والے تھوڑے رزق پر راضی ہو جائے اللہ اس کے تھوڑے عمل سے راضی ہو جاتا ہے۔" (بیہقی فی شعب الایمان)

Marfat.com

دو چہروں والے لوگ (دو غلے / منافق)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ بدترین آدمی اس کو پاؤ گے جو (دنیا میں) دو چہرے والا ہے۔ان لوگوں کے پاس ایک منہ سے آتا ہے اوران لوگوں کے پاس دوسرا منہ لے کر جاتا ہے۔(بخاری ومسلم)

حضرت عمارؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشادفرمایا کہ دنیا میں جس کے دو چہرے تھے قیامت کے دن اس کی آگ کی دوزبانیں ہوں گی۔(سنن ابوداؤد)

غیبت بری بلا ہے:

حضرت ماعزاسلمیؓ ایک صحابی تھے ان سے ایک مرتبہ گناہ (زنا) صادر ہو گیا۔انہوں نے بارگاہ رسالت میں آکر چار مرتبہ اپنے گناہ کا اقرار کیا ہر بار آپ ﷺ بے توجہی برتتے رہے لیکن وہ برابر اقرار کرتے رہے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس بات کے کہنے کا تمہارا کیا مقصد ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ مجھے پاک کر دیں۔اس پر آپ ﷺ نے انہیں سنگسار کرنے یعنی پتھروں سے مارنے کا حکم دیا۔چنانچہ اس کو سنگسار کر دیا گیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے دو آدمیوں کی بات سنی۔ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ اس کو دیکھو اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی پھر اس کے نفس نے اس کو نہیں چھوڑا یہاں تک کہ (اس نے خود ہی آکر گناہ کا اقرار واظہار کیا) اس کو سنگسار کر دیا گیا جیسے کتے کو سنگسار کیا جاتا ہے۔یہ بات سن کر اس وقت آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی پھر تھوڑی دیر چلتے رہے یہاں تک کہ ایک مردہ گدھے پر گزر ہوا۔آپ ﷺ ان دونوں کو بلوایا کہ فلاں فلاں کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم حاضر ہیں۔فرمایا تم دونوں اترو اور اس مردہ گدھے کی لاش میں سے کھاؤ۔ان دونوں نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ اس میں سے کون کھائے گا؟ فرمایا وہ جو تم نے ابھی اپنے بھائی کی بے آبروئی کی (یعنی غیبت اور برا کہا) وہ اس کے کھانے سے زیادہ سخت ہے۔قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں

Marfat.com

میری جان ہے بلاشبہ یہ شخص (یعنی حضرت ماعزؓ اپنی سچی توبہ اور ندامت کی وجہ سے) جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔ (سنن ابی داؤد)

کسی مسلمان کو فاسق یا کافر یا اللہ کا دشمن کہنے کا وبال:

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی آدمی کو کافر کہہ کر پکارا یا یوں کہا اے اللہ کے دشمن اور وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کلمہ اسی پر لوٹ جاتا ہے جس نے ایسا کہا (مشکوۃ المصابیح ص ۴۱۱، از بخاری و مسلم)

گالی گلوچ سے پرہیز کی سخت تاکید:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو دو آدمی ایک دوسرے کو گالی دیں سب کا وبال اسی پر ہوگا جس نے گالی دینے میں پہل کی ہے۔ جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۴۱۱، از مسلم)

لعنت کرنے کی ممانعت:

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب بلاشبہ انسان کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہے وہاں دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر وہ دائیں بائیں رخ کرتی ہے۔ جب کسی جگہ کوئی رستہ نہیں پاتی تو پھر اس شخص پر لوٹ جاتی ہے جس پر لعنت کی ہے، اگر وہ لعنت کا مستحق تھا تو اس پر پڑ جاتی ہے ورنہ اس شخص پر آ کر پڑتی ہے جس نے منہ سے لعنت کے الفاظ نکالے تھے۔ (ابوداؤد)

جھوٹ کا وبال:

حضور کا ارشاد ہے کہ تم سچ کو لازم پکڑو کیوں کہ سچ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی راہ بتاتی ہے اور انسان سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کا خوب دھیان رکھتا ہے یہاں تک

Marfat.com

کہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ پھر فرمایا جھوٹ سے بچو، جھوٹ فجور (یعنی گناہوں میں گھس جانے) کی راہ بتاتا ہے اور فجور دوزخ کی راہ دکھاتا ہے۔ انسان برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کے مواقع سوچتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

برتنوں کو ڈھانکنے کا حکم:

ایک روایت میں برتنوں کو ڈھانکنے اور مشکیزوں کا تسمہ لگانے کی وجہ یہ ارشاد فرمائی کہ سال بھر میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے (یعنی عمومی مرض طاعون وغیرہ) یہ وبا جس ایسے برتن پر گزرتی ہے جس پر ڈھکن نہ ہو یا ایسے مشکیزے پر جو تسمے سے بندھا ہوا نہ ہو تو اس وبا کا کچھ حصہ ضرور اس برتن اور مشکیزے میں نازل ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

ناک جھاڑنے کا حکم:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو کر وضو کرنے لگے تو تین بار اپنی ناک جھاڑ دے، کیوں کہ شیطان اس (ناک کے) بانسے میں رات گزارتا ہے۔ (بخاری شریف)

سلام میں پہل:

رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو دوسرے کو انتظار کئے بغیر خود سلام میں پہل کرے۔ (بخاری شریف)

کھانا شروع کرتے وقت:

آپ ﷺ نے فرمایا کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھیں اگر شروع میں بھول

Marfat.com

جائیں تو یاد آنے پر بسم اللہ اولہ وآخرہ پڑھ لیں۔ (ترمذی)

جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھ دھونے سے پہلے اپنی انگلیاں چاٹ لو، تمہیں معلوم نہیں کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے (مسلم)

ایک دوسرے سے منہ پھیرنے سے متعلق حدیث

آپ ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین رات سے زیادہ تعلقات چھوڑے رکھے اور ملاقات کا اتفاق پڑ جائے تو یہ ادھر کو منہ پھیر لے اور وہ اُدھر کو منہ پھیر لے (پھر فرمایا) دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کر کے بول چال کی ابتدا کر دے۔ (بخاری و مسلم)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ تین دن سے زیادہ مسلمان سے تعلق توڑے رکھے، تین دن گزرنے کے بعد خود ملاقات کرے اور سلام کرے اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں کو اجر ملا، ورنہ سلام کرنے والا ترک تعلق کے گناہ سے بچ گیا۔ (ابوداؤد)

آپس میں صلح کر دینے کا ثواب:

حضرت ابو الدرداءؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو وہ چیز نہ بتا دوں جو نفلی روزوں، صدقہ اور نماز کے درجہ سے افضل ہو، ہم نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ چیز آپس میں بگاڑ کی اصلاح کر دینا ہے اور آپس کا بگاڑ مونڈ دینے والی چیز ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۸، از ابوداؤد و ترمذی)

پردہ پوشی کا اجر:

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے کسی کی کوئی عیب کی بات دیکھی، پھر اس کو چھپا لیا (تو ثواب کے اعتبار سے) وہ شخص ایسا ہے جیسے کسی زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو زندہ کر دیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۴، از احمد و ترمذی)

Marfat.com

دین اسلام کے علاوہ کوئی دین اللہ کے نزدیک مقبول نہیں:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اس امت (امت دعوت یعنی سب انسان مراد ہیں) میں سے جس کسی کو میرے بارے میں یہ علم ہوا کہ اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے اور وہ مجھ پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو ضرور دوزخی ہوگا خواہ یہودی ہو خواہ نصرانی ہو۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲، از مسلم)

زبان کی تیزی:

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے اپنی زبان کی تیزی کی شکایت کی کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے ڈر ہے کہ میری زبان کہیں مجھے دوزخ میں داخل نہ کرا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم استغفار کیوں چھوڑے ہوئے ہو بلاشبہ میں ضرور با ضرور سو مرتبہ مغفرت طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

(اخرجہ الحاکم وقال صحیح علی شرط والشیخینؒ واقرہ الذہبیؒ)

مومن کی تعریف:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے مومن بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۴، از بخاری و مسلم)

Marfat.com

مہکتی کلیاں

درجات و کفارات:

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن صبح کی نماز کا وقت تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معمول مبارک کے مطابق تشریف نہ لائے قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جائے اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے تشریف لے آئے۔ تکبیر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ سلام کے بعد ارشاد فرمایا اپنی صفوں میں بیٹھے رہو۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں تمہیں تاخیر سے آنے کی وجہ بتاتا ہوں۔ میں آج رات ذکر الٰہی میں کھڑا ہوا، حسب مقدور نماز پڑھی مجھے نماز ہی میں نیند نے آلیا، یہاں تک کہ مجھے کیفیت نزولِ وحی محسوس ہوئی، پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرا رب (کریم) بڑی ہی پیار صورت میں جلوہ افروز ہے اور فرمایا: یا محمد! میں نے عرض کی لبیک یا ربی اے میرے رب میں حاضر ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے پوچھا یہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کس بات پر جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی (میرا) اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا اور اس کی ٹھنڈک میں نے سینے کے درمیان محسوس کی۔ اس کی برکت سے میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے اس کو پہچان لیا۔ پھر اللہ رب العزت نے پوچھا: یا محمد! میں عرض کی: اللھم لبیک پوچھا: آسمان کے فرشتے کس بات پر جھگڑ رہے ہیں۔ میں عرض کی درجات و کفارات (کے باب) میں اللہ نے پوچھا: درجات (بلندیوں تک لے

Marfat.com

جانے والی چیز) کیا ہیں؟ میں عرض کی ''کھانا کھلانا (سخاوت و مہمان نوازی کرنا) سلام پھیلانا (ہر ایک مسلمان کو السلام علیکم کہنا) اور رات کی تنہائیوں میں جب دوسرے لوگ گہری نیند میں ہوں اٹھ کر نماز پڑھنا۔'' رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (اے میرے حبیب) تو نے سچ کہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے استفسار فرمایا۔ اب بتاؤ کفارات (گناہ مٹانے والی، غلطیوں کا ازالہ کرنے والی) کیا ہے؟ میں نے عرض کی ''تکلیف کی حالت میں بھی مکمل وضو کرنا، ایک نماز سے فارغ ہو کر دوسری نماز کا انتظار کرنا اور جماعت میں شریک ہونے کے لئے چل کر جانا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے میرے محبوب) تو نے سچ کہا، اب مانگو جو مانگنا چاہتے ہو، تو میں نے بارگاہ رب العزت میں گزارش کی ''الٰہی میں تجھ سے نیک کام کرنے کی بُرے کام چھوڑنے کی اور مسکینوں سے محبت کرنے کی توفیق مانگتا ہوں اور میں التجا کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور جب اپنے بندوں کو تو کسی فتنہ میں مبتلا کرنا چاہے تو مجھے فتنہ سے بچا کر اپنی طرف بلا لے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں مجھے اپنی محبت عطا فرما اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے اس کی محبت عطا فرما اور اس کام کی محبت عطا فرما جو مجھے تیری محبت سے قریب کر دے۔'' حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا دعا کے یہ فقرے تم بھی سیکھ لو اور لوگوں کو سکھاؤ کیوں کہ یہ حق ہے۔ (امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے میں نے اس کے بارے میں امام بخاری سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے)۔

مینڈھے کی شکل میں موت کو دیکھنا:

بخاری شریف میں ہے کہ ہم سے عمرؓ بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے ابو صالح نے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے، انہوں نے کہا آں حضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن موت کو ایک چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لے کر آئیں گے۔ پھر ایک پکارنے والا (فرشتہ) پکارے گا، بہشت والو، وہ گردن اٹھائیں گے، ادھر نظر ڈالیں گے۔ وہ فرشتہ کہے گا تم اس مینڈھے کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے ہم اس کا ذائقہ دیکھ چکے ہیں۔ پھر پکارے گا دوزخ والو! وہ

Marfat.com

گردن اٹھا کر دیکھیں گے (خوش ہوں گے شاید دوزخ سے نکلنے کا حکم دیا جاتا ہے) فرشتہ کہے گا تم اس مینڈھے کو پہچانتے ہو وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے۔ہم سب اس کو دیکھ چکے ہیں۔اس وقت وہ مینڈھا ذبح کر دیا جائے گا۔اس کے بعد فرشتہ کہے گا بہشتیو تم کو ہمیشہ بہشت میں رہنا ہے اور دوزخیو! تم کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے۔اب کوئی مرنے والا نہیں۔پھر آں حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ۔یعنی دنیا کے لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ایمان نہیں لاتے۔

خادموں سے حسن سلوک:

حضرت عبادہ بن الولید، حضور اکرم ﷺ کے محترم صحابی حضرت ابو الیسرؓ سے اپنی ملاقات کا احوال بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد حضرت ابو لیسرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ہم نے دیکھا کہ جو چادر اور لباس آپؓ نے پہنا ہوا ہے وہی آپ کے غلام نے بھی پہنا ہوا ہے۔میں نے آپؓ سے اس بارے میں استفسار کیا تو آپؓ نے بڑی محبت اور شفقت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی ''اے اللہ اسے برکت عنایت فرما''۔پھر ارشاد فرمایا اے میرے بھتیجے میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا اور ان دونوں کانوں نے سنا اور اس دل نے محفوظ رکھا اور آپؓ نے اپنے دل کی طرف اشارہ فرمایا۔جناب رسول اللہ ﷺ کی بات ارشاد فرما رہے تھے کہ ''تم ان غلاموں کو وہیں سے کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور وہیں سے پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو'' (سو میرے بیٹے)۔اگر میں اس غلام کو متاع دنیا سے کوئی چیز دے دوں یہ میرے لئے اس امر سے زیادہ آسان ہے کہ یہ قیامت کے دن میری نیکیاں لے لے۔(مسلم)

☆ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے خدمت گاروں اور خادموں کی خطائیں اور غلطیوں سے کتنی دفعہ درگزر کیا کریں۔حضور اکرم ﷺ اس کا سوال سن کر خاموش رہے۔اس نے اپنا سوال دہرایا۔حضور ﷺ نے پھر بھی سکوت فرمایا۔جب اس نے تیسری مرتبہ بھی سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر روز سو

Marfat.com

دفعہ درگزر کیا کرو۔(ابوداؤد، ترمذی)

☆رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا غلاموں (خادموں، ملازموں) کے ساتھ خوش خلقی کا برتاؤ کرنا برکت کو موجب ہے اور بدخلقی کا برتاؤ کرنا بے برکتی کا سبب ہے۔ (ابوداؤدشریف)

☆حضور انور ﷺ نے فرمایا تمہارے خادم تمہارے بھائی ہیں۔خدا تعالیٰ نے ان کو تمہارا ماتحت کر دیا ہے۔پس جس کا بھائی اس کا ماتحت ہو جو کھانا خود کھائے اس میں سے اس کو کھلائے اور جو کپڑا خود پہنے وہی اسے پہنائے اور ایسی مشقت نہ لے جو اس کی طاقت سے باہر ہو اور اگر اس کی طاقت سے بڑھ کر کوئی کام اس کے سپرد کرے تو خود بھی اس کی مدد کرے(بخاری، مسلم)

☆آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے غلاموں پر ایسی تہمت لگائے جو اس میں نہیں ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس پر حد جاری کرے گا۔(ترمذی)

پڑوسی:

امام ابوحنیفہؒ کے پڑوس میں ایک آوارہ مزاج شخص رہتا تھا۔وہ کسی دکان پر ملازم تھا۔دن میں دکان پر کام کرتا اور رات کو شراب پی کر اپنے گھر میں خوب رنگ رلیاں مناتا۔ سازو آہنگ کا وہ طوفان بپا ہوتا کہ توبہ بھلی۔وہ اکثر ایک شعر گایا کرتا تھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ لوگوں نے مجھے ہاتھ سے کھو دیا اور مجھے کھو کر ایسے شخص کو کھویا جو لڑائی اور فساد کے دن کام آنے والا تھا۔اگرچہ اس کا یہ ہنگامہ امام کی عبادت و ریاضت میں کسی حد خلل پیدا کرتا لیکن محض ہمسائیگی کا خیال کر کے امام صاحب اس کی اس ایذارسانی پر صبر فرماتے اور اسے کچھ نہ کہتے۔مگر آج رات خاموشی ہے،ایسا کیوں ہے؟ تہجد کا وقت ختم ہو گیا موذن نے فجر کی اذان دی امامؒ نماز فجر کے لئے مسجد تشریف لے گئے مگر راستہ بھر سوچتے رہے کہ آج میرے پڑوس میں سناٹا کیوں چھایا ہوا ہے؟ کہیں میرے پڑوسی پر کوئی افتاد تو نہیں پڑ گئی؟ نماز فجر سے فراغت کے بعد علما کا سرتاج،فقہ حنفی کا بانی ، پیکر صدق و صفا،علوم نبوی ﷺ کا

Marfat.com

خزینہ، جسے دنیا امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نام سے یاد کرتی ہے، اپنے اوباش پڑوسی کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک بچی روتی ہوئی باہر آئی اور امام کو بتایا کہ آوارہ گردی کے جرم میں کوتوال شہر نے اس کے باپ کو گرفتار کر لیا ہے اور وہ اس وقت قید میں ہے۔ امام اپنے گھر میں بھی لوٹ کر نہیں گئے، اسی وقت اپنا خچر منگوایا اور سوار ہوئے۔ کوتوال میں پہنچ کر اطلاع کرائی کہ ابو حنیفہؒ کوتوال سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ یہ پہلا موقع تھا امام صاحب کوتوال تشریف لے گئے تھے۔ یہ اطلاع پا کر کوتوال تو حیران رہ گیا۔ اس نے ماتحت افسر سے کہا امام صاحب کو ان کے خچر سمیت میرے دفتر میں لے آؤ۔ جب امام صاحب تشریف لے گئے تو اس نے زحمت فرمانے کی وجہ دریافت فرمائی۔ امام نے فرمایا میں اپنے پڑوسی کی سفارش کے لئے آیا ہوں۔ کوتوال نے نہ صرف یہ کہ آپؒ کے پڑوسی کو رہا کر دیا بلکہ اس رات جتنے لوگ گرفتار کئے تھے سب کو معاف کر دیا۔ جب اپنے پڑوسی کو رہا کرا کر امام صاحب اپنے ساتھ لا رہے تھے تو آپ نے پوچھا بھائی تو اکثر گایا کرتا تھا کہ لوگوں نے تجھے کھو دیا۔ دیکھ! میں نے تجھے ضائع نہیں کیا۔ اب اس اوباش کی آنکھوں میں آنسو تھے اور وہ امام کے قدموں میں گرا ہوا کہہ رہا تھا، مجھ گناہ گار کو آج وہ راہ دکھائی ہے جو زندگی کی حقیقی راہ ہے، توبہ کی راہ۔ اب اللہ تعالیٰ سے میرے لئے استقامت کی بھی دعا فرمائیں۔ امام دعا فرما رہے تھے اور قبولیت بہر استقبال عرش سے اتر رہی تھی۔

رضا:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور ﷺ صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے کہ یک بیک آپ ﷺ مسکرانے لگے۔ یہ دیکھ کر صحابہ کو اشتیاق ہوا کہ آپ ﷺ فرمانے کی وجہ دریافت کریں مگر کسی میں ہمت یہ ہوتی تھی کہ آپ ﷺ سے دریافت کرے اور آپ ﷺ مسکرائے جا رہے تھے۔ آخر ایک شخص نے حوصلہ کر کے آپ ﷺ سے دریافت کر ہی لیا، سرکار ﷺ کیا بات ہے آپ ﷺ اتنی دیر سے تبسم فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے آج اس مومن بندے پر تعجب ہو رہا ہے جو بیمار ہونے کو ناپسند کرتا ہے۔ کیوں کہ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ بیماری میں کیا ملتا ہے تو صحت کے

Marfat.com

مقابلے میں بیمار رہنے کو زیادہ پسند کرے۔یہ بات سن کر صحابہ مزید حیران ہو گئے کہ آپ ﷺ نے یہ کیسی بات ارشاد فرمائی۔آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ان دو فرشتوں پر تعجب ہو رہا ہے جو اللہ کے ایک مومن بندے کو ڈھونڈ نے ایک مسجد میں گئے جہاں وہ بندہ پنج وقت نماز ادا کرتا تھا مگر اسے وہاں نہ پایا اس لئے کہ وہ بیماری کی وجہ سے اس دن مسجد میں نہ آیا۔دونوں فرشتے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا اللہ آپ کا فلاں بندہ فلاں مسجد میں پانچ وقت نماز ادا کرتا تھا لیکن آج وہ مسجد میں نہیں ہے،ہم نے پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ آج وہ بیمار ہے۔اب حکم دیجئے کہ ہم کیا لکھیں کیوں کہ وہ نماز میں حاضر تو نہیں تھا۔جواب ملا فرشتو اس کے نامہ اعمال میں آج کی نماز کی حاضری درج کرو بلکہ جب تک وہ تندرست ہو کر مسجد میں حاضر ہو کر نماز کے قابل نہ ہو جائے اس کے سابقہ معمول کے مطابق اس کی حاضری درج کرتے چلے جاؤ کیوں کہ اگر وہ تندرست ہوتا تو ضرور آتا۔مرض میں نے دیا اور مرض ہی کی وجہ سے وہ معذور ہو گیا لہذا میں اسے عمل کے اجر سے محروم کیوں کروں۔"

اللہ رب العزت کی بندہ پروری ہے کہ بغیر عمل کے محض بندے کی عادت اور جذبہ شوق کی بنا پر اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں درج کرتا ہے۔مرض اگر چہ تکلیف دہ چیز ہے۔اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرتے رہنا چاہیے کہ ہم ناتواں بندے اس کی آزمائش کے قابل نہیں۔اس بارگاہ میں تو بڑے بڑوں کا پتا پانی ہو جاتا ہے۔تاہم اگر کوئی بندہ مومن مرض کی آزمائش میں مبتلا ہو جائے اور اپنے مالک کی رضا پر راضی رہے تو انشا اللہ اعمال کے اجر سے محروم نہ ہو گا۔

جواہرات حدیث:

☆ حضرت عباس بن عبد المطلب ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور آپ ﷺ فرماتے ہیں،ایمان کا مزا اس نے چکھا اور اس کی لذت اسے ملی جس نے اللہ کو اپنا رب،اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا رسول ﷺ مان لیا۔(مسلم)

☆ حضرت ابو الدرداؓ،رسول ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا"

Marfat.com

کہ قیامت کے دن میزان عمل میں سب سے زیادہ وزنی چیز انسان کے اچھے اخلاق ہوں گے۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

☆ حضرت امامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب تمہیں اچھے کام سے مسرت اور بُرے کام سے رنج ہو تو تم مومن ہو (مسند احمد)

☆ حضرت امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ ہی کے لئے کسی سے محبت کی اور اللہ ہی کے لئے دشمنی کی اور اللہ ہی کے لئے لیا اور اللہ ہی کے لئے منع کیا (یعنی نہ دیا) تو اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی۔ (ابوداؤد)

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایمان کی لذت اس کو نصیب ہو گی جس مین یہ تین علامات پائی جائیں۔ ایک یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اس کو ہر ایک سے زیادہ ہو۔ دوسرا یہ کہ جس کسی سے بھی محبت ہو محض اللہ ہی کے لئے ہو اور تیسرا یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف واپس لوٹنے سے ان کو اتنی ہی کراہت ہو جتنی آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے (متفق علیہ)

☆ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے چار چیزیں مل گئیں اسے دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل ہو گی۔ (۱) شکر کرنے والا دل (۲) اللہ کو یاد کرنے والی زبان۔ (۳) مصیبت پر صبر کرنے والا بدن۔ (۴) ایسی بیوی جو اپنی ذات اور شوہر کے مال میں خیانت کرنے والی نہ ہو۔ (مشکوٰۃ)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی ہے جو مجھ سے نصیحت کا یہ کلمہ لے کر ان پر عمل کرے اور ان کو سکھائے جو ان نصیحتوں پر عمل کریں۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور درج ذیل باتیں ارشاد فرمائیں:۔

گناہ سے پرہیز کرو تم سب سے بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے

اپنے پڑوسی سے احسان کرو تو (حقیقی) مومن ہو جاؤ گے۔

لوگوں کے لئے وہی چاہو جو اپنے لئے چاہتے ہو تو حقیقی مسلمان بن جاؤ گے۔

Marfat.com

(اور زیادہ ہنسی مزاق استہزانہ کیا کرو کہ) بہت زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔
(ترمذی)

مذمت:

کینہ ایسی بری چیز ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو اس نے پاک رہنے کی دعا مانگا کرتے ہیں۔ سورۃ حشر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" مومن بندے یہ دعا کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو ہم سے آگے دولتِ ایمان سے مشرف ہوئے معاف فرما دے اور ہمارے دلوں کو کینے سے پاک رکھ۔ اے ہمارے پروردگار تو بے شک نرمی کرنے والا مہربان ہے۔"

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگوں آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو، ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، ایک دوسرے کے عیب نہ تلاش کرو بلکہ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ کسی بھائی کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ جدائی رکھے۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے مسلمان تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی کو چھوڑے کہ جب دونوں کا سامنا ہو تو یہ اس سے منہ پھیر لے اور وہ اس سے۔ ان میں جو بھی سلام کرنے میں پہل کرے گا وہ افضل اور بہتر ہے۔ ابوداؤد شریف میں ہے کہ جب تین دن گزر جائیں تو ان میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے بھائی سے آکر ملے پھر سلام کرے اگر دوسرے نے جواب دے دیا تو دونوں کو ثواب ملا اور اگر نہ دیا تو وہ اپنے سر پر گناہ لاد کر لوٹے گا۔ ترمذی شریف میں ہے: حضورؐ سے ارشاد فرمایا کہ ہر پیر اور جمعرات کے بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوتے ہیں تو جس نے خدا کے ساتھ شرک نہیں کیا اللہ اسے معاف فرما دیتے ہیں لیکن جن دو آدمیوں کے درمیان آپس کا کینہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہیں ابھی رہنے دو جب یہ آپس میں میل ملاپ کر لیں تب ان کے گناہ معاف ہوں گے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ ایک دن حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسی عبادت کے بارے میں نہ بتاؤں جو روزہ نماز اور صدقہ خیرات سے بھی زیادہ افضل ہے۔ صحابہؓ نے

Marfat.com

عرض کی حضور ﷺ ضرور بتائیے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ دومسلمان بھائیوں کے درمیان صلح کروادینا اور یاد رکھو کہ دو مسلمان بھائیوں کے درمیان جدائی ڈلوانا ایسا گناہ ہے جو تمام نیکیوں کو برباد کردیتا ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان کو نقصان پہنچائے اور وہ بھی ملعون ہے جو کسی مسلمان کو دھوکہ دے۔(رواہ الترمذی)

خرید وفروخت:

والدہ کی وفات کے بعد محمد بن سوقہؒ کوتر کے میں ایک لاکھ درہم ملے تو ایسا لگا جیسے کہ ان پر بہت بڑی مصیبت آن پڑی۔خوشی کے بجائے وہ پریشانی میں گرفتار ہوئے کہ آخر اتنے زیادہ روپوں کا کروں گا کیا؟ شاید مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہوگیا ہے کہ اللہ نے مجھے اس ذمہ داری میں گرفتار کردیا میں ایک درویش دن رات حدیث کا درس دینا،طالبان دین کوفیض یاب کرنا میرا کام ہے۔ایک دوروٹی کھالی دن بسر ہوگیا۔آخر میں اتنے پیسوں کا کروں گا کیا۔جلد ہی محمد بن سوقہؒ نے فیصلہ کیا کہ مجھے مال سے چھٹکارا حاصل کرلینا چاہیے۔مال جتنا زیادہ ہوگا حساب اتنا زیادہ دینا ہوگا۔علاقے کے فقراء ومساکین کوخبر دے دی گئی جوآیا اس کی جھولیاں بھردی گئیں یہاں تک کہ جمعہ کا دن آتے آتے محمد بن سوقہ کے پاس صرف سو درہم رہ گئے۔آپ نے سوچا اس رقم کو کسی کاروبار میں لگا دینا چاہیے تاکہ اس کی آمدنی سے گزراوقات ہوسکے۔غزوان سے انہوں نے ریشمی کپڑا خریدا۔اس زمانے میں عراق میں ریشمی کپڑا وزن کرکے خریدا اور بیچا جاتا تھا۔جب محمد بن سوقہؒ نے وہ کپڑا خریدا تو اس کی قیمت ایک سو درہم تھی۔گھر لا کے اس کو وزن کیا تو وزن بڑھ گیا خیال ہوا غزوان نے تول کر بیچنے میں غلطی کی۔اسی وقت وہ کپڑا لے کر غزوان کے پاس گئے اور کہا کہ آپ سے بھول ہوگئی اس کا وزن بہت زیادہ ہے۔میں نے تو ایک سو درھم کا کپڑا خریدا تھا اب اس کا وزن اتنا زیادہ ہے کہ اس کی قیمت تین سو اشرفی بنے گی۔غزوان کپڑا لے کر دوبارہ تولا تو وزن ٹھیک تھا محمد بن سوقہؒ نے زیادہ لینے سے انکار کردیا اور کہا کہ وزن میں جو زیادتی رہی ہے وہ تم لے لو۔غزوان نے کہا میں زیادہ کیوں لوں کیا مجھے اللہ کے ہاں جواب

Marfat.com

دہی نہیں کرنی پڑے گی؟ خریدار کا اصرار تھا کہ زیادتی واپس لے لو، دوکان دار کا اصرار تھا کہ میں زیادتی واپس کیوں لوں؟ خوف خدا دونوں پر طاری تھا دونوں قیامت کے دن مالک کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر رہے تھے۔ دونوں کم تولنے کے عذاب سے واقف تھے، دونوں جان رہے تھے کہ اگر میں نے ایک روپیہ بھی کسی سے ناحق لیا تو ایک پیسے کے عوض سینکڑوں قبول شدہ نمازیں قیامت کے دن چھین لی جائیں گی۔ آخر رضوان نے کہا کہ محمد بن سوقہؒ تم لے لو اگر تمہارے مال میں کچھ زیادہ چلا بھی جائے تو میں اپنا حق معاف کرتا ہوں۔ ناچار محمد بن سوقہ نے وہ کپڑا قبول کیا۔

گلستان حدیث کی چند مہکتی کلیاں:

۱۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ اس مسلمان کو سرسبز و شاداب رکھے جو میری بات (حدیث) کو یاد رکھے اور دوسروں تک پہنچا دے۔ (ترمذی)

۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کہیں (مجلس میں) بیٹھے اور انہوں نے نہ اللہ کو یاد کیا نہ اپنے نبی ﷺ پر درود بھیجا تو قیامت کے دن یہ ان کے لئے نقصان اور حسرت کا باعث ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو (اس مجلس کی پاداش میں) عذاب دے اور چاہے تو (اپنے کرم سے) بخش دے (ترمذی)

۳۔ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ دُعا زمین اور آسمان میں لٹکی رہتی ہے (اس وقت تک) اوپر نہیں جا سکتی جب تک حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی پر درود نہ بھیجا جائے۔ (ترمذی)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عاصؓ سے روایت ہے کہ بنی کریم ﷺ نے نماز کے بارے میں فرمایا۔ جس نے نماز کی حفاظت کی اس کے لئے قیامت کے دن نماز نور ہوگی اور مومن ہونے کی دلیل ہے اور ذریعہ نجات ہوگی۔ جس نے اس کی حفاظت نہ کی اس کے لئے نہ نور ہوگی اور نہ دلیل اور نہ نجات کا ذریعہ اور بے نمازی کو قیامت کے دن قارون، فرعون اور امیہ بن خلف (جیسے کفار) کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ (سنن داری احمد)

Marfat.com

۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے (تو اس میں شامل ہونے کے لئے) دوڑو نہیں (بڑے) سکون و وقار کے ساتھ جماعت سے ملو۔ جتنی رکعتیں امام کے ساتھ ملیں پڑھو اور جو رہ جائیں انہیں (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) مکمل کرلو۔ (مسلم شریف)

۶۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی دوسروں کو نماز پڑھائے (یعنی امامت کرے) تو تخفیف کرے (قرآن کو طول نہ دے) کیوں کہ مقتدیوں میں ضعیف بیمار بوڑھے اور دوسروں کے سہارے کے محتاج بھی ہوتے ہیں۔ جب کوئی شخص اکیلا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے طول دے (مسلم)

۷۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ مسجد میں جلوہ افروز ہوئے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ ستون میں ایک رسی لٹک رہی ہے۔ آپ ﷺ نے (اس کے بارے میں) دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ زینب نامی ایک صحابیہ نے باندھی ہے۔ رات کو جب کھڑی کھڑی تھک جاتی ہے تو اس کے سہارے کھڑی ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا یہ رسی کھول دو (لوگوں تم اس وقت تک نفل) نماز پڑھو جب تک تم میں نشاط باقی رہے جب کوئی تھک جائے تو آرام کرلے۔ (بخاری)

عظمت:

اسلام قبول کرنے کے بعد جب سے وہ اپنے گاؤں واپس آئے تھے ان کا ایک ہی مشغلہ تھا، نماز پڑھنا اور بکریاں چرانا۔ ایک دن دل میں نہ جانے کیا بات آئی کہ ایک ہی رسی میں اپنی تمام بکریوں کو باندھا، بھتیجے کو ساتھ لیا اور دیار محبوب یعنی مدینہ کی طرف چل پڑے۔ شوق رہبر و راہنما تھا اور منزل پر منزلیں طے ہو رہی تھیں۔ آخر کار جس وقت سپیدہ صبح نمودار ہو رہا تھا۔ عاشق رسول ﷺ حضرت وہب بن قابوسؓ مدینہ میں داخل ہوئے مگر یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ شہر پر سناٹا چھایا ہوا ہے۔ لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ غزوہ احد میں تشریف لے گئے ہیں، عاشق کو چین کہاں بکریوں کو اسی جگہ چھوڑ کر سیدھے احد کی طرف چل پڑے۔ معرکہ کارزار گرم تھا، رسول اکرم ﷺ زخمی ہو چکے

Marfat.com

تھے، کفار کا ایک جتھہ سرکار پر حملہ آور تھا کہ وہب بن قابوسؓ پہنچ گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جوان کو منتشر کر دے جنت میں میرا ساتھی ہو گا۔ اتنا سننا تھا کہ ایسا لگا جیسا کسی نے وہب بن قابوسؓ کے بازوؤں میں بجلی کی سی تیزی بھر دی۔ پھرتی سے تلوار چلانے لگے، یہاں تک کہ حملہ آور جماعت پسپا ہو گئی۔ دوسری مرتبہ پھر وہ جماعت ہجوم کر کے آئی اور دوسری مرتبہ بھی ان کی تلوار کی کاٹ کے سامنے اسے پسپا ہونا پڑا۔ ابوسفیان نے للکارا کہ یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے پائے تو اس کی للکار سن کر تیسری مرتبہ بھی کفار کے لشکر کا ایک دستہ ہجوم کر کے آیا مگر اس مرتبہ بھی حضرت وہب بن قابوسؓ کے مقابلے کی تاب نہ لاتے ہوئے اس کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ نبی کریم ﷺ نے وہب کو جنت کی بشارت دی تو وہ دیوانہ وار کفار کے جمگھٹے میں گھس گئے اور جلد ہی مقام شہادت پر فائز ہوئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا بیان ہے کہ میں نے وہب بن قابوسؓ جیسی بہادری اور جاں نثاری کسی لڑائی میں نہیں دیکھی۔ ان کے شہید ہونے کے بعد ان کے جسد خاکی کے سرہانے کھڑے ہو کر سرکارِ دو عالم ﷺ ارشاد فرما رہے تھے، وہب میں تم سے راضی ہوں، اللہ تم سے راضی ہو، آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے حضرت وہبؓ کو دفن فرمایا۔ حضرت عمر فاروقؓ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کسی عمل پر بھی اتنا رشک نہ آیا جتنا کہ وہبؓ کے عمل پر۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میں اس طرح کا نامہ اعمال لے کر پہنچوں جس طرح کا نامہ اعمال وہب بن قابوسؓ لے کر دنیا سے گئے۔

صلہ:

رات کا وقت تھا میری والدہ محترمہ نے مجھ سے پینے کا پانی مانگا۔ میں باہر صحن میں پڑے مٹی کے کوزے میں پانی لے کر ابھی اپنی والدہ محترمہ کی چارپائی کے قریب پہنچا ہی تھا کہ ماں کی آنکھ لگ گئی۔ اب مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں، ماں کو نیند سے بیدار کر کے پانی پلاؤں پھر خیال آیا ان کی نیند خراب ہو گی۔ کتنی بے چینی کے بعد تو ان کی آنکھ لگی تھی۔ سردی شدید تھی اور باہر برف باری ہو رہی تھی۔ میرے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی دل

Marfat.com

میں آیا کہ بستر پر جا کر سو رہوں مگر پھر خیال آیا کہ والدہ محترمہ دوبارہ پانی مانگیں گی اور میں وقت پر نہ پہنچ سکوں۔ اسی ادھیڑ بن میں کھڑا رہا، سردی اور نیند کا شدید غلبہ تھا مگر میں نے اپنے نفس پر قابو رکھا۔ ہتھیلی پر پانی کا کوزہ تھا اور میں ماں کی چارپائی کے پاس کھڑا یہاں تک کہ رات گئی اور موذن نے صبح کی نماز کے لئے اذان دے دی۔ اذان کی آواز سن کر والدہ نیند سے بیدار ہوئیں تو انہوں نے دیکھا میں پانی کا کوزا لئے کھڑا ہوں۔ کہاں بیٹے! تو نے مجھے جگا کیوں نہ لیا۔ میں نے عرض کیا آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لئے میں نے سوچا اگر جگاؤں گا تو کہیں آپ کی تکلیف نہ بڑھ جائے اور سویا اس لئے نہیں کہ نہ جانے کس وقت آپ پانی مانگیں اور اس وقت میری آنکھ نہ کھل سکے۔ میرا یہ عمل دیکھ کر میری والدہ بہت خوش ہوئیں اور انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں دست دعا دراز کیا۔ یا الٰہی! بازید نے میرا دل ٹھنڈا کیا تو اس کے قلب کو اپنی معرفت کے انوار سے منور کر دے۔

سلطان بازید بسطامیؒ نے فرمایا نہ جانے ماں کی اس دعا اور میری خدمت میں کیا تاثیر تھی کہ چشم زدن میں برسوں کا سفر طے ہو گیا اور میرا قلب معرفت کے انوار سے منور ہو گیا۔

حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ نے حاضرین سے فرمایا: ''لوگو! تم مجھ سے پوچھتے، سوال کرتے ہو کہ بایزید تجھے معرفت کی یہ دولت کیسے ملی تو سن لو کہ اس کا ایک ہی راستہ ہے اللہ کے حقوق ادا کرو اور اللہ کے بندوں کے حقوق ادا کرو۔ منزل خود تمہارے سامنے آجائے گی۔ یاد رکھو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد سب سے بڑا حق والدین کا ہے۔

اولیاء اللہ:

قرآن پاک میں اولیاء اللہ کے مخصوص فضائل، تعریف اور پہچان بیان کی گئی ہے۔ پھر دنیا اور آخرت میں ان کے لئے بشارت کا ذکر ہے۔ ارشاد فرمایا گیا کہ اولیا اللہ کو نہ کسی ناخوش گوار چیز کے پیش آنے کا خطرہ ہوگا اور نہ کسی قسم کا کوئی غم، اور اولیا اللہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کی، ان کے لئے دنیا میں بھی خوش

Marfat.com

خبری ہے اور آخرت میں بھی۔

اولیاء اللہ کی علامت اور پہچان ایک حدیث قدسی کے حوالے سے بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میرے اولیاء میرے بندوں میں سے وہ لوگ ہیں جو میری یاد کے ساتھ یاد آئیں اور جن کی یاد کے ساتھ میں یاد آؤں۔"

حضرت اسماءؓ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اولیاء اللہ کی یہ پہچان بتائی کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔ جیسا کہ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرا بندہ نفلی عبادت کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے، یہاں تک کہ میں بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو پھر میں ہی اس کے کان بن جاتا ہوں وہ جو کچھ سنتا ہے میرے ذریعے سنتا ہے، میں ہی اس کی آنکھ بن جاتا ہوں وہ جو کچھ دیکھتا ہے میرے ذریعے ہی دیکھتا ہے، میں ہی اس کے ہاتھ پاؤں بن جاتا ہوں مطلب یہ کہ اس کی کوئی حرکت وسکون اور کوئی کام میری رضا کے خلاف نہیں ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی بزرگ سے محبت کرتا ہے مگر عمل کے اعتبار سے اس کے درجہ تک نہیں پہنچتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی محبت وصحبت انسان کے لئے حصول ولایت کا ذریعہ ہے۔ حضرت زرینؓ کی روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں دین کا ایک ایسا اصول بتاتا ہوں جس سے تم دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی حاصل کر سکتے ہو۔ وہ یہ ہے کہ اہل ذکر کی مجلس وصحبت کو لازم پکڑو اور جب تنہائی میں ہو جاؤ تو جتنا زیادہ ہو جاؤ اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو حرکت دو جس سے محبت کرو اللہ کے لئے کرو جس سے نفرت کرو اللہ کے لئے کرو۔

عصبیت:

احد کے دامن میں گھمسان کی جنگ جاری تھی۔ تلواروں سے تلواریں اور نیزوں سے نیزے ٹکرا رہے تھے، تیروں کی بارش الگ تھی۔ ایک مشرک ابوعقبیٰ مولیٰ فارسی

Marfat.com

کی طرف بڑھا اور تلوار کا وار کیا۔ ابوعقبہ کی زبان سے ایک جملہ نکل گیا ''اچھا تو لے سنبھال اس فارسی غلام کا وار''۔ اس طرح کے جملے اس دور میں تلوار کا وار کرنے والا کہہ دیا کرتا تھا کہ ذرا جنگ میں جذبات بھڑکیں اور دشمن پر رعب اور دبدبہ بڑھے۔ مگر ابوعقبہ کو کیا خبر تھی کہ اس پر نبی رحمت ﷺ کی نگاہیں مرتکز ہیں۔ مڑ کر دیکھا تو رحمت مجسم نہایت غصہ کی حالت میں دیکھ رہے تھے۔ ابوعقبہ حیران رہ گئے کہ مجھ سے کوئی جرم سرزد ہو گیا ہے یا کون سی غلط بات زبان سے نکل گئی ہے کہ آپ ﷺ اس قدر ناراضگی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ ابوداؤد شریف میں ہے کہ آپ ﷺ اس قدر گھمسان کی لڑائی کے باوجود عقبہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا '' تو نے یہ کیوں نہیں کہا کہ اس انصاری غلام کا وار سنبھال۔ ابوعقبہ! عربی، عجمی وجہ امتیاز نہیں کفر و اسلام اصل میں امتیاز کے عناصر ہیں۔

ورقہ بن نافل بن جعشم سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عصبیت کی طرف دعوت دے یا عصبیت کی بنیاد پر قتال کرے یا عصبیت کی بنیاد پر اس کی موت واقع ہو وہ میری جماعت سے خارج ہے۔ اس لئے عصبیت خواہ کسی قسم کی ہو، نسلی ہو یا علاقائی، لسانی ہو یا برادری کی ہو اسلامی قومیت کی جڑ کو کاٹ دینے والی چیز ہے۔ اسلام نے رنگ نسل ذات پات، زبان و تمدن، وطن اور علاقے ہر قسم کی عصبیت کو مٹا کر ایک شناخت کو باقی رکھا ہے اور وہ یہ کہ اسلام کفر کے مقابل ایک ملت ہے۔

ایک دن واثلہ بن اسقع نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا، یا رسول اللہ عصبیت کسے کہتے ہیں؟ فرمایا عصبیت یہ ہے کہ تو اپنے قبیلے کے آدمی کو محض ہم قبیلہ ہونے کی وجہ سے ظلم کے کاموں میں مدد کرے۔ ابن ماجہ میں ہے کہ ایک دن حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اپنے قبیلے کے لوگوں سے محبت کرنا بھی عصبیت میں داخل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں عصبیت تو یہ ہے کہ اپنے قبیلے کے آدمیوں کے ساتھ ظلم کے کاموں میں بھی تعاون کیا جائے۔ معلوم ہوا کہ صحیح مومن وہ ہے جو حق کا ساتھ دے اور باطل کی مخالفت کرے۔ تو پھر حق کی حمایت کی جائے اور اپنے حقیقی بھائی کا موقف غلط ہے تو ہرگز ہرگز اس کے ساتھ تعاون نہ کیا جائے۔

Marfat.com

فضیلت:

حضرت جریر بن عبداللہؓ کا بیان ہے کہ مسجد نبویﷺ میں جب صبح کے وقت قبیلہ مضر کا وفد داخل ہوا تو حضورﷺ کے چہرہ مبارک پر وفد کے ارکان کو دیکھ کر پریشانی کی آثار نمایاں طور پر نظر آرہے تھے۔ وہ سب کے سب مضری تھے، لمبے قد، تلواریں باندھے ہوئے، موٹے موٹے کمبل لپیٹے، نیم برہنہ افلاس کے سبب انہیں اتنے کپڑے بھی میسر نہ تھے کہ پوری طرح تن ڈھانپ سکیں۔ ان کا یہ افلاس اور بوسیدہ حالت دیکھ کر رحمت اللعالمینﷺ اداس ہوگئے۔ کبھی گھر میں جاتے کبھی باہر تشریف لاتے مگر کاشانہ نبویﷺ میں بھی سوائے اللہ کے نام کے کچھ نہ تھا۔ اتنے میں نماز کا وقت آگیا، حضرت بلالؓ نے اذان دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے مسجد نمازیوں نے بھرگئی۔ سرکار دو عالمﷺ نے نماز پڑھائی اور نماز نے بعد آپﷺ نے قرآن کریم کی چند آیت تلاوت فرمائیں اور ارشاد فرمایا "لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے مضری بھائیوں کے لئے صدقہ دیں۔ دینار ہوں یا درہم، کپڑے ہوں یا ایک صاع گیہوں ہی ہو۔ یہاں تک کہ اگر کسی کے پاس کھجور کا آدھا ٹکڑا ہو تو دے دے۔"

سید دو عالمﷺ نے یہ الفاظ کچھ ایسی دردمندی اور شفقت سے فرمائے کہ صحابہؓ بے حد متاثر ہوئے۔ انصار کا ایک آدمی اٹھا اور ایک تھیلی پیش کی جو درہموں سے بھر ہوئی تھی۔ پھر یکے بعد دیگرے لوگوں نے اٹھ اٹھ کر صدقہ دینا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر میں غلے، کھجوروں، نقدی اور کپڑوں کا ڈھیر لگ گیا۔ اب حضور کریمﷺ کو وہی چہرہ مبارک جو تھوڑی دیر پہلے قبیلہ مضر کی بدحالی اور غربت کو دیکھ کر پریشان تھا مسرت سے چمکنے لگا۔ آپﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کرنے میں پہل کرتا ہے اس کو اس کے عمل کا اجر تو ملے گا ہی ان لوگوں کے اجر کے برابر بھی اسے اجر ملے گا جو آئندہ اس پر عمل کریں گے اور جس نے اسلام میں کسی برے طریقے کو جاری کیا اسے اس کا گناہ تو ہوگا ہی اس کے بعد بھی جو لوگ اس گناہ کا کام کریں گے ان کا گناہ بھی اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ بغیر اس کے کہ اس کے گناہ میں کمی ہو۔

آپﷺ کا اشارہ تھا انصاری کی طرف جس نے درہموں سے بھری تھیلی پیش کر

Marfat.com

کے صدقے کا آغاز کیا تھا۔

صدقہ جاریہ:

محدثین کا خیال ہے کہ تقریباً نوے ہزار علما نے آپ سے صحیح بخاری سنی اور سب کو آپ کا شاگرد ہونے کا فخر تھا۔ تقریباً بارہ سو برس سے علم حدیث میں ان کا نام ایک معتبر نام کی حیثیت سے جانا جاتا ہے اور اس پر مشرق و مغرب کے تمام علماء متفق ہیں کہ ان کی کتاب صحیح بخاری شریف کلام اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب ہے۔ آپؒ تقویٰ میں بے مثال تھے صداقت ایسی کہ اس کی قسم کھائی جا سکتی تھی۔ علم حدیث سے لگاؤ اتنا کہ ایک ایک راوی سے ملاقات کرنے اور اس کی سچائی کو جانچنے کے لئے سینکڑوں میل سفر کرتے تھے۔ جس شہر میں اترتے خلقِ خدا اُمڈ آتی۔ اگر کسی کو مصافحہ کرنے کا موقع ملتا تو وہ اسے اپنی زندگی کی عظیم ترین سعادت سمجھتا۔ لیکن جب لوگوں نے دیکھا کہ اتنا عظیم محدث سر پر اینٹیں رکھے ہوئے مزدوروں کے ساتھ انہیں ڈھونڈنے میں مصروف ہے تو لوگ حیران رہ گئے۔ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ

امام بخاری نے ایک مرتبہ فیصلہ کیا کہ عام مسافروں کے ٹھہرنے کے لئے بخارا میں ایک مہمان سرا بنائیں چنانچہ انہوں نے اپنی جیب خاص سے اس کی تعمیر کا انتظام کیا۔ راج مزدور بلائے گئے مہمان سرا تعمیر ہونے لگی۔ امام صاحب بھی عام مزدوروں کے ساتھ گارا بنانے، اینٹیں ڈھونے اور دیگر تعمیر کے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ جب ان کے ایک شاگرد نے امام صاحب کو اینٹیں ڈھوتے دیکھا تو اسے شرم محسوس ہوئی۔ جا کر امام صاحب سے عرض کیا، امام صاحب آپ کے ہزار ہا شاگرد موجود ہیں جو آپ کے معمولی اشارے پر بھی بڑی قربانی پیش کرنے پر تیار ہیں۔ خدا کے لئے آپ یہ کام نہ کریں ہم اینٹیں ڈھوئیں گے آپ صرف ہمارے لئے دعا فرمایئے انشااللہ یہ مہمان سرائے بہت جلد مکمل ہو جائے گی۔ یہ سن امام بخاریؒ کا چہرہ متغیر ہو گیا فرمایا میرے عزیز میں یہ جو کام کر رہا ہوں اس لئے کر رہا ہوں کہ اصل میں یہی کام مجھے نفع پہنچائے گا۔ رفاع عامہ کا کام کرنا بہت بڑی

Marfat.com

عبادت ہے جو لوگ اپنے لئے جیتے ہیں اور اپنے عیش و آرام کے لئے ہر وقت سرگرداں رہتے ہیں وہ موت کے بعد صحیح معنوں میں مر جاتے ہیں اور ان کا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹ جاتا ہے اور جو دوسروں کے لئے جیتے ہیں اور دوسروں کو آرام پہچانے کے لئے مشقتیں برداشت کرتے ہیں انہیں موت کے بعد بھی بقائے دوام حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ یہ صدقہ جاریہ ہے جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

یارزاق:

حضرت سلیمانؑ کی طرف سے مخلوقات کی ضیافت شیخ عبدالرحمٰن من السلام المقری نے اپنی کتاب ''العقائد'' میں نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جب دیکھا کہ اللہ نے ان کے لئے دنیا کو وسیع کر دیا اور دنیا اس کے ہاتھ میں ہوگئی تو کہنے لگے اے میرے معبود اگر مجھے اجازت دیں کہ میں تیری تمام مخلوقات کو پورا سال کھلاؤں؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ تو اس پر ہرگز قدرت نہیں رکھتا۔ پھر درخواست کی کہ یا الٰہی ایک ہفتہ تو جواب ملا اس پر بھی قدرت نہیں رکھتا۔ پھر درخواست کی یا الٰہی ایک دن، فرمایا اس پر بھی قدرت نہیں رکھتا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے ایک دن کی اجازت دے دی تو حضرت سلیمان نے تمام جنات اور انسانوں کو حکم دیا کہ وہ تمام کے تمام ان چیزوں کو جو (زمین پر حلال ہیں یعنی گائے، بیل، بکریاں اور دنبے وغیرہ اور ان چیزوں کو جو جنس حیوان میں سے ہیں یعنی پرندہ وغیرہ) جب جن وانس نے ان چیزوں کو جمع کر لیا تو اس کے لئے بڑی بڑی دیگیں تیار کی گئیں۔ پھر ان جانوروں کو ذبح کیا گیا اور ان کو پکایا گیا اور ہوا کو حکم دیا گیا کہ کھانے پر چلے تا کہ خراب نہ ہو اور کھانوں کو جنگل میں پھیلا دیا گیا اس کی طول ایک مہینے کی مسافت کے برابر تھا اور اس کا عرض بھی اتنا ہی تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کے پاس وحی بھیجی اے سلیمانؑ تو مخلوقات میں سب سے پہلے کسی کی دعوت شروع کرے گا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میں دریا کے جانوروں سے شروع کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے بحرہ محیط کی ایک مچھلی کو حکم دیا کہ وہ حضرت سلیمانؑ کی ضیافت میں کھائے۔ چنانچہ اس مچھلی نے سر اٹھایا

Marfat.com

اور کہا: اے سلیمانؑ میں نے سنا ہے کہ تو نے ضیافت کا دروزاہ کھول دیا ہے اور آج میری ضیافت تو کرے گا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا ہاں لے اور کھانا شروع کر۔ چنانچہ وہ مچھلی آگے بڑھی اور دسترخوان کے شروع سے کھانے لگی۔ مچھلی نے اس قدر کھایا کہ اس نے ایک ساعت میں سارا کھانا صاف کر دیا۔ پھر اس مچھلی نے آواز لگائی کہ اے سلیمان مجھے کھانا کھلاؤ اور میرا شکم سیر کرو۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا تو سارا کھا گئی ہے اور کیا اب بھی تیرا پیٹ نہیں بھرا تو مچھلی نے کہا کیا اس طرح میزبان کا جواب ہوتا ہے مہمان کے لئے۔ اے سلیمان! آپ جان لیجئے میرے لئے ہر روز اس طرح جتنا تو نے پکایا ہے ایک دن میں تین مرتبہ متعین ہے اور آج میرے کھانے کے روکنے کا سبب تو بنا ہے تو نے میرے کھانے میں کمی کر دی۔ اسی وقت حضرت سلیمانؑ سجدہ میں گر پڑے کہنے لگے پاک ہے وہ ذات جو کفالت کرنے والی ہے مخلوق کی روزیوں کیساتھ جہاں سے مخلوق جانتی بھی نہیں کہ کہاں سے آتا ہے۔

عدل کے بے تاج بادشاہ:

بیت المال کی حفاظت ونگرانی میں حضرت عمرؓ کا جو اہتمام تھا اس کے متعلق تاریخوں میں بہت سے دلچسپ واقعات ہیں جن کی تفصیل ہم نظرانداز کرتے ہیں۔

پبلک ورک یا نظارت نافعہ

یہ صیغہ مستقل حیثیت سے زمانہ حال کی ایجاد ہے اور یہی وجہ ہے کہ عربی زبان میں اس کے لئے کوئی اصطلاحی لفظ نہیں۔ مصر وشام میں اس کا ترجمہ نظارت نافعہ کیا گیا ہے اس صیغے میں مفصل ذیل چیزیں داخل ہیں۔ سرکاری عمارت، نہریں، سڑکیں،، پل، شفاخانے، حضرت عمرؓ کے زمانے میں اس کے لئے کوئی مستقل صیغہ نہیں قائم ہوا تھا لیکن شفاخانوں کے سوا اس صیغے کے متعلق جتنی چیزیں ہیں سب موجود تھیں اور نہایت منتظم اور وسیع طور پر تھیں۔

Marfat.com

زراعت کی ترقی کے لئے حضرت عمرؓ نے اس قدر نہریں تیار کروائیں جن کا مختصر حال صیغہ محاصل میں ہیں یہاں ان نہروں کا ذکر کرتے ہیں جو زراعت کے صیغہ میں مخصوص نہ تھیں۔

حضرت عمرؓ نے جو نہریں تیار کرائیں:

نہر ابی موسیٰ

یہ نہر ۹ میل لمبی تھی جس کی تاریخ یہ ہے کہ ایک دفعہ بصرہ کے لوگ ڈیپوٹیشن کے طور پر حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے معمول کے موافق ایک ایک سے حالات پوچھے ان میں حنیف بن قیس بھی تھے انہوں نے نہایت پُر اثر تقریر میں جو کتابوں میں بالفاظ ہا منقول ہے اس بات کی شکایت کی کہ بصرہ بالکل شورستان ہے اور پانی چھ میل سے لانا پڑتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس وقت ابو موسیٰ شعریؓ کے نام اس مضمون کا تحریری حکم بھیجا کہ بصریٰ کے لوگوں کے لئے نہر کھدوائی جائے، چنانچہ دجلہ سے نو میل لمبی نہر کاٹ کر بصرہ لائی گئی جس کے ذریعے گھر گھر پانی کی افراط ہو گئی۔

نہر معقلؓ:

یہ ایک مشہور نہر ہے جس کی نسبت میں یہ مثل مشہور ہے۔ یہ نہر بھی دجلہ سے کاٹ کر لائی گئی تھی اور چونکہ اس کی تیاری کا اہتمام معقل بن یسارؓ کے سپرد کیا گیا تھا جو ایک مقدس صحابی تھے اور اس لئے انہی کے نام سے مشہور ہے۔

نہر سعدؓ:

اس نہر کے لئے انبار والوں نے پہلے شہنشاہ فارس سے درخواست کی تھی۔ اسلام کا زمانہ آیا تو ان لوگوں نے سعد بن ابی وقاصؓ (گورنر کوفہ) سے خواہش ظاہر کی۔ سعدؓ نے سعد بن عمرؓ کو معمور کیا۔ انہوں نے بڑے اہتمام سے کام کروایا لیکن کچھ دور تک پہنچ کر ایک پہاڑ بیچ میں آگیا وہیں چھوڑ دی گئی۔ پھر حجاج نے اپنے زمانے میں پہاڑ کاٹ کر بقیہ کام

Marfat.com

پورا کیا۔تاہم نہر سعدؓ ہی کے نام سے مشہور ہوئی۔

نہر امیر المومنینؓ:

سب سے بڑی اور فائدہ رساں نہر جو حضرت عمرؓ کے خاص حکم سے بنی وہ نہر امیر المومنین کے نام سے مشہور ہے اور جس کے ذریعے سے دریائے نیل کو بحر قلزم سے ملا دیا گیا تھا۔اس کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ ۱۸ ہجری میں جب تمام عرب پر قحط پڑا تو حضرت عمرؓ نے تمام اضلاع کے حکام کو لکھا کہ ہر جگہ سے کثرت کے ساتھ غلہ اور اناج روانہ کیا جائے۔اگر چہ اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی لیکن شام اور مصر سے خشکی کا جو راستہ تھا بہت دور دراز تھا اس لئے غلہ کے بھیجنے میں پھر بھی دیر لگی۔حضرت عمرؓ نے ان دقتوں پر خیال کر کے عمرو بن العاصؓ (گورنر مصر) کو لکھا کہ مصر کے باشندوں کی ایک جماعت ساتھ لے کر دارالخلافہ میں حاضر ہوں جب وہ آئے تو فرمایا کہ دریائے نیل کو اگر سمندر سے ملا دیا جائے تو عرب میں قحط و گرانی کا کبھی اندیشہ نہ ہوگا ورنہ خشکی کی راہ غلہ کا آنا وقت سے خالی نہیں۔عمرو بن العاصؓ نے واپس جا کر کام شروع کر دیا اور قسطاط سے (جو قاہرہ سے دس بارہ میل ہے) بحر قلزم تک نہر تیار کروائی۔اس ذریعے سے دریائے نیل کو جو قسطاط کے نیچے بہتا تھا بحر قلزم میں میل گیا۔جہاز نیل سے چل کر قلزم آتے تھے۔اور یہاں سے جار پہنچ کر لنگر کرتے تھے جو مدینہ منورہ کی بندرگاہ تھی۔یہ نہر تقریباً ۶۹ میل لمبی تھی اور تعجب یہ کہ چھ مہینے میں بن کر تیار ہوگئی چنانچہ پہلے ہی سال ۲۰ بڑے بڑے جہاز جن میں ساٹھ ہزار اروب غلہ بھرا ہوا تھا اس نہر کے ذریعے سے مدینہ منورہ کی بندرگاہ میں آئے۔یہ نہر مدتوں تک جاری رہی اور اس کے ذریعے سے مصر کی تجارت کو نہایت ترقی ہوئی۔عمر بن عبدالعزیزؒ کے بعد عمالوں نے بے پرواہی کی اور وہ جا بجا سے ہٹ گئی یہاں تک کہ مقام ذنب التمساہ تک آکر بند ہوگئی۔۱۰۵ء ہجری میں منصور عباسی نے ایک ذات مصلحت سے اس کو بند کر دیا لیکن بعد میں پھر جاری ہو گئی اور مدتوں تک جاری رہی۔

ایک عجیب وغریب بات یہ ہے کہ عمرو بن عاصؓ نے بحرہ روم اور بحرہ قلزم کو براہ راست ملا دینے کا ارادہ کیا تھا چنانچہ اس کے لئے موقع اور جگہ کی تجویز بھی کر لی تھی اور چاہا تھا

Marfat.com

کہ فرما کے پاس سے جہاں سے بحرہ روم اور بحرہ قلزم میں صرف ستر میل کا فاصلہ رہ جاتا ہے نہر نکال کر دونوں دریاؤں کو ملا دیا جائے۔ لیکن حضرت عمرؓ کو ان کے ارادے سے اطلاع ہوئی تو نہ رضامندی ظاہر کی اور لکھ بھیجا اگر ایسا ہوا تو یونانی جہازوں میں آکر حاجیوں کو اڑا لے جائیں گے۔ اگر حضرت عمر بن العاصؓ کو اجازت ملی ہوتی تو نہر سویز کی ایجاد کا فخر درحقیقت عرب کے حصے میں آتا۔

حضرت عمرؓ نے جو عمارتیں تیار کروائیں

عمارات جو حضرت عمرؓ نے تعمیر کروائیں تین قسم کی تھیں۔

ا۔ مذہبی:

جیسے مساجد وغیرہ۔ ان کا بیان تفصیل کے ساتھ مذہبی صیغے میں آئے، یہاں اس قدر کہانی کافی ہے کہ بقول صاحب روضۃ الاحباب چار ہزار مسجدیں تعمیر ہوئیں۔

۲، فوجی:

قلعے جیسے چھاونیاں، بارکیں اور اس کا بیان فوجی انتظامات کے بیان میں آئے گا۔

۳۔ ملکی:

جیسے دارالعمارت وغیرہ اس قسم کی عمارتوں کے تفصیلی حالات معلوم نہیں لیکن ان کی اقسام کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

دارالعمارت یعنی صوبہ جات اور اصلاع کے حکام جہاں قیام رکھتے تھے اور جہاں ان کا دفتر رہتا تھا کوفہ اور بصرہ کے درالعمارات کا حال طبری اور بلاذری نے کس قدر تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔

Marfat.com

دفتر:

دیوان یعنی جہاں دفتر کے کاغذات رہتے تھے۔فوج کا دفتر بھی اسی مکان میں رہتا تھا۔

خزانہ:

بیت المال یعنی خزانے کا مکان۔یہ عمارت مضبوط اور مستحکم ہوتی تھی۔

قید خانے:

مدینہ منورہ میں بھی قید خانے ظالموں کو سزا دینے کے لیے قید خانوں کا قیام ضروری تھا۔بصرہ میں جو قید خانہ تھا وہ دار العمارت کی عمارت میں شامل تھا۔

مہمان خانے:

یہ مکانات اس لئے تعمیر کئے گئے تھے کہ باہر والے جو دو چار روز کے لئے شہر میں آتے تھے۔وہ ان مکانات میں ٹھہرائے جاتے تھے۔کوفہ میں جو مہمان خانہ بنا اس کی نسبت علامہ بلاذری نے لکھا ہے: مدینہ کا مہمان خانہ ۱۷ ہجری میں تعمیر ہوا چنانچہ ابن حبان نے کتاب الثقات میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔اس موقع پر بتا دینا ضروری ہے کہ عمارتوں کی نسبت یہ نہیں خیال کرنا چاہیے کہ بڑی شان وشوکت کی ہوتی تھیں، اسلام فضول تکلفات کی اجازت نہیں دیتا۔زمانہ مابعد میں بہت کچھ ہوا،لیکن اس وقت تک اسلام بالکل اپنی سادہ اور اصلی صورت میں تھا اور حضرت عمرؓ کو نہایت اہتمام تھا کہ سادگی جانے نہ پائے۔اس کے علاوہ بیت المال پر حاکم وقت کو آزادانہ اختیارات حاصل نہ تھے۔بیت المال تمام قوم کا سرمایہ سمجھا جاتا تھا اور لوگ اس کا اصلی مصرف یہ سمجھتے تھے کہ چونا پتھر کی بجائے زیادہ تر آدمیوں کے کام آئے یہ خیال مدتوں تک رہا اور اس کا اثر تھا کہ جب ولید بن عبد الملک نے دمشق کی جامع مسجد پر رقم کثیر صرف کر دی تو عام ناراضگی پھیل گئی اور لوگوں نے اعلانیہ کہا کہ بیت المال کے روپیہ کا یہ مصرف عمل ہے؟ بہر حال حضرت عمرؓ کے زمانے میں جو عمارتیں

Marfat.com

بنیں وہ عموماً انیٹ اور گارے کی تھیں۔ بصرہ کا ایوان حکومت بھی اسی حیثیت کا تھا البتہ فوجی عمارتیں نہایت مضبوط اور مستحکم ہوتی تھیں۔

سڑکوں اور پلوں کا انتظام:

سڑکوں اور پلوں کا انتظام نہایت عمدہ تھا لیکن اہتمام میں نہیں تھا۔ مفتوحہ قوموں سے جو معاہدہ ہوتا تھا اس میں یہ شرط بھی ہوتی تھی کہ وہ سڑک اور پل وغیرہ اپنے اہتمام اور اپنے صرف سے بنوائے گی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے شام فتح کیا تو شرائط صلح میں یہ امر بھی داخل تھا

مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ تک چوکیاں اور سرائیں:

مکہ معظّمہ اگر مدتوں سے قبلہ گاہ خلائق تھا لیکن اس کے رستے بالکل ویران اور بے آب تھے۔ حضرت عمرؓ سترہ ہجری میں جب مکہ مکرمہ گئے تو ان کی اجازت سے مدینہ سے مکہ تک ہر منزل پر چوکیاں سرائے اور چشمے تیار ہوئے۔ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفاء میں لکھتے ہیں:

کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جو جو شہر آباد ہوئے وہ جن ضرورتوں سے آباد ہوئے اور جو خصوصیتیں ان میں پیدا کی گئیں ان کے لحاظ سے ہر شہر تاریخِ اسلام کا ایک صفحہ کہا جا سکتا ہے۔

خوف خدا:

ایک حدیث حضرت ابو ہریرہؓ (عمر بن عامرؓ) سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے پچھلی اُمتوں میں سے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک شخص تھا جس نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا تھا۔ اس نے بڑے بڑے گناہ کئے تھے اور اس کی زندگی بڑی خراب گزری تھی اور جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے گھر والوں سے وصیت کرتے وقت کہا میں نے اپنی زندگی کو گناہوں میں گزارا ہے اور کوئی نیک عمل نہیں ہے اس لئے جب میں مر جاؤں تو میری نعش کو جلا دیا جائے۔ اس کی ہڈیوں کو بالکل باریک پیس دیا

Marfat.com

جائے اور پھر اس کی راکھ کو مختلف جگہ پر تیز ہوا میں اڑا دیا جائے تا کہ وہ ذرات دور دور چلے جائیں۔ یہ وصیت میں اس لئے کر رہا ہوں کہ اللہ کی قسم اگر میں اللہ کی پکڑ میں آ گیا تو اللہ تعالیٰ مجھے ایسا عذاب دے گا کہ اس جیسا عذاب دنیا میں کسی کو نہیں دیا جائے گا۔

جب اس شخص کا انتقال ہوا تو اس کے گھر والوں نے اس کی وصیت پر عمل کیا اور راکھ کو ہوا میں بکھیر دیا جس کے نتیجے میں اس کے ذرات دور دور تک بکھر گئے۔ (یہ تو اس کی حماقت کی بات تھی کہ شاید اللہ تعالیٰ میرے ذرات کو جمع کرنے پر قادر نہیں ہوگا) چنانچہ اللہ نے ہوا کو حکم دیا کہ اس کے سارے ذرات کو جمع کرو اور جب ذرات جمع ہو گئے تو اللہ نے حکم دیا کہ اس دوبارہ جیسا یہ تھا ویسا ہی بنا دیا جائے۔ چنانچہ وہ دوبارہ زندہ کر کے اللہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص سے سوال کیا کہ اپنے گھر والوں کو یہ عمل کرنے کی وصیت کیوں کی تھی؟ اس شخص نے جواب میں کہا: ''خشیت یارب'' اے اللہ! آپ کے ڈر کی وجہ سے اس لئے کہ میں نے گناہ بہت کئے تھے اور ان گناہوں کے نتیجے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میں آپ کے عذاب کا مستحق ہو گیا ہوں اور آپ کا عذاب بڑا سخت ہے تو میں نے آپ کے ڈر سے عذاب سے بچنے کے لئے وصیت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے ڈر کی وجہ سے تم نے یہ عمل کیا تھا جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا۔

عشق رسول ﷺ:

حضرت جنید بغدادیؒ کے ولی اللہ بنے کا سبب اور واقعہ ''مواعظ درد محبت'' جلد نمبر ا میں لکھا گیا ہے کہ حضرت جنید بغدادیؒ اس وقت وہ اللہ والے نہیں تھے پہلوانی کی روٹی کھاتے تھے کیوں کہ یہ شاہی پہلوان تھے۔ جب یہ کشتی لڑتے تو جیتنے پر لاکھوں روپے ملتے اور جب پیسہ ختم ہو جاتا تو پھر کشتی لڑتے اور پیسہ کماتے۔ ایک دفعہ ایک نہایت کمزور صاحب آئے اور کہا کہ میں جنید سے کشتی لڑوں گا۔ سب لوگ ہنسنے لگے اور بھائی آپ تو بڑے میاں ہیں اور کمزور ہیں، انہوں نے کہا کہ دیکھنا کہ میں ایسا داؤ ماروں گا کہ جنید بھی کیا یاد کرے گا۔ یہ صاحب اتنے کمزور تھے کہ چلنے میں کانپ رہے تھے۔ بادشاہ نے منظور کر لیا۔ جب

Marfat.com

میدان میں جنید بغدادیؒ آئے تو بڑے میاں بھی میدان میں آئے اور جنید بغدادی کے کان میں کہا دیکھو میں سید ہوں میری اولاد کو فاقے ہو رہے ہیں اور اگر تم آج نبی کریم ﷺ کی اولاد کی محبت اور نبی ﷺ کی محبت میں اپنی آبرو کو خاک میں ملاؤ گے تو یہ انعام مجھے مل جائے گا لیکن سرکار دو عالم تم سے خوش ہو جائیں گے۔ بس اتنا سننے کی دیر تھی کہ سودا بازی کر لی گئی۔

محبت کی بازی اور بازی ہے دانش
خود ہار جانے کو جی چاہتا ہے

بس انہوں نے زور دکھانے کی کچھ ایکٹنگ کی جس کو نورا کشتی کہتے ہیں کہ جس سے جنید بغدادی گر گئے۔ جب جنید بغدادی گر گئے تو میاں اوپر چڑھ گئے اور مکے مارتے رہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ اللہ کی محبت میں برداشت کرتے رہے چنانچہ بڑے میاں جیت گئے اور سارا انعام لے گئے۔ اسی رات حضرت جنید بغدادیؒ نے حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور فرمایا اے جنید تو نے میری محبت میں اپنی عزت کو بیچا اور میں تیری عزت کا ڈنکا سارے جہاں میں بجواؤں گا۔ اسی دن سے حضرت جنید بغدادیؒ کا شمار اولیاء اللہ میں ہونے لگا۔

Marfat.com

دعا کیا ہے؟

دعا کو عبادت کا مغز کہا جاتا ہے۔ اس کے لیے حضورِ قلب کے ساتھ ساتھ بڑی تیاری اور اہتمام کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہاتھ اٹھا کر نہایت عاجزی سے اپنے رب سے رجوع کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کو دعا کرنے والا بندہ بہت پسند ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے بڑھ کر بزرگ و برتر نہیں۔ (رواۃ ترمذی) آپؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس پر غصہ ہوتا ہے۔

(رواۃ ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دعا زمین و آسمان کے درمیان لٹی رہتی ہے اور ذرا بھی آگے نہیں بڑھتی جب تک نبی ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے۔ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود پڑھے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہ معاف ہوں گے۔ دس درجے بلند ہوں گے۔ دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ (کمافی الترغیب عن البراء بن عازب)

حدیث شریف سے ایک بات معلوم ہوئی کہ بعض دفعہ کثرت عمل ہی ثواب کا ذریعہ نہیں بلکہ تھوڑا عمل ہی بڑے عمل سے بڑھ جاتا ہے۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا سُبحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمدِهٖ ، سُبحَانَ اللّٰهِ العَظِيم ۔ یہ دو کلمے ایسے ہیں کہ پڑھنے میں بہت ہلکے لیکن میزانِ عمل میں بہت بھاری ہوں گے۔ (بخاری)

Marfat.com

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ فجر سے فارغ ہو کر علی الصبح میرے پاس تشریف لائے اس وقت میں مصلّے پر تھی پھر چاشت کے وقت تشریف لائے اس وقت تک میں مصلّے پر تھی آپ ﷺ نے دریافت کیا۔ کیا تم اس وقت سے اسی حالت میں ہو جس حالت میں چھوڑا تھا؟ میں عرض کیا۔ جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم سے جدا ہونے کے بعد میں نے چار کلمات تین مرتبہ پڑھے۔ آج جس قدر مسلسل تم نے دو تین گھنٹے ذکر کیا۔ ان کلمات کا وزن اس سے کہیں زیادہ ہے۔ وہ چار کلمات یہ ہیں۔ جن کو تین مرتبہ پڑھا۔

سُبحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمدِہٖ عَدَدَ خَلقِہٖ (۲) سُبحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمدِہٖ رِضَا نَفسِہٖ (۳) سُبحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمدِہٖ زِنَۃَ عَرشِہٖ (۴) سُبحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمدِہٖ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ۔ (مشکوۃ، ص ۲۰۰ بحوالہ مسلم)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص تین مرتبہ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرّجیم پڑھ کر سورۃ الحشر کی آخری تین آیات تین مرتبہ پڑھ لے تو اللہ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیں گے جو اس دن شام تک اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہیں گے اور اگر اس دن مر جائے تو شہید کا درجہ پائے گا اور جو شام کو یہ عمل کرے گا اس کے لیے بھی یہی نفع ہے۔ (ترمذی، دارمی)

بازار میں داخل ہوتے وقت چوتھا کلمہ اچھی طرح یاد کر کے پڑھ لیں تو حدیث میں ہے اس کے پڑھنے سے اللہ دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ دس لاکھ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ دس لاکھ درجات میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیں گے۔

(رواۃ ترمذی و ابن ماجہ)

ختم اذان کے بعد درود شریف اور پھر ختم اذان کی دعا یاد کر کے پڑھ لیں تو ایسے بندے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

ایصال ثواب کے لیے سورۃ الفاتحہ (اس سورۃ کو دو تہائی قرآن کے برابر فرمایا ہے۔ کنزل العمال ص ۵۵۶) سورۃ الاخلاص کو تہائی قرآن کے برابر فرمایا ہے۔

(بخاری و کنز الاعمال)

Marfat.com

آیۃ الکرسی کو چوتھائی قرآن کے برابر فرمایا ہے۔ (کنز العمال ج ا ص ۵۶۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ روزانہ ہزار آیات پڑھ لو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیسے طاقت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ سورۃ التکاثر پڑھ لو۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

Marfat.com

آخری بات

اصلاح وتربیت کے محتاج تو ہم سارے مسلمان ہیں حق کی شہادت اور دین کی اقامت کا کام بڑی تیاری چاہتا ہے۔اس بگڑے ہوئے زمانے اور بگڑے ہوئے ماحول میں حق کا پرچم سربلند کرنے کی اشد ضرورت ہے۔یہ میری کاوش جس کے لئے دعا گو ہوں کہ میرا رب اسے کامیاب کرے امن کا پیغام سب تک پہنچے۔

علمائے کرام اوراساتذہ حدیث سے درخواست ہے کہ اس میں جہاں کہیں کوئی غلطی نظر آئے،اس کی نشان دہی فرمائیں۔میں آپ کی بہت ممنون ہوں گی اور اللہ پاک آپ کو اس کا اجر دے گا۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم o

لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

(اقبال)

Marfat.com

جہاد بالقلم

"اور جنہوں نے کوشش اور محنت کی ہمارے واسطے ہم ضرور اُن کو اپنی راہوں تک پہنچا دیں گے"۔ سورۃ العنکبوت ۶۹

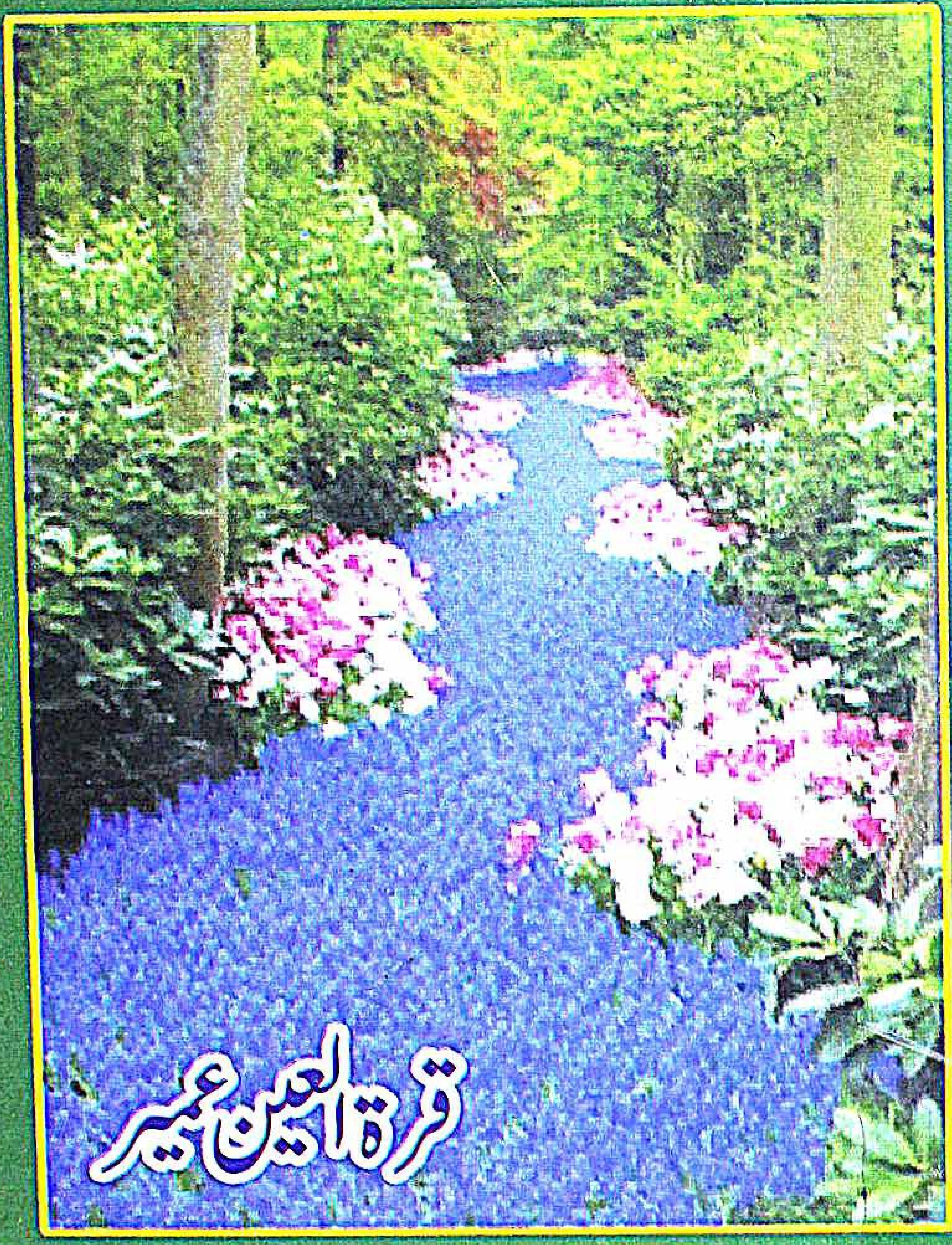

قرۃ العین عمیر

قندیل

Marfat.com